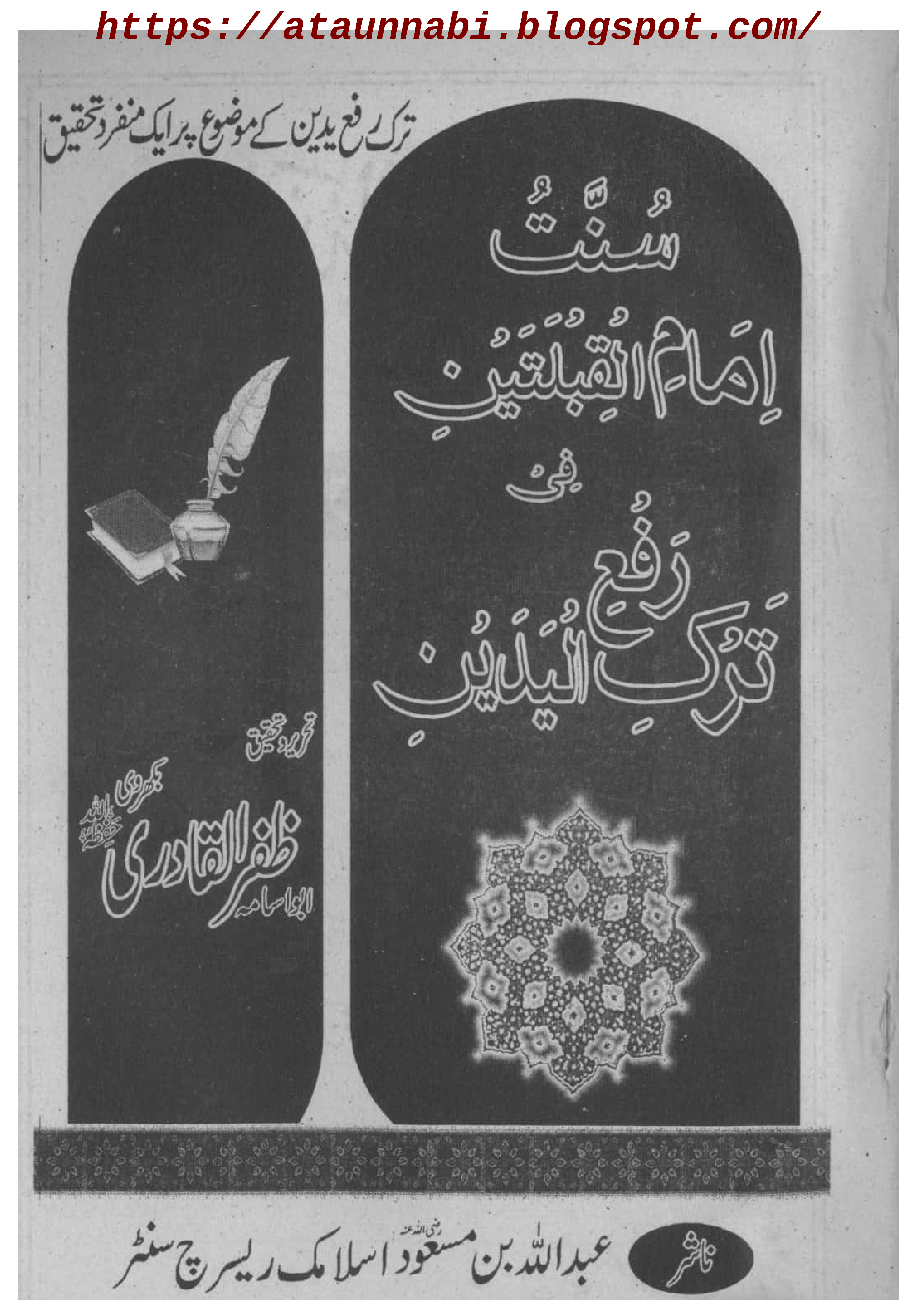
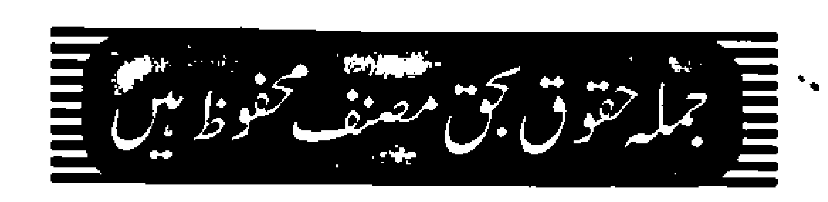


ترک رفع یدین کے موضوع پر ایک منفرد تحقیق
سُنَّت
اِمَامُ الْقِبلَتَینُ
فِی
رَفعُ
تَرکِ الیَدَینُ
تحریر و تحقیق
ابو اسامہ
ظفر القادری
بکھروی
حفظہ اللہ
ناشر
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسلامک ریسرچ سنٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



نام کتاب ۔۔۔۔۔۔ سُنَّتُ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ فِی تَرْکِ رَفْعِ الْیَدَیْنِ

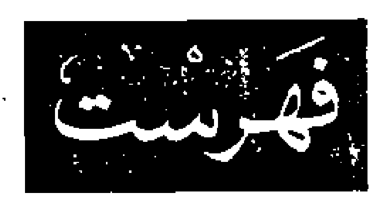
مصنف ۔۔۔۔۔۔ ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی عفی اللہ عنہ

ناشر ۔۔۔۔۔۔ عبداللہ بن مسعودؓ اسلامک ریسرچ سنٹر

کمپوزنگ ۔۔۔۔۔۔ ظفر محمود قریشی

مطبع ۔۔۔۔۔۔ جنجوعہ پرنٹنگ پریس واہ کینٹ

قیمت ۔۔۔۔۔۔ (   )


فہرست



''میں اپنی اس تحریر کو جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام منسوب کرتا ہوں کہ جن کے فیض سے بڑی بڑی ہستیاں جگمگا اُٹھیں اللہ تعالیٰ انکا فیض تا قیامت جاری و ساری رکھے اور انکے رستے پر چلتے ہوئے اللہ رب العزت ہمیں انعام یافتہ لوگوں میں شامل فرمائے

آمین! ثم آمین

ابواسامہ ظفر القادری بکھروی عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی

اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی

اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لِلّٰہ الذی نور عقول المسلمین بانوار القرآن وزین قلوب العارفین باسرار العرفان ونجاھم عن غیبت الشکوک والاوھام ثم افضل الصّلوٰۃ واکمل السّلام علیٰ سیّد الانس والجآن مالک الکون عالم مایکون وماکان سیّد نا ومولانا محمد وعلیٰ الہ الکرام واصحابہ العظام. امابعد

فقہی اختلافات کی تاریخ بہت قدیم ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان بھی بارہا فقہی مسائل میں اختلافات رونما ہوئے البتہ ان اختلافات کی بناء پر نہ کسی نے کسی کو کافر ومشرک ٹھہرایا اور نہ ہی کوئی کسی مخالف کے قتل کے درپے ہوا وہ نفوس قدسیہ جنکی جلالتِ علمی کا ڈنکا عرب وعجم میں بجتا تھا اس کے باوجود علمی وفقہی اختلافات میں اپنے مخالف پر ہتک عزت کا دعویٰ نہ کیا۔

محبت رسول کی لڑی میں پروئے ہوئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بعد تابعین، تبع تابعین اور آئمہ مجتھدین نے اسی محبت والفت کی روایت کو زندہ وجاوید رکھا، آئمہء مجتھدین میں سے بالخصوص آئمہ اربعہ نے ملت اسلامیہ کی علمی آبیاری کیلئے ہر متاع حیات کو قربان کردیا لیکن اپنے ہم منصب اور غواص علم وعرفان سے علمی، فقہی اختلافات میں قواعد وضوابط کی پیروی کرتے ہوئے دامن ادب واحترام ہاتھ سے جانے نہ دیا، تشدد وجبر کی راہ سے ہٹ کر حقیقت تک رسائی کے لئے دلائل وبراہین کی راہ کو اختیار کیا آج بعض نادان لوگوں نے راہِ اعتدال سے فرار اختیار کر کے تشدد کی راہ کو اختیار کرلیا، اس تشدد پسندی نے انھیں اس قدر اندھا کردیا کہ اب سورج کی روشنی میں بھی ان تشدد زدوں کو کچھ دکھائی نہیں

دیتا، اوران کی عقل نارسا اس قدر مغلوب ومفلوج ہوچکی ہے کہ مخبوط الحواس، اندھی اونٹنی کی طرح ٹامک ٹوئیاں مارتے پھرتے ہیں۔

مؤلف موصوف نے آئمہ سلف کے طریقے کے مطابق علمی، عقلی اور نقلی دلائل سے فقہ حنفی کی برتری کو ثابت کیا ہے اور ''رفع یدین'' کے موضوع پر متشدد دین کی ہٹ دھرمیوں اور بے اعتدالیوں پر قابو پانے کے لئے ''ترک رفع یدین'' میں احناف کے مؤقف کو اس انداز سے ثابت کیا ہے کہ ''حدیث عبداللہ بن مسعود......پر غیر مقلدین بالخصوص ''زبیر علی زئی'' کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کا مدلل جواب دیا جو فقہائے کرام اور آئمہ حدیث کے اقوال کی روشنی میں مستند و صحیح روایات پر مشتمل ہے اس مقصد کے لئے تشدد و تعصب کی راہ سے ہٹ کر مؤلف موصوف نے فقہائے اسلام و محدثین عظام کے مسلمہ جرح و تعدیل کے اصول و ضوابط کو اختیار کیا ہے اس سلسلہ میں اسماء الرجال پر دلنشین پیرائے میں بحث کی ہے

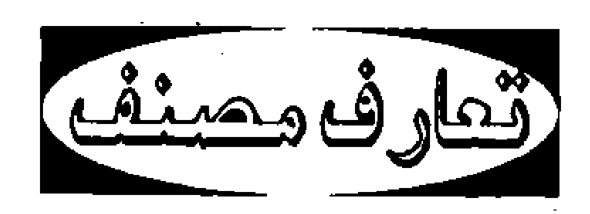
اگر متعصبین ومعترضین تعصب کی عینک اتار کر اس عظیم کاوش ''سنة امام القبلتین فی ترک رفع الیدین'' کے مطالعہ کی سعادت حاصل کریں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں امید واثق ہے کہ ان کے لئے راہ حق واضح و روشن ہو جائے اللہ کریم مؤلف موصوف کی اس عظیم علمی، تحقیقی کاوش کو اپنی بارگاہ سے شرف قبولیت سے نوازے اور عوام کو اس تالیف سے مستفید ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

مفتی کامران مسعود رضوی

ریسرچ اسکالر ہائی ٹیک یونیورسٹی ٹیکسلا

مہتمم جامعہ سیدہ فاطمہ للبنات ملک آباد واہ کینٹ

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور



تعارف مصنف

محترم ابواُسامہ ظفر القادری بکھروی ﷾ صاحب ایک نوجوان قلم کار ہیں اور آپ نے بہت کم وقت میں اس میدان میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھائے ہیں اور اہل علم و اہل قلم کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانے میں کافی حد تک کامیاب ہوئے ہیں اہل سنت و جماعت کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس میں بے شمار ایسے نابغہ روزگار پیدا ہوئے جنکے نام کا ڈنکا صبح قیامت تک بجتا رہے گا جن کی تحقیقات وتصنیفات آنے والوں کے لیے مشعل راہ ہیں علامہ ظفر القادری بکھروی صاحب بھی انھی بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شب و روز عقیدہ حق اہل سنت و جماعت کی ترویج واشاعت میں مصروف عمل ہیں

یوں تو اللہ پاک نے آپ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے لیکن آپ بالخصوص فقہ حنفی اور اسکی جزئیات پر بڑی گہری نظر رکھتے ہیں فقہ حنفی اور اکابرین احناف کی خدمات یہ ایک بہت وسیع اور مشکل موضوع ہے لیکن علامہ موصوف کی اس حوالے سے جو خدمات ہیں وہ لائق صد تحسین ہیں فقہ حنفی اور اکابرین احناف کے مسلک پر مخالفین کے بے جا اعتراضات کا دفاع جس طرح آپ فرماتے ہیں وہ آپ کا ہی خاصہ ہے آپ کے دلائل سن کر مخالفین کو سر تسلیم خم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا علامہ موصوف قلم کا حق ادا کرنا بخوبی جانتے ہیں طرز تحریر میں وقت کے ساتھ ساتھ مزید نکھار آتا جائے گا مخالفین اہل سنت بالخصوص غیر مقلدین جو وقتاً فوقتاً فقہ حنفی اور امام اعظم ابوحنیفہ ﷫ پر بے جا اعتراضات کرتے رہتے ہیں اور عوام الناس کو احناف سے بدظن کرنے کی کوشش کرتے رہتے

ہیں علامہ موصوف ایسے نام نہاد مفکروں کا ناطقہ بند کرنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں

محترم علامہ صاحب 24-10-1972 کو بکھر بار تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے آپ کے والد محترم ایک درویش منش انسان ہیں اور امام اہلسنت الحافظ مولانا الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (انڈیا) سے بے پناہ محبت اور عقیدت رکھتے ہیں اور آپ کا شہرہ آفاق ترجمہ قرآن کنز الایمان بڑے شوق ومحبت سے پڑھتے ہیں علامہ موصوف نے بکھر یار سے مڈل تک تعلیم حاصل کی پھر سرگودھا بورڈ سے میٹرک اور ایف اے کے امتحانات اعلیٰ نمبروں سے پاس کیے نامسائد حالات کی بنا پر آپ نے گورنمنٹ کی ملازمت اختیار کر لی ملازمت کے ساتھ ساتھ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے درس نظامی کی ڈگری حاصل کی اور پھر یہیں سے گریجویشن کیا کچھ عرصہ النور انسٹیٹیوٹ نواب آباد واہ کینٹ میں علامہ پروفیسر مسعود صاحب کے پاس ترجمہ وتفسیر اور صرف ونحو کی تعلیم حاصل کی علاوہ ازیں علامہ مفتی شیخ الحدیث سردار علی خان مدظلہ العالی صدر مدرس جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ اور علامہ مفتی عبد السلام قادری فاضل ومدرس جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ سے بھی فیض یاب ہوتے رہے اور انھی دو اساتذہ سے حدیث کی سند بھی حاصل کی

برصغیر پاک وہند کی دو عظیم علمی اور روحانی شخصیات امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی اور غزالی زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی محدث امروہوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما آپ کی پسندیدہ شخصیات ہیں ان بزرگوں کی علمی جلالت اور فقہی بصیرت اور طرز استدلال سے آپ بہت متاثر ہیں اور انکی تحقیق کو ہر معاملے میں اپنے پیش نظر رکھتے ہیں اور ان عظیم بزرگوں کی تصنیفات سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں علامہ موصوف ملازمت کیساتھ ساتھ مختلف موضوعات پر تصنیف وتالیف کے علاوہ جامع مسجد ''الفاروق 20F،، واہ کینٹ میں خطابت کے فرائض بحسن خوبی سرانجام دے رہے

ہیں آپ کے مقالات مختلف اسلامی رسائل کی زینت بنتے رہتے ہیں جن میں چند ایک کے نام درج ذیل ہیں

(۱) ماہ نور دہلی، انڈیا

(۲) الحقیقہ شکر گڑھ

(۳) النظامیہ لاہور

(۴) تحفظ کراچی

(۵) چار یار مصطفی راولپنڈی/اسلام آباد

(۶) رضائے مصطفی گوجرانوالہ

(۷) نور الحبیب بصیر پور اوکاڑہ

(۸) سواد اعظم دہلی، انڈیا

اس کے علاوہ اپنا ایک رسالہ بھی نکالتے ہیں جو بنام "البرہان الحق" آپکی نگرانی میں شائع ہوتا ہے:

آپ کے زیر تدوین کاموں میں ایک عظیم کام صحاح ستہ کی مشہور کتاب جامع ترمذی کی جامع شرح لکھنے کا ہے علم دوست علماء اور محققین کو چاہیے کہ وہ اس عظیم کام کو پایا تکمیل تک پہچانے میں آپکا ہاتھ بٹائیں

مولانا موصوف کا اکثر و بیشتر کئی موضوعات پر بدمذہبوں اور غیر مسلموں سے مذاکرہ ہوتا رہتا ہے اور اللہ پاک کی مہربانی سے آپ ہمیشہ سرخرو رہتے ہیں سردست آپ کی کتاب (سنت امام القبلتین فی ترک رفع الیدین) (شرح حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) غیر مقلدین کے عالم حافظ زبیر علی زئی کے اس حدیث پاک پر اعتراضات کا بھرپور جواب ہے اور ساتھ ساتھ اس حدیث سے متعلق آپ نے حافظ صاحب کی کتر بیونت کی قلعی بھی

کھولی ہے علاوہ ازیں اس حدیث کے صحیح و مستند ہونے پر محققین و محدثین کے اقوال بھی پیش کیے ہیں اور اسماء الرجال سے متعلق قیمتی معلومات بھی فراہم کی ہیں اللہ تعالیٰ علامہ موصوف کا زور علم و قلم مزید زیادہ فرمائے اور آپ کو تا دیر خدمت دین کرنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین!

ظفر محمود قریشی

مکتبہ فیضان سنت دکان نمبر ۲۸

میلاد چوک واہ کینٹ

موبائل:0343-5942217

کلمات تحسین

مناظر اعظم مجاہد اسلام فخر اہل سنت حضرت علامہ

سعید احمد اسعد حفظہ اللہ

(فیصل آباد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف رہا ہے جنہیں فروعی اختلاف کہا جاتا ہے لیکن انہوں نے ان اختلافات کی بنیاد پر نہ تو ایک دوسرے کی تکفیر کی نہ ہی ان مسائل کی وجہ سے اُمت میں تفریق پیدا کرنے کی کوشش کی گئی احناف کثر ہم اللہ بھی ان فروعی فقہی مسائل کے متعلق اپنا نظریہ یہی رکھتے ہیں کہ (مجتہد کی خطاء پر بھی اسکو ثواب ملتا ہے) انہی فروعی اختلافی مسائل میں ایک مسئلہ رفع یدین کا ہے پہلے دور کے غیر مقلد مولوی صاحبان موجودہ دور کے غیر مقلدین حضرات سے اس اعتبار سے بہتر ہیں کہ انہوں نے اس مسئلہ پر اتنا تشدد اختیار نہیں کیا جتنا کہ موجودہ دور کے غیر مقلدین اختیار کر رہے ہیں ان میں سے ایک شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی نے اور اسماعیل دہلوی وغیرہ نے یہی لکھا کہ ''رفع یدین وغیرہ مسائل میں جھگڑا کرنے والا یا جاہل ہے یا متعصب کیونکہ ترک ورفع دونوں امور صحابہ سے ثابت ہیں گویا ان کے شیخ الکل فی الکل کے نزدیک تارکین رفع کا عمل بھی صحابہ کرام کے عمل کے مطابق ہے وہابیوں کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے لکھا کہ ''ہم رفع یدین کو واجب تھوڑا سمجھتے ہیں جس کے لیے دوام کی حدیث پیش کریں ہم تو اسے سنت سمجھتے ہیں یا مستحب کیونکہ سنت یا مستحب وہی ہوتا ہے جسکو نبی کریم ﷺ نے فعلہ مرۃ ترکہ اخری (فتاویٰ ثنائیہ)

وہابی شیخ الاسلام کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ترک رفع یدین سنت ہے لیکن ستیاناس ہو متشدد ذہنیت کا جس نے اُمت کو پورا زور لگا دیا لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات راسخ کرنی شروع کر دی کہ جی احناف تو نبی کریم ﷺ کے ہی مخالف ہیں ہم لعنت ڈالتے ہیں اُس شخص پر جو نبی کریم ﷺ کی مخالفت کرے مگر وہابیوں نے کتاب چھاپ ڈالی جس کا نام ہی ہے (احناف کا رسول اللہ ﷺ سے اختلاف) پھر اسطرح کے حیرت انگیز دعوے رفع یدین کے متعلق کرنے شروع کر دیئے

۱) رفع یدین ضروری ہے اور ترک رفع یدین کی حدیث ضعیف ہے

۲) اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی

۳) رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی رفع یدین کیا

اللہ تعالیٰ بھلا کرے فاضل محترم حضرت العلام مولانا ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی کا جنہوں نے بڑی محنت سے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے جس میں ثابت فرمایا ہے کہ ترک رفع یدین والی حدیث پاک کوئی ضعیف حدیث نہیں ہے بلکہ صحیح ہے اور اسی پر عمل بہتر ہے اور جو غیر مقلدین کا مؤقف ہے وہ درست نہیں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس کتاب کو اللہ رب العزت اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور مؤلف کو جزاء خیر عطاء فرمائے آمین!

سعید احمد اسعد

فیصل آباد

تقریظ

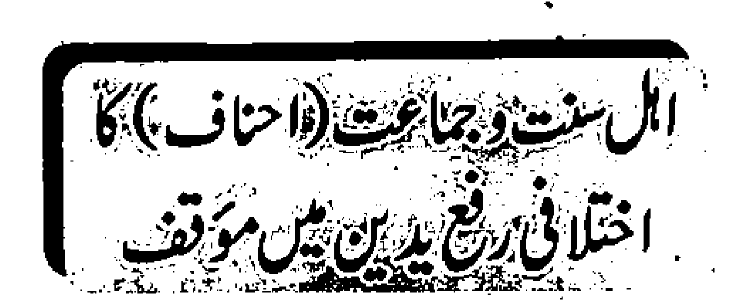
پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر قیوم نقشبندی
ڈائریکٹر ادارہ حب رسول
طارق آباد راولپنڈی

زیر نظر تحریر بعنوان، سنت امام القبلتین فی ترک رفع الیدین (شرح حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کے مطالعہ سے میں مصنف کی محنت و کاوش کو سراہتا ہوں کہ انہوں نے نہایت ہی عرق ریزی سے اس موضوع پر تحقیقی کام کیا اور مستند حوالہ جات کے ذریعے جہاں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی عظمت ثابت کی وہیں فن اصول حدیث و اسماء الرجال سے متعلق معلومات فراہم کیں:

یہ بات خصوصیت سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ترک رفع یدین کے لئے کافی ہے علم کی دنیا سے تعلق رکھنے والے لوگ ان واضح حقائق کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد غیر ضروری بحث سے خود بخود محفوظ ہوں گے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور تحریر کے مقاصد کو پورا فرمائے

پروفیسر ڈاکٹر طاہر قیوم نقشبندی



ہم اہل سنت و جماعت احناف کا موقف ہے کہ نماز میں رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت اور تیسری رکعت کو اٹھتے وقت رفع یدین کرنا حضور ﷺ سے ساری زندگی ثابت نہیں بلکہ اس کے خلاف ان مقامات پر ترک ثابت ہے اور یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے لہذا اگر کوئی مجتہد کی تقلید کرتے ہوئے اسکے اجتہاد پر عمل کرتا ہے تو باعث اجر و ثواب ہے لیکن غیر مقلدین کی طرح جو نہ خود مجتہد ہیں اور نہ مجتہدین کے مقلد ہیں کا ان مقامات پر رفع یدین کرنا اور اسکو واجب و فرض قرار دینا سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں نبی کریم ﷺ پہلے نماز میں مختلف مقامات پر رفع یدین کرتے رہے پھر اسکو ترک فرما دیا اور منع کر دیا یعنی منسوخ ہو گیا اور صرف شروع نماز یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت اس پر قائم رہے اگلے صفحات میں اسکی مکمل تحقیق تفصیلاً پیش کی جا رہی ہے



اختلافی رفع یدین کی شرعی حیثیت

محترم قارئین! سب سے پہلے مسئلہ ہذا (اختلافی رفع الیدین) کی شرعی حیثیت کا ذہن نشین کر لینا ضروری ہے تا کہ اسکے بارے میں غیر مقلدین کے پروپیگنڈہ اور ان کے اس واویلا کی اصل وجہ کے معلوم کرنے میں کسی قسم کی وقت کا سامنا نہ کرنا پڑے

شرعی لحاظ سے مسائل کی تین اقسام:

۱) ضروریات دین

۲) ضروریات عقائد اہل سنت

۳) اہل سنت کے درمیان اختلافی مسائل

۱) ضروریات دین:

ایسے مسائل جو شریعت مطہرہ کے قطعی اور متواتر دلائل سے قطعی لزوماً ثابت اور تمام اُمت کے متفق علیہ ہوں جس میں کسی قسم کا انکار کفر ہو جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسول اللہ ﷺ کی رسالت، نماز پنجگانہ کی فرضیت وغیرہ

۲) ضروریات عقائد اہل سنت:

وہ مسائل کہ دلائل شرعیہ سے جن کا ثبوت تمام اہل سنت و جماعت کا مجمع علیہ ہو جس کا انکار بد مذہبی اور خارج از اہل سنت ہو جیسے موزوں پر مسح کا مسنون ہونا، اور ثواب وعذاب قبر وغیرہا:

۳)اہل سنت کے درمیان اختلافی مسائل:

شریعت مطہرہ کے وہ اجتہادی مسائل جن کی شرعی حیثیت کے متعلق خود اہل سنت ائمہ کا اختلاف ہے جس میں کسی کا انکار نہ شرک نہ کفر نہ ضلالت حتیٰ کہ گناہ بھی نہیں جبکہ بر بناء تحقیق ہو اور ائمہ اجتہاد کی اتباع میں ہو اور ان کی روش پر ہو اور اس کا باعث کوئی قلبی مرض (بد مذہبی) نہ ہو ورنہ وہ حسب مقام فسق وضلالت بلکہ کفر کے درجہ پر بھی ہوگا تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو شرح العقائد النسفیہ مع الشرح النبر اس طبع پشاور

پھر قسم ثالث میں مختلف صورتیں ہیں

۱)تفصیل اختلاف

۲)مشروعیت مسئلہ میں اختلاف

۳)نسخ وعدم نسخ کا اختلاف

اختلافی رفع الیدین کی شرعی حیثیت:

مسئلہ اختلافی رفع الیدین نہ تو ضروریات دین سے ہے اور نہ ضروریات عقائد اہل سنت سے ہے بلکہ اسکا تعلق اہل سنت کے درمیان اختلافی مسائل کی قسم نمبر۳ نسخ وعدم نسخ کا اختلاف سے ہے یعنی یہ سلف اور ائمہ اہل سنت کے درمیان اختلافی ہے اور اسکے بقاء و عدم بقاء اور منسوخ وعدم منسوخ ہونے کے متعلق شروع سے اختلاف ہے ہم اہل سنت و جماعت احناف منسوخ ہونے کے قائل ہیں

اس قسم کے مسائل میں شرعی لائحہ عمل یہ ہے کہ مجتہد اپنے اجتہاد کا پابند ہے دوسرے مجتہد کے اجتہاد کا پابند نہیں اور غیر مجتہد اپنے بنا پر کسی نہ کسی امام مجتہد کی پیروی میں اس پر عمل پیرا ہو کیونکہ جب غیر مجتہد میں ان مسائل کے حل کرنے کا کوئی ذریعہ یا اہلیت نہیں

تو وہ ان کے بارے میں فیصلہ کیونکر صادر کر سکتا ہے اور یہ وہ امر ہے کہ جس پر چاروں ائمہ کرام متفق ہیں جبکہ چار کی تخصیص دیگر مجتہدین کی نفی نہیں بلکہ یہ محض اس لیے ہے کہ شریعت مطہرہ کے جملہ مسائل اصولاً فروعاً صرف انھی حضرات کے مدون و محفوظ ہیں ورنہ ائمہ مجتہدین تو ہزاروں گزرے ہیں جن کے مذاہب مٹ گئے یا اکا دُکا مسائل پائے جاتے ہیں بہرحال جو غیر مجتہد صحیح العقیدہ سنی مسلمان خصوصاً پیش نظر مسئلہ میں قائلین رفع یدین ائمہ مجتہدین میں سے کسی کی پیروی میں عمل پیرا ہوتا ہے تو اگر کوئی اور شرعی خرابی نہ ہو تو اسکی نماز ہمارے نزدیک قطعاً درست ہے بلکہ صحیح العقیدہ سنی شافعی و حنبلی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع بن جائے تو ہمارے نزدیک اسکی اقتداء میں نماز پڑھنا بھی قطعاً درست ہے اسی طرح قائلین رفع یدین اہل سنت شوافع وحنابلہ کا تارکین رفع یدین (احناف و مالکی) کی بابت بھی بعینہٖ یہی نظریہ ہے:

اس سے حنفی، شافعی و حنبلی و مالکی و غیر مقلد کا فرق بھی واضح ہو گیا کہ غیر مقلدین مذکورہ تفصیل کے بالکل برعکس ہیں اولاً تو یہ مجتہد نہیں اور غیر مجتہد ہوتے ہوئے اجتہاد کرتے ہیں تو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اور خود غیر مجتہد ہوتے ہوئے لوگوں کو اپنی تقلید کراتے ہیں جس کی دلیل یہ ہے کہ ان کے عوام اپنی ضرورت کے مطابق تمام مسائل اپنے انھی بناوٹی مجتہدوں سے پوچھ کر عمل پیرا ہوتے ہیں اور قائلین ترک رفع یدین احناف بلکہ صحابہ کرام و تابعین کرام کی نمازوں کو محض رفع یدین نہ کرنے کی بنا پر باطل قرار دیتے ہیں یہ ان کا جرم عظیم ہے یہ کتاب تحریر کرنے کا ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ہمارا مؤقف واضح اور دلائل سے بھرپور ہے تا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہمارا عمل حدیث کے مطابق نہیں اسی لیے بنیادی روایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تحقیق حاضر خدمت ہے اللہ رب العزت حق بات کو سمجھنے اور اُس کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

عرضِ مؤلّف

نحمده و نصلی ونسلم علیٰ رسوله الکریم اما بعد!

قارئین محترم:

اہلسنت و جماعت کے دلائل شرعی چار ہیں (۱) قرآن (۲) سنت (۳) اجماع (۴) قیاس شرعی، مگر غیر مقلدین کا گروہ عوام الناس کو یہ تاثر دیتا ہے کہ اہل سنت و جماعت صرف امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے پر جو قرآن و سنت کے منافی ہوتی ہے عمل کرتے ہیں حالانکہ یہ سراسر بہتان ہے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی کوئی ذاتی رائے نہیں ہوتی بلکہ قرآن وسنت کا نچوڑ ہوتا ہے یہی مسئلہ لے لیں کہ رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہے باقی پوری نماز میں نہیں تو یہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے مگر یہ لوگ منکر حدیث ہیں کہ ان احادیث کا انکار کرتے ہیں اور دعوٰی اہل حدیث ہونے کا ہے یہ فیصلہ آپ کتاب پڑھ کر بخوبی کرسکیں گے کہ ترک رفع یدین کی حدیث صحیح ہے کہ نہیں اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کتنے پختہ ہیں جبکہ غیر مقلدین کے دلائل سوائے ٹوٹکوں اور دھوکے کے سوا کچھ نہیں اب چند ضروری باتیں نوٹ فرمالیں:۔

۱) راوی میں بنیادی طور پر دو باتوں کی تحقیق ہونا ضروری ہے ایک یہ کہ عادل ہو دوسرا وہ حافظ ہو اس لئے کہ راوی جب ہی مجروح قرار پائے گا جب یہ ثابت کر دیا جائے کہ وہ عادل نہیں فاسق ہے یا یہ کہ اسکا حافظہ درست نہیں

۲) بعض جارح متشدد ہوتے ہیں جو معمولی باتوں پر جرح کر دیتے ہیں بعض متعنت ہوتے

ہیں جو مختلف فیہ اسباب سے بھی ایسی سخت جرحیں کر جاتے ہیں جو متفق علیہ اسباب پر ہوتی ہیں اور بعض معتدل ہوتے ہیں جو صرف متفق علیہ سبب جرح ثابت ہونے پر ہی جرح فرماتے ہیں اور بعض متعصب ہوتے ہیں جو اپنے مذہب والوں سے درگزر کرتے ہیں مگر مخالف مذہب والوں پر جرح میں بڑے دلیر ہوتے ہیں اس لیے جرح میں تین باتوں کا خاص خیال رکھا جائے:

اول:۔ جس پر جرح ہو رہی ہے وہ مشہور امام نہ ہو مثلاً امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام سفیان ثوری، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ

دوم:۔ سبب جرح مفسر ثابت کرے مبہم نہ ہو اور وہ سبب متفق علیہ ہو

سوم:۔ جارح ناصح ہو یعنی معتدل ہو نہ متشدد، نہ متعنت اور نہ ہی متعصب ہو

چند متشدد و متعصب جارحین کا بیان ملاحظہ ہو:۔

(۱) یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ متشدد

(۲) امام حمیدی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متشدد

(۳) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حنفیوں کے خلاف متشدد تھے وجہ یہ تھی کہ معتزلی حضرات چونکہ فروعاً حنفی تھے اور جنھوں نے تشدد کیا وہ معتزلی ہی تھے آخر عمر میں وہ تشدد بھی برقرار نہ رہا

(۴) ابو حاتم الرازی متعنت و متشدد

(۵) العقیلی المکی رحمۃ اللہ علیہ متشدد

(۶) ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ متشدد

(۷) ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نہایت متعصب تھے

(۸) السلیمانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متعصب

(۹) ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ متشدد

۱۰)دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ متشدد

(۱۱)بیہقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متعصب

(۱۲)ابن تیمیہ متشدد

(۱۳)ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ حنفیوں کے خلاف متشدد تھے

(۱۴)ابن حزم متشدد تھے(۱۵)امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ متشدد وغیرہ دیکھئے

(الرفع والتکمیل ،میزان الاعتدال،التنکیل،تحفۃ الأحوذی،سیر اعلام النبلاء وغیرہ)

لہٰذا جرح میں وضاحت کرنا ضروری ہے متعصب، متعنت اور متشدد کی جرح مردود ہے

۳)تواتر عملی:۔

اگر کسی کام کا کرنا تواتر عملی سے ثابت ہو تو دلیل کی ضرورت ہی نہیں ہوتی پروفیسر عبداللہ بہاولپوری غیر مقلد لکھتے ہے:

''میں کہتا ہوں جب کوئی حدیث حد تواتر کو پہنچ جائے تو پھر چھانٹ چھٹائی کی ضرورت نہیں ہوتی رؤیت ہلال کے معاملہ کو دیکھیں اگر ایک یا دو دیکھیں تو شہادت لی جاتی ہے دیکھنے والوں کی عدالت اور ثقاہت دیکھی جاتی ہے اگر جم غفیر دیکھے تو پھر جانچ پڑتال کی ضرورت نہیں ہوتی'' (رسائل بہاولپوری طبع اول ص ۲۳۴)

اور پھر ص ۱۹۵ پر لکھتے ہیں:

''نماز کے سلسلے میں حدیث سے استدلال کرنے کا طریقہ بہت بعد میں شروع ہوا ہے اور اسی وقت سے اختلافات پیدا ہوئے ہیں اگر لوگ حضور ﷺ کے عمل کو دیکھتے جو تعامل امت کی صورت میں چلا آرہا تھا تو یہ فتنہ کبھی کھڑا نہ ہوتا''

پھر ص ۷۸۳ پر تعامل امت کا کھل کر اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اہل حق کے مستمر عمل کے خلاف استدلال کا راستہ گمراہی کا راستہ ہے اور خطروں

سے پر ہے اس لیے مومن کو اس سے بچنا چاہیے''

لہذا ہم اہل سنت و جماعت جو صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے ہیں وہ امت کی اکثریت کا عمل ہے جو نبی ﷺ سے لیکر آج تک پہنچا ہے لہذا عام آدمی کو احادیث سے استدلال کرنا درست نہیں خصوصاً غیر مقلدین کے عوام کو اس سے بچنا چاہیے جیسا کہ انکے معتبر عالم پروفیسر عبداللہ بہاولپوری کا بیان ہے

اور پھر اہل سنت کی پہچان امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (جزء رفع یدین مترجم ص ۴۷) پر یہ کی ہے:

''کہ وہ پہلے ائمہ کی اقتداء کرتے ہیں اور اہل بدعت کی پہچان یہ ہے کہ وہ پہلوں کو چھوڑ کر پچھلوں کے پیچھے لگتے ہیں''

اس لیے خیر القرون کے سابقین کے مقابلہ میں خیر القرون کے بعد والوں کے اقوال قبول نہیں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خیر القرون کے سابقین میں سے ہیں اور باقی خیر القرون کے بعد کے لہذا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ سب سے افضل ہے

قارئین محترم!

اس کتاب سے جس کو نفع حاصل ہو وہ میرے لیے میرے والدین میرے اہل و عیال کے حق میں اللہ رب العزت اور رسول اللہ ﷺ کی رضا کی دعا کرے اور قیامت والے دن نبی ﷺ کی شفاعت کے ملنے کی بھی دعا کرے اللہ رب العزت اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے

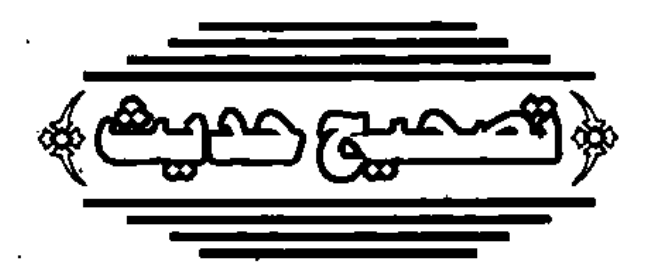
ابواسامہ ظفر القادری بکھروی عفی عنہ



حد ثنا هنادنا و كيع عن سفيان عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال عبد الله بن مسعود الا اصلى بكم صلوٰة رسول الله ﷺ فصلىٰ فلم يرفع يديه الا فى اول مرة قال و فى الباب عن البراء بن عازب قال ابو عيسىٰ حديث ابن مسعود حديث حسن و به يقول غير واحد من اهل العلم من اصحاب النبى ﷺ والتابعين و هو قول سفيان واهل الكوفة

(سند کے بعد) حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمھیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھکر نہ دکھاؤں؟ پھر آپ نے نماز پڑھی اور صرف تکبیر اولیٰ میں ہاتھ اٹھائے اس باب میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے اور کئی اہل علم صحابہ کرام اور تابعین اسی بات کے قائل ہیں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے متبعین کا بھی یہی مسلک ہے

(جامع ترمذی ۱/۳۵۱ حدیث ۲۵۸)



۱)امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ:۔

امام ترمذی نے اس روایت کو حسن فرمایا دیکھئے (جامع ترمذی ۱/۲۵۱ تحت حدیث ۲۵۸)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی جامع ترمذی کتاب العلل میں فرماتے ہیں:

قال ابو عیسیٰ وما ذکرنا فی ھذا الکتاب حدیث حسن فانما اردنا حسن اسنادہ عندنا کل حدیث یروی لا یکون فی اسنادہ من یتھم بالکذب ولا یکون الحدیث شاذاً من غیر وجہ نحو ذاک فھو عندنا حدیث حسن.	امام ابوعیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے اس کتاب میں جو لکھا کہ یہ حدیث حسن ہے تو اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ اس کی سند حسن ہے ہر وہ مروی حدیث جس کی سند میں کوئی متہم بالکذب نہ ہو وہ حدیث شاذ نہ ہو وہ متعدد طرق سے مروی ہو وہ ہمارے نزدیک حسن ہے

ا۔ (جامع ترمذی مع کتاب العلل ج ۲ ص ۸۱۳ مترجم طبع فرید بک سٹال لاہور)

ب۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۷۱ مترجم ابن حجر عسقلانی طبع لاہور)

۲۔امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ:۔

سنن دارقطنی میں باب ''ذکر نسخ التطبیق'' میں عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود علقمة عن عبد الله بن مسعود کے طریق سے ''نسخ تطبیق

'' کی حدیث روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''**هذا اسناد ثابت صحيح**'' (سنن دارقطنی ج اص ۳۳۹)

یہ سند بعینہٖ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین والی سند ہے چنانچہ امام دارقطنی ''علل'' میں فرماتے ہیں ''انه حديث صحيح الاهذا اللفظة و كذالك قال احمد بن حنبل وغيره

(کتاب العلل ۵/۱۷۱تا۱۷۳طبع ریاض)

بے شک یہ حدیث صحیح ہے سوائے'' **لفظ ثم لم يعد** '' کے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بھی یہی کہا ہے (بحوالہ نصب الرایہ ج اص ۳۹۵) مگر اس روایت میں تو ''**ثم لم يعد** '' نہیں ہے یہ تو سند اور متن کے ساتھ امام دارقطنی کے نزدیک بھی صحیح ہے

۳،۴) علامہ ابن حزم اور امام ابن قطان:۔

ان دونوں حضرات کی تصحیح متعدد کتب حدیث میں نقل کی گئی ہے چنانچہ ''تقریب'' اور اسکی شرح ''التدریب'' ج اص ۲۶۳'' میں اور ''الدرایہ'' ج اص ۱۵۰'' اور تلخیص الحبیر ج اص ۲۲۲'' میں اور تنزیہ الشریعۃ ج اص ۱۰۲'' چنانچہ اسکے مصنف علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

صححه ابن حزم و الدارقطني و ابن قطان وغيرهم	اس حدیث کو ابن حزم اور امام دارقطنی اور ابن قطان وغیرہم نے صحیح کہا ہے

(تنزيه الشريعة ج اص ۱۰۲)

علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ امام ابن قطان رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح نقل کرتے ہیں:

''**وقال ابن قطان والذى عندى انه صحيح**''۔۔۔الخ

امام ابن قطان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے (نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۹۵) ابن حزم نے ''محلی ابن حزم ج ۳ ص ۴'' پر اس حدیث کو صحیح کہا ہے اسی طرح ''التعلیقات سلفیہ ص ۱۰۳''، میں ہے

۵) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ:۔

امام دار قطنی ''علل'' میں فرماتے ہیں:

انہ حدیث صحیح الاھذا اللفظة و کذالك قال احمد بن حنبل وغیرہ

بے شک یہ حدیث صحیح ہے اور سوائے لفظ ''ثم لم یعد'' کے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی کہا ہے (نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۹۵)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو بھی صرف لفظ ''ثم لم یعد'' پر اعتراض ہے باقی حدیث سند و متن صحیح مانتے ہیں اور اس روایت میں وہ لفظ ہی نہیں لہذا وہ بھی اس حدیث کی تصحیح کرنے والوں میں ہیں اور انکی طرف تضعیف کی نسبت کرنا صحیح نہیں ہے

۶) علامہ ابن قیم:

علامہ ابن قیم اس حدیث پر معترضین کے جملہ اعتراضات کا مختصر تذکرہ کرنے کے بعد جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقال الحاکم خبر ابن مسعود مختصر و عاصم بن کلیب لم یخرج حدیثه فی الصحیح و لیس کما قال فقدا احتج به مسلم....الخ

امام حاکم نے فرمایا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث لمبی حدیث سے مختصر کی گئی ہے اور اسکے راوی عاصم بن کلیب کی حدیث صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں نہیں ہے

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے

جیسا کہ امام حاکم فرماتے ہیں پس اسکی حدیث امام مسلم نے بطور حجت صحیح مسلم میں روایت کی ہے (لہذا اسکے ثقہ ہونے میں شک نہیں)

(تہذیب السنن مع مختصر السنن ج ا ص ۳۶۸)

ذرا آگے لکھتے ہیں:

والا دراج ممکن فی قوله ثم لم یعد واما باقیها فاما ان یکون قد روی بالمعنی واما ان یکون صحیحاً.

اس روایت میں لفظ ''ثم لم یعد'' کا مدرج ہونا تو ممکن ہے لیکن باقی الفاظ حدیث یا روایت بالمعنی ہیں یا اس طرح ہی صحیح ہیں

(تہذیب السنن مع مختصر السنن ج ا ص ۳۶۸)

۷) علامہ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ:۔

قال الشیخ تقی الدین فی الامام و عاصم بن کلیب اخرج له مسلم و عبد الرحمن بن الاسود ایضاً اخرج له مسلم و هو تابعی و ثقة ابن معین و علقمة فلا یسأل عنه للاتفاق علی احتجاج به.

شیخ تقی الدین ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الامام میں فرماتے ہیں کہ عاصم بن کلیب سے امام مسلم نے صحیح مسلم میں روایت کرتے ہیں اسی طرح عبد الرحمٰن سے بھی (لہذا انکے ثقہ ہونے میں کوئی شک نہیں) ویسے بھی امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں کو ثقہ کہا ہے اور علقمہ بالاتفاق حجت ہے (نصب الرایۃ ج ا ص ۳۹۴،۳۹۵)

لہذا اس سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے حجت ہونے میں کوئی شک نہیں علامہ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر دیگر تمام اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے دیکھئے (نصب الرایۃ ج۱ ص۳۹۴،۳۹۵)

۸) علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ:۔

علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر معترضین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وھذا اختلاف یؤدی الی طرح القولین والرجوع الی صحۃ الحدیث لورودہ عن الثقات.	حدیث کے تعلیل میں یہ اختلاف دونوں قولوں کے ساقط ہونے اور صحت حدیث کی طرف رجوع کرنے کا تقاضا کرتا ہے اسکے ثقہ راویوں کے مروی ہونے کی وجہ سے (نصب الرایۃ ج۱ ص۳۹۶)

امام صاحب نے معترضین کے اعتراضات کو ساقط اور مردود قرار دیا اس حدیث کے راویوں کے ثقہ ہونے کی وجہ سے غور وفکر کی بات ہے

۹) علامہ علاؤ الدین ابن الترکمانی رحمۃ اللہ علیہ:۔

علامہ ابن الترکمانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے راویوں کی فرداً فرداً توثیق کے بعد لکھتے ہیں:

والحاصل ان رجال ھذا الحدیث علی شرط مسلم.	حاصل یہ ہے کہ اس حدیث کے تمام راوی مسلم کی شرط پر ہیں یعنی ثقہ ہیں (الجوھر النقی علی البیھقی ج۲ص۷۸)

۱۰)خاتمۃ المحدثین علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ:۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تصحیح کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال الزرکشی فقد صححه ابن حزم والدار قطني و ابن القطان وغيرهم وبوب عليه النسائي الرخصة في ترك ذالك قال ابن دقيق العيد في الامام و عاصم بن كليب ثقة اخرج له مسلم و عبد الرحمن اخرج له مسلم ايضاً و هو تابعي وثقة ابن معين وغيره.

علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس حدیث کو ابن حزم، دارقطنی، ابن قطان وغیرہم نے صحیح قرار دیا ہے اور امام نسائی نے (السنن میں) اس پر ترک رفع الیدین کی رخصت کا باب قائم کیا ہے اور علامہ ابن دقیق العید نے الامام میں عاصم بن کلیب کو ثقہ فرمایا اور کہا کہ اسکو امام مسلم نے صحیح مسلم میں روایت کیا اسی طرح عبد الرحمٰن کو بھی جو تابعی اور ثقہ ہے اور ابن معین نے دونوں کو ثقہ کہا(اللآلی المصنوعة ج۲ص۱۹)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تصحیح نقل کرنے کے بعد کوئی جرح نہیں کی اور بغیر تردید کے نقل فرمایا جو کہ تائید پر دلالت کرتا ہے یعنی وہ بھی اس حدیث کے صحیح ہونے پر متفق ہیں

۱۱)علامہ احمد شاکر (غیر مقلد):۔

علامہ احمد شاکر حاشیہ محلی ابن حزم میں لکھتے ہیں''**هو حديث صحيح**'' یہ حدیث صحیح ہے

علامہ احمد شاکر نے اپنے شرح نما حاشیہ ترمذی میں لکھا ہے:

[و هذا الحديث صححه ابن حزم وغيره من الحفاظ و هو حديث صحيح وما قالوه في تعليله ليس بعلة]

اس حدیث کو ابن حزم وغیرہ حفاظ حدیث نے صحیح کہا ہے اور (فی الواقع) یہ حدیث صحیح ہے اور اس کو معلول قرار دینے کیلیے جو کچھ کہا ہے وہ حقیقتاً علت نہیں

(حاشیہ ترمذی احمد شاکر ج ۲ ص ۴۱)

۱۲)سید ہاشم عبداللہ یمانی:۔

الدرایہ فی تخریج الہدایہ کے حاشیے میں لکھتے ہیں:

وقد رایت لاحمد شاکر رحمہ اللہ فی تعلیقہ علی الترمذی کلاماً نفیساً انقلہ ھنا لفائدتہ۔	میں نے ترمذی کے حاشیہ میں احمد شاکر کا نفیس کلام دیکھا ہے جسے میں اس کے مفید ہونے کی وجہ سے یہاں نقل کرتا ہوں

(حاشیہ الدرایہ ج ۱ ص ۱۵۰)

آگے حاشیہ ترمذی احمد شاکر کی وہ عبارت نقل کی ہے جسکو میں نے اوپر نقل کیا ہے

۱۳، ۱۴)علامہ شعیب ارناؤوط اور علامہ زهیر الشاویش (غیر مقلد):۔

شرح السنۃ میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے پھر فرماتے ہیں:

وماقالوہ فی تعلیقہ لیس بعلۃ۔	اور جو بعض نے اس حدیث میں علتیں نکالی ہیں وہ کچھ نہیں (کیونکہ اس میں کوئی خرابی نہیں)(شرح السنۃ ج ۳ ص ۲۴)

علامہ شعیب ارناؤوط مسند احمد کی تحقیق میں مسند عبداللہ بن مسعود ص ۲۰۲، ۲۰۳ برقم ۳۶۸۱ ص ۲۸۰۴ پر لکھتے ہیں "رجالہ ثقات"

۱۵)علامہ عبدالقادر الارناؤط:۔

صحاح ستہ کے مجموعہ "جامع الاصول" کے حاشیہ میں اس حدیث کی تخریج کے بعد لکھتے ہیں:

"واسنادہ صحیح" اسکی سند صحیح ہے (جامع الاصول ج ۵ ص ۳۰۲)

۱۶)ناصرالدین البانی (غیر مقلد):۔

ناصرالدین البانی نے سنن کی کتابوں کی صحیح اور ضعیف احادیث الگ الگ کتابی

شکل میں شائع کر کے انکے نام ''صحیح ترمذی ،ضعیف ترمذی،صحیح ابوداؤد،ضعیف ابوداؤد، وغیرہ رکھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث چونکہ نسائی ،ابوداؤد،ترمذی، میں موجود تھی تو البانی صاحب نے اسکو تینوں کتابوں کی صحیح سنن ترمذی ج اص ۸۲ وغیرہ اسی طرح مشکوٰۃ میں بھی یہ حدیث تھی تو علامہ البانی نے اسپر تحقیقی کام کیااور اسکو صحیح لکھا دیکھئے تخریج احادیث المشکوٰۃ حدیث نمبر ۸۰۹، مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

والحق انه حديث صحيح و اسناده صحيح علیٰ شرط مسلم ولم نجد لمن اعله حجة يصلح التعلق بها و رد الحديث من اجلها.

اورحق بات یہ ہے کہ یہ حدیث بھی صحیح ہے اوراسکی سند بھی مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور جن لوگوں نے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے ہمیں انکی کوئی ایسی دلیل نہیں ملی جس سے استدلال صحیح ہواور اس وجہ سے حدیث رد کر دی جائے

(مشکوٰۃ المصابیح تحقیق محمد ناصر البانی ج اص ۲۵۴)

۱۷)عطاءاللہ امرتسری (غیر مقلد):۔

عطاءاللہ امرتسری لکھتے ہیں:

قد تكلم ناس في ثبوت هذا الحديث والقوى انه ثابت من رواية عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ.

بعض لوگوں نے اس حدیث کے ثبوت میں کلام کیا ہے لیکن قوی بات یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے

(التعلیقات سلفیہ ج اص ۱۲۳)

اس کتاب کے اسی صفحہ پر فرماتے ہیں "**قد صححه بعض اهل الحديث**" ضرور بعض اہل حدیث نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے (التعلیقات سلفیہ ج ا ص ۱۲۳)

۱۸) علامہ دکتور طاہر محمد درویری:۔

علامہ دکتور نے "مدونۃ الکبریٰ" کی احادیث کی تخریج میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی سند کے ایک ایک راوی کی تعدیل و توثیق کے بعد "**الحكم على هذا الحديث**" کے تحت لکھتے ہیں:

حديث المدونة حديث	مدونۃ الکبریٰ کی یہ حدیث حسن ہے
حسن لان في سنده	کیونکہ اس کی سند میں عاصم بن کلیب
عاصم بن كليب و هو	ہے جو صدوق (سچا) ہے اور اسکے باقی
صدوق وبقية رجاله	راوی ثقہ ہیں امام ترمذی نے بھی اس
ثقات وقد حسنه	حدیث کو حسن کہا ہے
الترمذی.	(تخریج احادیث المدونۃ ج ا ص ۲۰۳)

۱۹) علامہ محمد خلیل ہراس (غیر مقلد):۔

علامہ محمد خلیل لکھتے ہیں:

"**وهو حديث صحيح حسنة الترمذی**" یہ حدیث صحیح ہے اور امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے (حاشیہ محلی ابن حزم ج ۲)

۲۰، ۲۱) امام ابوداؤد اور امام منذری رحمہما اللہ:۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو باب "**من لم يذكر الرفع عند الركوع**" میں امام وکیع کے طریق سے ذکر کیا اور اس کے متابع راویوں کا بھی ذکر کیا اور کوئی

اعتراض نہیں کیا جو اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے اگر کوئی اعتراض ہوتا تو متابع راویوں کا بھی ذکر نہ کرتے اور کوئی وجہ ہوتی تو وہ بیان کرتے دیکھئے (سنن ابوداؤد ج۱ص۱۱۶)

اسی طرح علامہ منذری نے بھی ''مختصر منذری'' میں اس حدیث کے بعد لکھا

''واخرجه الترمذی والنسائی وقال الترمذی حدیث حسن'' اور اسکے ساتھ اختلاف نہیں کیا جو تصحیح کی علامت ہے دیکھئے

(مختصر منذری ج۱ص۳۶۷)

۲۲) محدث جلیل امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ:۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''شرح معانی الآثار ج۱ص۴۶۰'' میں اس سے استدلال کیا ہے اور اسے صحیح مانا ہے اسی طرح ج۱ص۴۶۵ پر بھی استدلال کیا ہے

نور العینین میں حافظ زبیر علی زئی نے ص۱۱۹ پر اس روایت کے بارے میں امام ترمذی اور ابن حزم کی تصحیح یوں کی نقل کی ہے ''سنن ترمذی ۱/۵۹ وقال حدیث حسن المحلی ابن حزم ۴/۸۷،۸۸ وقال ان هذا الخبر صحیح''

۲۳) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ:۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو صحیح مانا ہے وہ فرماتے ہیں:

قلت: حدیث ابن مسعود رواه ابوداؤد والترمذی، قال الترمذی حدیث حسن واخرجه النسائی عن ابن المبارك بسندهما.	حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے امام ترمذی نے اسکو حسن کہا اور امام نسائی نے بھی اسکو روایت کیا ابن مبارک کی سند سے

(الموضوعات الکبریٰ ص۳۵۴ طبع کراچی)

۲۴)امام مالک رحمۃ اللہ علیہ:۔

علامہ ابن رشد مالکی لکھتے ہیں:

[[پس اہل علم نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتے ہوئے صرف رفع یدین بوقت تحریمہ پر اکتفاء کیا ہے اور اہل مدینہ کے عمل کے ساتھ موافقت کی وجہ سے امام مالک علیہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب بھی یہی ہے]]

(بداية المجتهد ۱/۹۷)

لہذا اس روایت کو انھوں نے بھی صحیح سمجھا ہے لہذا تب ہی عمل کیا ہے

علامہ زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لـلّٰـه در مالك مادق نظرة لما اختـلـف الـروايـات عن ابن عمر لم يأخذ به واخذ بماجاء عـمر وابن مسعود لاعتضاده كما قال ابن عبد البر من جهة النظر.

اللہ تعالیٰ بھلا کرے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے لئے کیا ہی دقیق نظر تھی انکی جب ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اختلافات واقع ہوئے تو اس پر عمل نہ کیا اور حضرت عمر وابن مسعود رضی اللہ عنہما کے فرمان پر عمل کیا بوجہ مضبوطی کے جیسا کہ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ جہت نظر کی بناپر امام مالک کا یہ فیصلہ ہے

(زرقانی شرح موطا بحوالہ حاشیہ التمہید ۹/ ۲۲۸)

۲۵)عبیداللہ سندھی (غیر مقلد):۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند صحیح ہے (مرعاۃ شرح مشکوۃ ۲/۲۹۳)

۲۶)عبدالحی لکھنوی:۔

عبدالحی لکھنوی حاشیہ موطا امام محمد میں فرماتے ہیں:

پھر عدم رفع یدین کی حدیثوں کی سندیں بھی صحیح نہیں سوائے حدیث ابن مسعود کے

(حاشیہ موطا امام محمد ص ۸۹)

۲۷)علامہ ہاشم سندھی رحمۃ اللہ علیہ:۔

علامہ ہاشم سندھی فرماتے ہیں:

[[سند ابی داؤد صحیح علی شرط الشیخین یعنی ابوداؤد کی سند امام بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے]]

(کشف الرین مترجم ص ۵۶ مع حاشیہ محمد عباس رضوی، کشف الرین ص ۱۱ بحوالہ جلاء العینین ص ۶،۷)

۲۸)امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام اوزاعی کے سامنے یہ حدیث پیش فرمائی اور اسکے راویوں کی توثیق فرمائی اور فرمایا تمہارے راویوں سے میرے راوی بہتر ہیں اس طرح انھوں نے اس حدیث کو صحیح فرمایا ملاحظہ فرمایئے

(مسند امام اعظم ص ۸۹،۹۰، مترجم طبع فرید بک سٹال لاہور، فتح القدیر ۱/۲۱۹ طبع مصر، شرح سفر السعادت ص ۶۶، الروضۃ الندیہ ۱/۹۵)

۲۹)امام نیموی رحمۃ اللہ علیہ:۔

امام نیموی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''آثار السنن'' میں فرماتے ہیں

،''رواہ الثلاثہ و ھو حدیث صحیح'' اس کو روایت کیا اصحاب ثلاثہ نے اور یہ

حدیث صحیح ہے

(آثار السنن مترجم ص ۱۵۰ برقم ۴۰۲، توضیح السنن شرح آثار السنن ۱/۴۶۲ مترجم)

۳۰) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے لکھ کر اور عبداللہ بن ادریس کی سند سے بھی روایت لکھی اور پھر فرمایا:

[[فھذا أصح (عبداللہ بن ادریس کی) یہ روایت زیادہ صحیح ہے یعنی سفیان کی روایت بھی صحیح ہے لیکن یہ زیادہ صحیح ہے]] (جزرفع یدین ترجمہ وتحقیق حافظ زبیر علی زئی ص ۵۷ برقم ۳۲)

۳۱) امام علاؤالدین مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ:

امام علاؤالدین مغلطائی شرح ابن ماجہ ج ۵ ص ۱۴۶۶ پر لکھتے ہیں ''صحیح''

۳۲) امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ:

امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ بھی روایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو شرح سنن ابی داؤد ج ۳ ص ۳۴۱ پر لکھتے ہیں ''صحیح''

۳۳) حافظ قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ علیہ:

حافظ قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''التعریف الاخبار بتخریج احادیث الاختیار'' قلمی میں رقم ۱۱۶۷ اس روایت کو ''صحیح'' کہتے ہیں

۳۴) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''الدرایہ'' ج ۱ ص ۱۵۰ میں اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں ''صحیح''

۳۵) علامہ عابد سندھی المدنی رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ عابد سندھی المدنی رحمۃ اللہ علیہ ''مواہب الطیفہ قلمی ص ۲۵۹ میں اس روایت کو صحیح

فرماتے ہیں

۳۶)علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ ''التعليق المجلی لما فی منية المصلی ص۳۰۵''
میں اس روایت کو صحیح فرماتے ہیں

۳۷)علامہ مخدوم عبداللطیف سندھی رحمۃ اللہ علیہ:

اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں ''صحیح'' دیکھئے

''ذب ذبابات الدراسات ج۱ ص۶۰۸، ۶۰۹''

۳۸)علامہ انور شاہ کشمیری:

علامہ کشمیری نیل الفرقدین ص۶۴ پر لکھتے ہیں ''صحیح''

۳۹)علامہ ابو عبدالرحمٰن محمد عبداللہ پنجابی (غیر مقلد):

علامہ صاحب ''عقیدہ محمدیہ'' ج۲ ص۱۱۶ پر اس روایت کو ''صحیح'' لکھتے ہیں

۴۰)علامہ شبیر احمد عثمانی:

علامہ عثمانی ''فتح الملہم'' ج۲ ص۱۲ میں اس روایت کو صحیح لکھتے ہیں

۴۱)مولانا ابراہیم سیالکوٹی (غیر مقلد):

''واضح البیان'' ص۳۹۹ میں اس روایت کو صحیح مانتے ہیں

۴۲)ڈاکٹر شریف منصور بن عون:

ڈاکٹر صاحب ''مرویات ابن مسعود رضی اللہ عنہ'' ج۱ ص۴۸۷ میں اس روایت کو صحیح
فرماتے ہیں

۴۳)محدث الفقیہ سید محمد مرتضٰی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ:

''عقود الجواهر المنفية'' ج۱ ص۱۰۲ میں اس روایت کو صحیح فرماتے ہیں

۴۴)علامہ محمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ:

کتاب ''تنسیق النظام فی مسند الامام ص ۵۱'' میں اس روایت کو صحیح کہتے ہیں

۴۵)امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس حدیث کو صحیح سمجھتے ہیں (فتاوی رضویہ ۶/۱۵۳)

۴۶)محدث عبدالمعطی امین:

حاشیہ جامع المسانید والسنن ابن کثیر ج ۲۷ ص ۲۷۷ برقم ۴۹۶ میں اس روایت کو صحیح مانتے ہیں

۴۷)علامہ حسین سلیم اسد:

حاشیہ مسند ابی یعلی موصلی رقم ۵۳۰۲ میں اس روایت کی سند کو صحیح لکھتے ہیں

۴۸)مولانا محمد صدیق نجیب آبادی:

''انوار المحمود شرح ابی داؤد'' ج ۱ ص ۲۰۰ میں اس روایت کو صحیح لکھتے ہیں

۴۹)امام ابو علی طوسی رحمۃ اللہ علیہ:

امام صاحب مختصر الاحکام للطوسی ج ۲ ص ۱۰۳ میں اس روایت کی تحسین کرتے ہیں

۵۰)ڈاکٹر رانا اسحاق (غیر مقلد):

ڈاکٹر رانا اسحاق غیر مقلد نے اپنے رسالہ ''رفع یدین'' ص ۲۱ تا ۲۳ میں اس روایت کو صحیح کہا ہے

﴿جن محدثین نے اپنی کتابوں میں اس کو روایت کیا وہ درج ذیل ہیں﴾

۵۱)امام ابو بکر ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

امام صاحب نے مسند ابی شیبہ ج ۱/ ۱۵۹ میں اسکو روایت کیا ہے اور سکوت فرمایا

۵۲)حافظ ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ:

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے جامع المسانید والسنن ج ۲۷ ص ۲۷۶ رقم ۴۹۶ میں روایت کیا ہے

۵۳) الدکتور بشار عور معروف:

المسند الجامع ۱۱/ ۵۱۷ برقم ۹۰۲۹ طبع بیروت

۵۴) حافظ ابن الھادی رحمۃ اللہ علیہ:

تنقیح التحقیق ۲/ ۱۴۰

۵۵) حافظ ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ:

بدایۃ المجتہد ۳/ ۹۹

۵۶) امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ:

فتح القدیر جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۲۱۳ میں

۵۷) امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ:

اتحاف (قلمی نسخہ) ۱/ ۲۰۰ میں

۵۸) امام سحون بن سعید المصری رحمۃ اللہ علیہ:

المدونۃ الکبریٰ ۱/ ۶۱

۵۹) امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ:

سنن نسائی ۱/ ۱۱۶ میں

۶۰) امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ:

امام ذہبی نے اس روایت کو لکھ کر سکوت فرمایا ہے

دیکھئے "المھذب فی اختصار السنن الکبری" ۱/ ۵۲۵ رقم ۲۲۶۸

۶۱) مولانا ظفر احمد عثمانی:

مولانا عثمانی نے اعلاء السنن مترجم ۴۴۰ پر روایت کیا اور صحیح مانا

۶۲) محدث دکن حضرت علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

زجاجۃ المصابیح ج۱ص:۵۷ برقم ۱۰۶۵ مترجم میں روایت کیا اور اسکو صحیح مانا

۶۳) امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

مصنف عبد الرزاق ۶۸۱۲ میں سفیان عن عاصم بن کلیب کی سند کو نقل کیا اور سکوت اختیار فرمایا

۶۴) امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ:

جامع المسانید ابن جوزی ج۵ص۱۴۴ مسند عبداللہ بن مسعود میں اسکو نقل کیا اور سکوت فرمایا

﴿سند کا تعارف﴾

اس حدیث کی سند میں کل آٹھ راوی ہیں

۱) پہلے راوی خود امام ترمذی ہیں جنکے ثقہ ثبت امام ہونے میں سب کا اتفاق ہے غیر مقلدین کے ممدوح اور مستند عالم نواب صدیق حسن خان بھوپالی اپنی کتاب ''الحطہ'' میں لکھتے ہیں:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنی اس کتاب (ترمذی) کو تصنیف کیا اور علماء حجاز، علماء عراق وعلماء خراسان پر پیش کیا سب اس کتاب پر راضی ہوئے (یعنی سب نے پسند کیا) امام ترمذی فرماتے ہیں کہ جس گھر میں یہ کتاب ہوگی گویا کہ اس گھر میں نبی کریم ﷺ کلام فرماتے ہیں امام ابن اثیر فرماتے ہیں کہ ترمذی کی کتاب ''ھذا احسن الکتب'' تمام کتابوں سے اچھی ہے اور نواب صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت ابو اسماعیل ہروی نے فرمایا کہ میرے نزدیک ترمذی شریف، بخاری ومسلم سے بھی زیادہ نافع کتاب ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کتاب کی ہر حدیث معمول بہ ہے (الحطہ فی ذکر صحاح ستہ ص۲۳۹،۲۴۰)

۲)ہناد رحمۃ اللہ علیہ:۔

انکا اصل نام ہناد بن السری بن مصعب بن ابی بکر بشر ہے انھوں نے عبدالرحمٰن بن ابی زناد و ہیثم، ابی بکر بن عیاش، عبد اللہ بن ادریس، حفص بن غیاث، عبد اللہ بن مبارک، فضیل بن عیاض، ابن عیینہ اور وکیع سے روایت کی ہے یہ صحیح بخاری کا راوی ہے امام بخاری نے خلق افعال العباد میں ان سے روایت کی ہے اسی طرح ابو حاتم رازی، امام ابو زرعہ وغیرہ نے بھی اس سے روایت کی ہے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہناد کو لازم پکڑ و امام ابو حاتم نے کہا کہ ہناد صدوق ہے یعنی سچا ہے امام نسائی نے کہا کہ ہناد ثقہ ہے ابن حبان نے ثقات میں داخل کیا ہے (تهذيب التهذيب ج۶ ص۴۷،۴۸)

۳)وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ:۔

یہ بھی صحیح بخاری و صحیح مسلم کا راوی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری مترجم وحید الزمان ج۲ ص۱۸۹،۲۵۲ میں روایت کی ہے اسی طرح امام مسلم نے صحیح مسلم شرح سعیدی ج۷ ص۱۰۱،۲۵۳،۲۵۵،۲۷۹،۲۸۲،۳۵۱،۷۷۱، میں روایت کی ہے اسکے علاوہ انہوں نے اپنے باپ اور اسماعیل بن ابی خالد، عکرمہ بن عمار، امام اعمش، ابن جریج، امام اوزاعی اور امام مالک اور بہت سارے محدثین سے روایت کی ہے اور جن محدثین نے آپ سے روایت کی ہے ان میں بعض نام یہ ہیں سفیان ثوری، عبدالرحمان بن مھدی، امام احمد، امام قعنبی، یحیٰی بن یحیٰی، اور کثیر لوگ، عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ میں نے وکیع سے بڑا عالم اور بڑا حافظ نہیں دیکھا اور فرماتے تھے کہ وکیع حافظ ہے حافظ ہے اور عبدالرحمٰن بن مہدی سے بڑا حافظ ہے (تهذيب التهذيب ج۶ ص۸۱،۸۲)

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"ثقه، حافظ، عابد من كبار التاسعه"

ثقہ، حافظ، عابد اور نویں طبقہ کے علماء کبار میں سے ہے (تقریب التہذیب ج۲ ص ۲۸۴)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وکیع اپنے زمانے میں ایسے تھے جیسے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے وکیع سے کوئی افضل آدمی نہیں دیکھا۔۔۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آج دونوں شہروں (کوفہ وبصرہ) کے بڑے عالم وکیع بن جراح ہیں (تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۲۳۹ طبقہ ۲)

تمام اصحاب ستہ یعنی امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ نے ان سے روایت کی ہے لہذا انکے ثقہ ہونے میں کوئی شک نہیں

۴) سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ:۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بخاری ومسلم کے راوی ہیں خصوصاً بخاری شریف کے مرکزی راویوں میں سے ہیں بخاری شریف ج۱ مترجم وحید الزمان مکتبہ رحمانیہ ص ۱۴۷، ۱۵۳، ۱۸۹، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۱۰، ۲۱۶، ۲۴۵، ۲۸۴، ۲۹۰ وغیرہ ۱۱۹ مقام پر راوی ہیں اب ج ۲ دیکھئے ص ۴۹، ۶۸، ۷۱، ۹۰، ۹۷، ۹۹، ۱۰۰، ۱۱۴، ۱۷۶، ۱۹۵، ۲۳۹، ۲۴۰ پر تقریباً پچاس سے زیادہ جگہ راوی ہیں اب دیکھئے بخاری ۳/ ۵۸، ۵۹، ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۲۷، ۱۳۰، ۱۴۴، ۱۸۶، ۲۱۴، ۲۲۹، ۲۳۱، ۲۳۷، ۲۵۱ پر تمیں سے زیادہ مرتبہ راوی ہیں اسی طرح صحیح مسلم میں راوی ہیں دیکھئے حدیث نمبر ۵۳۷، ۶۳۸۱ وغیرہ

آپ کا پورا نام سفیان بن سعید بن مسروق "ثور" اِن کے جد اعظم کا نام تھا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کبار تبع تابعین میں جلیل القدر عظیم الشان امیر المومنین فی الحدیث مجتہد وقت قطب الاسلام محدث، وفقیہہ عابد وزاہد تھے ان سے روایت کرنے والوں میں

امام مالک، شعبہ اور امام اوزاعی جیسے کبار محدثین تھے انکی تعریف کرنے والوں میں عبداللہ بن مبارک، یحیٰی قطان، یحیٰی بن معین، ابوداؤد، شعبہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے محدثین تھے آپ ۹۷ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۶۱ ہجری میں وفات پائی

(مظاہر حق اسماء الرجال متعلقہ مشکوٰۃ ملحق ج ۵ ص ۶۸ ترجمہ سفیان ثوری)

تذکرۃ القاری میں ہے: کہ انکی جلالت قدر کثرت علوم صلابت دینی ثقاہت اور امانت پر تمام علماء متفق ہیں اور تبع تابعین میں ہیں ابو عاصم نے کہا کہ سفیان ثوری امیر المومنین فی الحدیث ہیں ابن مبارک نے کہا میں نے ہزار لوگوں سے حدیث لکھی ہے لیکن سفیان سے کوئی افضل نہیں دیکھا امام ابن معین نے فرمایا جو کوئی ثوری کی مخالفت کرے تو قابل قبول ثوری ہے امام ابن عیینہ نے کہا کہ میں سفیان ثوری کا غلام ہوں اور وہیب حفظ میں سفیان ثوری کو امام مالک پر مقدم کرتے تھے اور وہ ساتویں طبقہ رؤساء میں تھے

(تذکرۃ القاری بحوالہ کشف الرین ص ۵۲،۵۳)

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ثقہ، حافظ، فقیہ، عابد، امام حجۃ (تقریب التہذیب ۱/ ۳۷۱) علامہ ذہبی نے ''تذکرۃ الحفاظ'' ج ۱ ص ۱۷۲ تا ۱۷۵ پر بڑی تفصیل کیساتھ تذکرہ کیا ہے

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں:

[[آپ حدیث میں امیر المومنین تھے اور ابن مبارک نے بیان کیا کہ میں نے گیارہ سو شیوخ سے لکھا ہے وہ ان میں سب سے افضل تھے اور ایوب نے بیان کیا میں نے کسی کوئی کو نہیں دیکھا جسے آپ پر ترجیح دوں ۔۔۔ عبداللہ نے بیان کیا میں نے ثوری سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا اصحاب مذاہب ثلاثہ نے بیان کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے زمانے میں اور شعبی اپنے زمانے میں اور ثوری اپنے زمانے میں امام تھے]] (البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ص ۱۶۵)

یحییٰ گوندلوی غیر مقلد نے اپنی کتاب آمین بالجہر ص ۲۵ پر لکھا ہے کہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: ''سفیان الثوری الامام المشهور الفقيه العابد الحافظ الكبير وصفه النسائي وغير بالتدليس وقال البخاري ما اقل تدليسه''

امام سفیان ثوری مشہور امام، فقیہ، عابد اور بہت بڑے حافظ تھے امام نسائی وغیرہ نے انکو مدلس کہا اور امام بخاری نے فرمایا انکی تدلیس بہت کم ہے حافظ ابن حجر نے مدلسین کو ۵ طبقوں میں تقسیم کیا ہے اور امام ثوری کو دوسرے طبقے میں شمار کیا ہے (دیکھئے طبقات المدلسین ص ۲۲) اور دوسرے طبقے کی خود ہی وضاحت فرمادی، فرماتے ہیں ''الثانية من احتمل الائمة تدليس واخرجوا له في الصحيح لا مامته و قلته تدليسه في جنب ماروى كالثورى او كان لا يدلس الا عن ثقة كابن عيينة'': دوسرا طبقہ جن کی تدلیس کو آئمہ نے قبول کیا ہے انکی امامت اور قلت تدلیس کی وجہ سے صحیح میں احادیث لی ہیں جیسا کہ ثوری تھے یا پھر اس طبقہ میں ایسے راوی ہیں جو صرف ثقہ راویوں سے تدلیس کرتے تھے جیسا کہ امام ابن عیینہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس اصولی تحریر سے واضح ہو گیا کہ اگرچہ امام ثوری مدلس تھے مگر انکی تدلیس مضر نہیں جو حدیث کی صحت پر اثر انداز ہو اور حدیث کو تدلیس کی وجہ سے رد کر دیا جائے (آمین بالجہر ص ۲۵، ۲۶)

امام سفیان ثوری کی امامت، عدالت، ثقاہت ہم نے ثابت کر دی رہی تدلیس وہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہم نے رفع کر دی ہے پھر بھی تسلی کیلئے بخاری شریف سے امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن سے روایات دکھاتے ہیں کیونکہ امام بخاری نے فرمایا ہے کہ انکی تدلیس بہت قلیل ہے بخاری ج ۱ ص ۲۱۶، ۳۹۶، ۴۵۵، وغیرہ میں ج ۲ ص ۴۹، ۲۹۴، ۳۱۷، ۳۵۳، ۳۷۳، ۳۸۰، ۴۰۵، ۴۰۷، ۴۲۱، ۴۹۰، ۵۰۰، ۵۰۱، ۹۳۷ ج ۳ ص ۵۸، ۶۴۳، ۶۵۳، ۶۶۸، ۶۸۹، ۶۹۲، ۶۹۴ وغیرہ

پر عن کے ساتھ روایت فرما رہے ہیں اور امام بخاری نے انکو قبول فرمایا ہے حافظ زبیر علی زئی کا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو ثقہ راوی ہوتے ہوئے قبول نہ کرنا سینہ زوری کے سوا کچھ نہیں اور یہ کہنا کہ انکی کوئی متابع روایت نہیں جو قوی ہو اور عاصم بن کلیب اس روایت میں منفرد ہیں یہ سب جہالت یا تشدد ہے (نور العینین ص ۱۲۷، ۱۲۸) انشا اللہ ہم عنقریب قوی متابعات بھی پیش کریں گے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف ذرا لمبا ہو گیا یہ اس لیے کہ بعض نا اہل لوگوں نے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی روایات کو رد کرنے کی کوشش کی

اسکے علاوہ زبیر علی زئی نے حافظ العلائی کے حوالے سے لکھا کہ انہوں نے سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ میں لکھا ہے تو جناب انہی حافظ العلائی صاحب نے اپنی اسی کتاب جامع التحصیل کے ص ۱۱۳ پر سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ میں شمار کیا ہے دیکھئے حافظ العلائی کی کتاب

''جامع التحصیل فی احکام المراسیل ص ۱۱۳''

۵) عاصم بن کلیب رحمۃ اللہ علیہ:۔

ان کا پورا نام عاصم بن کلیب بن شہاب الجرمی الکوفی ہے صغار تبع تابعین میں سے تھے روایت حدیث میں صدوق یعنی سچے ہیں بڑے عابد و زاہد تھے ۱۳۷ ہجری میں وفات پائی ان سے سوائے صحیح بخاری کے علاوہ تمام کتب صحاح نے احادیث لی ہیں صحیح بخاری میں بھی تعلیقات میں روایت لی ہے دیکھئے (صحیح بخاری ۲/۸۶۲ باب ۷۷ ۲۴باب لبس القسی میں)

(مظاہر حق ج ۱۵ ص ۱۳، الرجال ملحق مشکوۃ ص ۸۵)

عاصم بن کلیب نے اپنے باپ عبد الرحمن بن اسود، محارب بن دثار، علقمہ بن وائل، محمد بن کعب القرظی وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے ابن عون، شعبہ، قاسم بن مالک، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ وغیرہ نے روایت کی ہے امام اثرم نے امام احمد سے بیان کیا ہے کہ **''لا باس بحدیثه''** کہ اسکی حدیث میں کوئی ڈر نہیں امام ابن معین اور امام نسائی نے کہا ثقہ ہے امام ابو حاتم نے کہا صالح ہے ابن حبان نے ثقات میں داخل کیا اور وہ

ثقہ مامون ہے ابن المدینی نے کہا کہ جب منفرد ہو تو حجت نہیں لیکن امام ابن سعد نے کہا کہ ثقہ ہے اور حجت ہے (تھذیب التھذیب ج۳ ص۴۰)

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''عاصم بن کلیب بن شھاب بن المجنون الجرمی الکوفی صدوق''

یعنی سچے ہیں (تقریب التھذیب ص۱۲۰)

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کوفہ والوں سے افضل ہیں امام احمد بن صالح المصری فرماتے ہیں ثقہ مامون، امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ ثقہ راویوں میں سے ہیں امام ابن سعد فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں ان سے استدلال کیا جائے گا اور یہ زیادہ حدیث والے نہیں ہیں

(تھذیب التھذیب ج۵ ص۵۶)

تذکرۃ القاری میں عاصم بن کلیب کے ترجمہ میں لکھا ہے:

عاصم بن کلیب بن شھاب مجنون الجرمی صدوق و ثقة یحییٰ بن معین و النسائی روی له مسلم و اصحاب السنن الاربعة و علق له البخاری.

عاصم بن کلیب بن شہاب مجنون الجرمی صدوق ہے اور ثقہ کہا یحییٰ بن معین اور نسائی نے اور اس سے امام مسلم نے روایت کی اپنی صحیح میں اور روایت اصحاب سنن نے اور ان سے معلق روایت بخاری نے اپنی صحیح میں (کشف الرین ص۵۲ مترجم)

۲) عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ:-

آپکا پورا نام عبدالرحمٰن بن الاسود بن یزید بن قیس الحنفی ہے امام ابن حجر عسقلانی تقریب التھذیب ج۱ ص۵۶۱ اور ترجمہ نمبر۳۱۵ ۸ طبقہ دارالکتاب العلمیہ بیروت میں لکھتے

ہیں "ثقة من الثالثة" ثقہ ہیں اور طبقہ ثالثہ کے ہیں اسی طرح تہذیب التہذیب میں بھی امام ابن حجر عسقلانی نے لکھا انکی توثیق کی امام ابن معین اور امام نسائی، امام عجلی، امام ابن خراش اور امام ابن حبان نے (بحوالہ کشف الرین فی مسئلہ رفع الیدین ص ۵۴)

۷) علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:۔

آپکا پورا نام علقمہ بن قیس بن عبداللہ بن مالک ہے آپ رسول کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں پیدا ہوئے اور حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت سعد، حضرت خدیجہ، حضرت ابوالدرداء، حضرت عبداللہ بن مسعود رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر کئی اصحاب رسول ﷺ سے آپ نے روایات بیان کیں ہیں اور آپ سے حضرت ابراہیم نخعی، حضرت عامر الشعبی، حضرت ابووائل شقیق بن سلمہ اور دیگر کئی حضرات نے آپ سے روایات بیان کیں ہیں

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علقمة بن قيس بن عبد الله النخعي الكوفي، ثقة، ثبت، فقيه، عابد من الثانية.

علقمہ بن قیس بن عبد اللہ ثقہ، ثبت، فقیہ، عابد اور طبقہ دوم کا راوی ہے

(تقریب التہذیب ۱/ ۶۸۷ رقم ۴۶۹۷)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپکی کنیت ابوشبل نام علقمہ تھا سلسلہ نسب یہ ہے کہ ابوشبل علقمہ بن قیس بن عبداللہ النخعی الکوفی آپ عراق کے مشہور فقیہ ابراہیم نخعی کے ماموں اور اسود نخعی کے چچا ہیں حضور ﷺ کی ظاہری حیات میں پیدا ہوئے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، ابوالدرداء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے علم حاصل کیا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پورا قرآن پاک با تجوید پڑھا اور حفظ کیا فقہ

اور حدیث کا درس انھی سے لیا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زیرک شاگرد تھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں وہ علقمہ بھی جانتا ہے۔۔۔ذہبی کہتے ہیں علقمہ فقیہہ، امام، ماہر فن، خوش آوازی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے اور حدیث کی روایت میں نہایت قابل اعتماد، نیکوکار پرہیزگار انسان تھے

(تذکرۃ الحفاظ ج ا ص ۵۸ طبقہ دوم)

۸) عبداللہ بن مسعود رضی رضی اللہ عنہ:۔

صحابہ کرام بالاتفاق ثقہ ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی رضی اللہ عنہ کے چند فضائل بیان کیے جاتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا قرآن چار آدمیوں سے سیکھوان میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام پہلے لیا۔

(بخاری ا/۵۳۱، صحیح مسلم ۲/۲۹۳، جامع ترمذی ۲/۲۲۱)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر بغیر مشورے کے کسی کو میں امیر بناتا تو عبداللہ بن مسعود کو بناتا

(جامع ترمذی ۲/۲۲۱)

جامع ترمذی میں ہی مذکور ہے کہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو وضو کرانے والے اور آپ ﷺ کی نعلین اقدس اٹھانے والے صحابی ہیں (جامع ترمذی ۲/۲۲۱)

ہم نے اس روایت کے تمام راویوں کا ترجمہ پیش کر دیا ہے جس سے یہ ثابت ہے کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں لہذا روایت سنداً صحیح ہے جیسا محدثین کی تصحیح سے بھی ظاہر ہے اب اس کے متعدد طرق بیان کیے جاتے ہیں

ا) سنن نسائی سے:۔ سند یہ ہے

سند نمبرا:۔ اخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبداللہ بن مبارك عن سفیان عن

عاصم بن کلیب عن عبد اللہ بن الاسود عن علقمۃ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (سنن نسائی ۱/۱۱۷)

۱) سوید بن نصر رحمۃ اللہ علیہ :-

آپکا پورا نام سوید بن نصر بن سوید المروزی کنیت ابو الفضل ہے ابن حجر فرماتے ہیں "راویۃ ابن مبارك ثقة" ابن مبارک سے روایت کرتے ہیں ثقہ ہیں

(تقریب ۱/۴۰۵ ترجمہ ۲۷۰۷، تہذیب التہذیب ۴/۲۸۰، تہذیب الکمال ۱۲/۲۷۲ ترجمہ ۲۷۵۱)

۲) عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ :-

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عبداللہ بن مبارک المروزی، مولیٰ، حنظلۃ، ثقہ، ثبت فقیہ، عالم، جواد مجاہد. جمعت فیہ خصال الخیر (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۵۲۷ ترجمہ ۳۵۸۱ طبع بیروت)

اور زیادہ تفصیل تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۸۲ میں دیکھی جا سکتی ہے باقی راویوں کا ترجمہ پہلے پیش کیا جا چکا ہے لہذا وہیں ملاحظہ فرمائیں

سند نمبر ۲:۔ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۲۰ کی سند

اخبرنا محمود بن غیلان المروزی، حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ.

محمود بن غیلان المروزی رحمۃ اللہ علیہ :-

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

محمود بن غیلان، العدوی مولاہم، ابواحمد المروزی، نزیل بغداد ثقہ (تقریب التہذیب ج ۲ ص ۱۶۴ ترجمہ ۶۵۲۷ طبع بیروت) ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۸۸ پر فرماتے

ہیں:

امام مروزی نے امام احمد سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا میں اسے حدیث سے جانتا ہوں یہ صاحب سنت ہیں امام نسائی نے فرمایا یہ ثقہ ہیں امام ابن حبان نے اس راوی کو ثقات میں داخل کیا

ان تین اسناد کا تعارف آپ نے دیکھا سنن نسائی کی دوسری روایت میں محمود بن غیلان کے علاوہ باقی راویوں کا تعارف ہو چکا اگر کوئی سند نہ بھی ہوتی تو یہ تینوں صحیح سندوں سے بھی مسئلہ واضح ہے مگر پھر بھی باقی اسناد ملاحظہ فرمائیں

سند نمبر ۳:۔حدثنا عثمان بن ابی شیبة نا وکیع عن سفیان عن عاصم یعنی ابن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبد الله....

(سنن ابوداؤد ج۱ ص ۱۱۶)

سند نمبر ۴:۔حدثنا الحسن بن علی نا معاویة و خالد بن عمرو و ابو حذیفة قالوا نا سفیان باسناده بهذا. (سنن ابو داؤد ج۱ ص۱۱۶)

سند نمبر ۵:۔حدثنا عبد الله حدثنی ابی حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال ابن مسعود.... (مسند احمد ج۱ ص ۳۸۷ طبع بیروت)

سند نمبر ۶:۔حدثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبد الله....

(مصنف ابن ابی شیبة ج۱ ص ۲۳۶).

سند نمبر ۷:۔ابو حنیفة و حدثنا حماد عن ابراهیم عن علقمة و الاسود عن ابن مسعود....

(مسند امام اعظم مترجم ص ۹۰)

سند نمبر۸:۔اخبر نا ابو طاهر الفقیه انبأنا ابو حامد بن بلال انبأ محمد بن اسماعیل الاحمسی ثنا وکیع عن سفیان عن عاصم . . .

(سنن الکبرٰی بیهقی ۲/۷۸)

سند نمبر۹:۔رواه محمد بن جابر عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله بن مسعود.....

(سنن الکبرٰی بیهقی۲/۸۰)

سند نمبر۱۰:۔حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا نعیم بن حماد قال ثناوکیع عن سفیان عن عاصم...عبد الله......

(شرح معانی الآثار للطحاوی ج۱ ص ۱۶۲)

سند نمبر۱۱:۔حدثنا محمد بن نعمان قال ثنا یحییٰ بن یحییٰ قال وکیع عن سفیان فذکر مثله باسناده.

(طحاوی ج۱ ص ۱۶۲)

سند نمبر۱۲:۔وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود و علقمة قالا قال عبد الله بن مسعود

(المدونة الکبرٰی۱/۶۹)

سند نمبر۱۳:۔حدثنا حمام ثناعبد الله بن محمد الباجی ثنا محمد بن مالك بن ایمن ثنا محمد بن اسماعیل الصائغ ثنازهیر بن حرب ثنا وکیع عن سفیان الثوری عن عاصم...عبد الله....

(محلیٰ ابن حزم ۳/۳)

سند نمبر۱۴:۔حد ثنا حمام ثنا عباس بن اصبغ ثنا محمد بن عبد المالك بن ایمن ثنا محمد بن اسماعیل الصائغ نازهیر بن حرب ابو خیثمة ثنا وکیع عن سفیان الثوری عن عاصم...عبد الله....

(محلیٰ ابن حزم ۴/۲۶۵)

سند نمبر۱۵:۔حدثنا وکیع عن مسعر عن ابی معشر عن ابراهیم عن عبد الله.....

(مصنف ابن ابی شیبة ج اص۲۳۶)

سند نمبر۱۶:۔حدثنا اسحاق عن عبد الرزاق عن حصین عن ابراهیم ان ابن مسعود.....

(المعجم الکبیر للطبرانی جز التاسع ص ۲۶۱)

سند نمبر۱۷:۔حدثنا محمد بن عبد الله الحضیری ثنا احمد بن یونس ثنا ابو الاحوص عن حصین عن ابراهیم قال کان عبد الله.....

(حوالہ مذکورہ)

سند نمبر۱۸:۔حد ثنا علی بن عبد العزیز ثنا حجاج بن المنهال ثنا حماد بن سلمة عن حماد عن ابراهیم عن عبد الله بن مسعود.....

(حوالہ مذکورہ)

سند نمبر۱۹:۔حد ثنا اسحاق بن اسرائیل حد ثنا محمدبن جابرعن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله...

(مسند ابو یعلیٰ موصلی ۳۶/۵)

سند نمبر۲۰:۔حد ثنا زهیر حد ثنا وکیع حد ثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن

عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال ابن مسعود...

(مسند ابو یعلیٰ موصلی ۳۶،۳۷/۵)

سند نمبر۲۱:۔حد ثنا ابو خیثمة حد ثنا وکیع حد ثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال ابن مسعود...

(مسند ابو یعلیٰ موصلی۳۶،۳۷/۵)

سند نمبر۲۲:۔حد ثنا ابو عثمان سعید بن محمد بن احمد الحناط و عبد الوهاب بن عیسیٰ بن ابی حیة قالا نا اسحاق بن ابی اسرائیل نا محمد بن جابر عن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله...

(سنن دارقطنی۳۹۹/۱،۴۰۰)

سند۲۳:۔عبد الرزاق عن الثوری عن حصین عن ابراهیم عن ابن مسعود...

(مصنف عبد الرزاق۷۱/۲)

سند نمبر۲۴:۔عبد الرزاق عن ابن عیینة عن حصین عن ابراهیم عن ابن مسعود مثله.. (حواله مذکوره)

سند نمبر۲۵:۔عبد الرزاق عن الثوری عن حماد قال سالت ابراهیم عن ذلك فقال یرفع یدیه اول مرة۔ (حواله مذکوره)

سند نمبر۲۶:۔قال محمد اخبرنا الثوری حد ثنا حصین عن ابراهیم ان ابن مسعود.... (مؤطا امام محمد ص ۹۰)

سند نمبر۲۷:۔ابو حنیفة عن ابراهیم عن الاسود ان عبد الله بن مسعود....

(جامع المسانید خوارزمی۳۵۵/۱)

سند نمبر۲۸:۔محمد بن جابر عن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبد

اللہ... (جز رفع یدین للبخاری ص ۴۳)

سند نمبر ۲۹:۔حد ثنا محمد بن صالح بن هانی حد ثنا ابراهیم بن محمد بن مخلد الضریر حد ثنا اسحاق بن اسرائیل حد ثنا محمد بن جابر الیمامی حد ثنا حماد بن ابی سلیمان عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله......

(اللآلی المصنوعة ۲/۱۷)

سند نمبر ۳۰:۔حد ثنا عبد الله بن صالح بن عبد الله ابو محمد قال حد ثنا اسحاق بن ابراهیم المروزی حد ثنا محمد بن جابر السحیمی عن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله...

(کتاب المعجم فی اسامی شیوخ ابو بکر اسماعیلی ۲/۶۹۲)

سند نمبر ۳۱:۔اخبرنی الحسن بن علی التمیمی و محمد بن عبد المالك القرشی قالا اخبرنا عمر بن عبد الله بن عمرو بن عثمان بن حماد بن حسان بن عبد الرحمن و یعرف بابن ابی حسان الزیادی حد ثنا اسحاق ابن ابی اسرائیل حد ثنا محمد بن جابر حد ثنا حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله...... (تاریخ بغداد جز الحادی عشر ص ۲۲۴)

سند نمبر ۳۲:۔حد ثنا سلیمان بن ربیع البرجمی حد ثنا کادح بن رحمة حد ثنا سفیان عن عاصم...عبد الله... (تاریخ بغداد جز الحادی عشر ص ۳۲۰)

سند نمبر ۳۳:۔حد ثنا اسحاق بن ابراهیم ثنا لوین ثنا اسحاق بن اسرائیل ثنا محمد بن جابر عن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله...

(کامل ابن عدی جز السادس ص ۱۵۲)

سند نمبر ۳۴:۔اخبرنا سفیان الثوری قال حد ثنا حصین عن ابراهیم عبد

الله....

(کتاب الحجة علی اهل المدینة/۹۷)

سند نمبر ۳۵:۔امام ذہبی فرماتے ہیں:اسحاق بن اسرائیل حد ثنامحمد بن جابر عن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله....

(میزان الاعتدال ۳/۴۹۶)

سند نمبر ۳۶:۔ماحد ثنا علی بن عبد العزیز و محمد بن اسماعیل و محمد بن جعفر ابن محمد قالواحد ثنا اسحاق ابن ابراهیم حد ثنا محمد بن جابر السحیمی عن حمادعن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله....

(کتاب الضعفآ کبیرللعقیلی۴/۴۲)

سند نمبر ۳۷:۔حد ثنا عبد الوارث بن سفیان قال حد ثنا قاسم بن اصبغ حد ثنا عبد الله بن احمد بن حنبل قال حد ثنی ابی قال حد ثنا وکیع عن عاصم بن کلیب عن...عبد الله.....

(التمهیدابن عبد البر۹/۲۱۵)

سند نمبر ۳۸:۔حد ثنا حماد عن ابراهیم عن علقمة والاسود عن عبد الله.." اس روایت کی سند یہ ہے"اخبرنی تاج الاسلام ابو سعد اسمعانی فی کتابه اخبرنا ابو الفرج سعید بن ابی رجاء باصبهان اذنا انا ابو الحسین احمد بن محمد الاسکاف قرآة انا الحافظ ابو عبد الله بن منده انا ابو محمد الحارثی انبا محمد بن ابراهیم الرازی انبأ سلیمان بن الشا کونی سمعت سفیان بن عینیه یقول اجتمع ابو حنیفة والا وزاعی....

(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة لا مام الموفق بن احمد مکی ۱/۱۳۳)

سند نمبر۳۹:۔قال ابو حاتم و هو الذی روی حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله.

(کتاب المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین ابن حبان ۲/۲۷۰)

سند نمبر۴۰:۔ چالیسویں سند ترمذی کی جو شروع میں بیان ہوئی جس کی تائید میں یہ انتالیس سندیں پیش کیں یہ سندیں کچھ مرفوع روایات کی ہیں اور کچھ موقوف کی اور متن موقوف الفاظ کے ساتھ مگر مفہوم سب کا ایک ہی ہے اگر یہ سب اسناد ضعیف بھی ہوتیں تب بھی مل کر یہ حسن بن جاتیں اور مثل صحیح خود احکام حلال میں حجت ہو جاتی ہے

محدثین سے اس بارے میں ملاحظہ فرمایئے

۱۔مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۳/۱۸ طبع ملتان میں ہے:

''تعدد الطرق يبلغ الحديث الضعيف الى حد الحسن'' متعدد روایتوں سے آنا حدیث ضعیف کو درجہ حسن تک پہنچا دیتا ہے

۲۔مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''تعدد الطرق ولو ضعفت يرقى الحديث الى الحسن'' طرق متعددہ اگرچہ ضعیف ہوں حدیث کو درجہ حسن تک ترقی دیتے ہیں

(اسرار المرفوعہ فی اخبار الموضوعہ ص ۲۴۶)

۳۔فتح القدیر میں ہے:

''لو تم تضعيف كلها كانت حسنة لتعدد الطرق و كثرتها'' اگر سب کا ضعف ثابت بھی ہو جائے تاہم حدیث حسن ہوگی کہ طرق متعدد و کثیر ہیں

۴۔امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ المیزان الکبریٰ ۱/۶۸ میں فرماتے ہیں:

قد احتج جمهور المحدثین بالحدیث الضعیف اذا کثرت طرقه والحقوه بالصحیح تارہ وبالحسن اخری و هذا النوع من الضعیف یوجه کثیرا فی کتاب السنن الکبری للبیهقی التی الفها بقصد الاحتجاج لاقوال الائمة واقوال صحابهم.	بے شک جمہور محدثین نے حدیث ضعیف کوکثرت طرق سے حجت مانا ہے اور اسے کبھی صحیح اور کبھی حسن سے ملحق کیا اس قسم کی ضعیف حدیثیں امام بیہقی کی سنن الکبریٰ میں بکثرت پائی جاتی ہیں جسے انھوں نے ائمہ مجتہدین و اصحاب ائمہ کے مذاہب پر دلائل بیان کرنے کی غرض سے تالیف فرمایا

۵۔امام ابن حجر مکی الصواعق المحرقہ ص ۱۸۴ طبع ملتان میں فرماتے ہیں کہ امام بیہقی نے فرمایا:

"هذا الاسانید وان کانت ضعیفة لکنها اذا ضم بعضها الی بعض احدثت قوة" یہ سندیں اگر چہ سب ضعیف ہیں مگر آپس میں مل کر قوت پیدا کریں گی

۶۔علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

المتروك او المنكر اذا تعددت طرقه ارتقی الی درجة الضعیف الغریب،بل ربما ارتقی الی الحسن،متروك یا منکر که سخت قوی الضعف.	یعنی متروک یا منکر سخت قوی الضعف ہیں یہ بھی تعدد طرق سے ضعیف غریب بلکہ حسن کے درجہ تک ترقی کرتی ہیں (التعقبات ص ۷۵)

﴿حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متابعات وشواہد﴾

روایت نمبرا:۔ "حدثنا محمد بن الصباح البزاز نا شريك عن يزيد ابن ابی زياد عن عبد الرحمن ابن ابی ليلیٰ عن البرآء ان رسول الله ﷺ كان اذا افتتح الصلوٰة رفع يديه الیٰ قريب من اذنيه ثم لايعود"

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے اور پھر ایسا نہ کرتے

(سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۰۴ رقم الحدیث ۷۴۵ مترجم طبع فرید بک سٹال لاہور)

اس روایت میں صرف یزید ابن ابی زیاد پر اعتراض ہے لہذا اس کی توثیق ملاحظہ ہوتا کہ غلط فہمی رفع ہو جائے

یزید ابن ابی زیاد:۔

۱) امام ابن عجلی فرماتے ہیں کوفی ثقہ جائز الحدیث ہیں (معرفۃ الثقات للعجلی ۲/ ۳۶۳)

۲) ابن شاہین نے انکو ثقات میں ذکر کیا (تاریخ اسماء الثقات ۱/ ۲۵۶ رقم ۱۵۶۹)

۳) احمد بن صالح نے بھی ثقہ فرمایا (تاریخ اسماء الثقات لابن شاھین ۱/ ۲۵۶ رقم ۱۵۶۹)

۴) یعقوب بن سفیان نے "ثقہ" فرمایا (المعرفۃ والتاریخ ۳/ ۱۷۳ تھذیب التھذیب ۱۰/ ۳۷)

۵) ابن سعد نے بھی ثقہ فرمایا

(طبقات الکبریٰ ۶/ ۳۳۰)

۶) امام منذری فرماتے ہیں کہ علی بن عاصم کہتے ہیں کہ امام شعبہ نے مجھے کہا کہ جب میں یزید بن ابی زیاد سے حدیث لکھ لوں پھر کسی اور سے نہ لکھوں تو مجھے اسکی کوئی پرواہ نہیں ۔۔۔۔امام مسلم نے اس سے مقرونا روایت کی اور امام ترمذی نے انکی حدیث کو حسن کہا (رجال المنذری مع الترغیب ۴/ ۳۶۳)

۷) امام ترمذی نے انکی حدیث کو حسن فرمایا (جامع ترمذی رقم ۴۸۶، ۷۰۸، ۷۶۲، ۸۵۴ وغیرہ)

۸) علامہ عینی نے انھیں ثقہ فرمایا (البنایة شرح هدایة للعینی ۲/۲۹۵)

۹) امام ابوداؤد نے انکو ثبت فرمایا (البنایة شرح هدایة للعینی ۲/۲۹۶)

۱۰) امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں انی حدیث روایت کی (صحیح ابن خزیمة ۱/۶۲ رقم ۱۱۷)

۱۱) امام ساجی نے فرمایا صدوق ہے (البنایة ۲/۲۹۶)

۱۲) امام ابن حبان نے بھی صدوق فرمایا (البنایة ۲/۲۹۶، نصب الرایة ۱/۴۰۳)

۱۳) امام مسلم نے انکی حدیث اپنی صحیح میں روایت کی اور امام بخاری نے انکی حدیث کو شواہد میں ذکر کیا

۱۴) علامہ ابن دقیق العید نے بھی ''اہل الصدق،، یعنی سچے راویوں میں شمار کیا

(نصب الرایة ۱/۴۰۲)

۱۵) ابوالحسن نے انھیں ''جیدالحدیث،، فرمایا (نصب الرایة ۱/۴۰۲)

۱۶) عبدالحی بن احمد الحنبلی نے انکو ''حسن الحدیث،، فرمایا (شذرات الذهب ۱/۲۰۶)

۱۷) علامہ عراقی بھی انکو حسن الحدیث کہتے ہیں (الدرایہ ۲/۲)

۱۸) امام بخاری ان کو ''صدوق،، کہتے ہیں (علل الترمذی الکبیر ۲/۴۴۸)

۱۹) امام ذہبی بھی ''صدوق،، فرماتے ہیں (الکاشف ۲/۳۸۲ رقم ۶۳۰۵)

۲۰) امام الہیثمی ان کو ''حسن الحدیث،، لکھتے ہیں

(مجمع الزوائدومنبع الفوائد ۸/۲۵۸ تحت رقم ۱۳۹۴۲)

☆ یزید بن ابی زیاد متفرد نہیں:۔

عیسیٰ بن عبدالرحمٰن اور حکم یزید کے متابع راوی ہیں دیکھیے

(ابوداؤد، طحاوی، مصنف ابن ابی شیبہ، بیہقی، مسند ابی یعلیٰ وغیرہ میں)

یزید سے شریک بھی روایت کرنے میں اکیلا نہیں:۔

شریک کے متابع راوی ملاحظہ فرمائیں

(۱)اسماعیل بن زکریا

(۲)علی بن عاصم

(۳)شعبہ (۴)محمد بن ابی لیلیٰ (دار قطنی ۱/۲۹۳،۲۹۴)

(۵)اسرائیل بن یونس (خلافیات بیہقی)

(۶)سفیان ثوری (سنن الکبریٰ بیہقی ۲ ۱۱۷)

(۷)محمد بن موسیٰ انصاری (التمہید ۹/۲۱۳)

(۸)حمزۃ الزیات (معارف السنن ۲/۴۸۹)

لہذا یہ روایت سنداً و متناً صحیح ہے اور کم سے کم متابع ہونے کے لائق ہے اگر کوئی نہ مانے تو اس کا علاج ہمارے پاس نہیں

روایت نمبر۲:۔

[حد ثنا الحمیدی قال ثنا سفیان ثنا الزھری قال اخبر نی سالم بن عبد اللہ عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ ﷺ اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ و اذا ارادان یر کع و بعد ما یرفع راسہ من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کی تو ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا اور جب رکوع کیا اور رکوع سے سر اٹھانے کا ارادہ کیا تو رفع یدین نہیں کیا۔ اور نہ ہی دونوں سجدوں کے درمیان

(۱) مسند حمیدی قلمی نسخہ دیوبند ص ۷۶

(۲) قلمی نسخہ خانقاہ سراجیہ ص ۷۹

(۳) مسند حمیدی مطبوعہ بیروت ج ۲ ص ۲۷۷ رقم الحدیث ۶۱۴)

(۴) تقریب الاسانید وترتیب المسانید ج ۱ ص ۲۲)

(۵) مسند حمیدی طبع مکتبۃ السلفیہ المدینہ . . . السعودیہ)

(۶) مسند حمیدی قلمی نسخہ پیر جھنڈے شاہ

''نور العینین ''ص ۶۷ پر زبیر علی زئی نے بھی نسخہ سعیدیہ، نسخہ دیوبند نسخہ عثمانیہ پر یہ روایت مانی ہے یہ روایت سنداً ومتناً صحیح ہے اسکے تمام راوی بخاری کے راوی ہیں اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ نسخہ ظاہریہ میں ''**فلا یرفع** ''نہیں لہذا یہ روایت ترک رفع یدین کی نہیں

تو عرض ہے کہ یہ نسخہ ظاہریہ میں اگر ایسا ہے تو اسکے مقابلے میں تین قلمی نسخوں میں تو ''فلا یرفع ،، ہے لہذا انکے مقابلے میں نسخہ ظاہریہ ہی غلط قرار پائے گا کیونکہ مکتبہ ظاہریہ پہلے بھی کئی کتابوں میں تحریف کر چکا ہے مثلاً کامل ابن عدی اور نسخہ طبرانی کبیر اور کتاب الضعفاء والمتر وکین دار قطنی میں تحریف کی ہے اور یہ روایت ترک رفع یدین کی ہی ہے اسکی دلیل یہ بھی ہے

زبیر علی زئی کے استاد محترم مولانا بدیع الدین سندھی غیر مقلد لکھتے ہیں کہ

''امام بخاری جب ثقہ کی حدیث پاتے تو اس کو درج فرماتے'' (جلاء العینین ص ۲۸) اور مولانا مبارک پوری غیر مقلد لکھتے ہیں کہ'' امام بخاری جب حدیث کو امام حمیدی اپنے استاد سے پاتے تو اس سے آگے نہ بڑھتے تھے جیسا کہ تقریب ابن حجر میں ہے''

(تحفۃ الاحوذی ۲۹۹/۳)

اسی طرح سند صحیح کے ساتھ'' مسند ابی عوانہ ج ۱ ص ۴۳۲ '' پر یہ روایت موجود ہے جو دار المعرفۃ بیروت سے چھپی ہے کیونکہ یہ روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں نہیں لکھی اگر یہ رفع یدین کرنے کی حدیث ہوتی تو اسکو اپنی صحیح میں ضرور لکھتے جیسا کہ پہلے کئی حوالہ جات

سے بیان ہوالہذا یہ روایت درست اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی زبردست متابعت ہے
(مسند حمیدی اور مسند عوانہ کے عکس کتاب کے آخری صفحات میں دیکھیں)

روایت نمبر۳:۔[اخبرنا ابو عبد الله الحافظ عن ابی العباس محمد بن یعقوب عن محمد بن اسحاق عن الحسن بن ربیع عن حفص بن غیاث عن محمد بن ابی یحییٰ عن عباد بن الزبیر ان رسول الله ﷺ کان اذاافتتح الصلوٰۃ رفع یدیه فی اول الصلوٰۃ ،ثم لم یرفعهما فی شئی حتیٰ لفرغ]

حضرت عباد بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز شروع فرماتے وقت ہاتھ اٹھاتے پھر نماز سے فارغ ہونے تک رفع یدین نہ کرتے

(نصب الرایۃ ۱/۴۰۴،خلافیات بیہقی بحوالہ الدرایۃ ۱/۱۵۲)

روایت نمبر۴:۔

[عن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن ،حین یفتتح الصلوٰۃ و حین یدخل المسجد الحرام فینظر الی البیت و حین یقوم علی الصفاء و حین یقوم علی المروۃ و حین یقف مع الناس عشیۃ عرفۃ و بجمع و المقامین حین یرمی الجمرۃ.]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات پر جب نماز شروع کی جائے اور جب مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت بیت اللہ پر نظر پڑے اور جب صفا و مروہ پہاڑی پر کھڑا ہو اور عرفہ میں زوال کے بعد جب لوگوں کے ساتھ وقوف کرے اور مزدلفہ میں وقوف کے وقت اور جمرتین کی رمی کرتے وقت (اس کے سارے راوی ثقہ ہیں)

(معجم الکبیر ۱۱/۳۸۵،برقم ۱۲۰۷۲،طبع قاہرہ ، نصب الرایۃ ۱/۳۹۰)

ایک اور سند سے بھی یہ روایت معجم الکبیر للطبرانی ۱۱/۴۵۲، برقم ۱۲۲۸۲ پر موجود ہے جس میں ابن ابی لیلیٰ نہیں ہے اس کی سند بھی صحیح ہے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے متابع چند آثار

۱. ثنا ابن آدم عن ابن عیاش عن عبد المالك بن الجبیر عن الزبیر بن عدی عن ابراهیم عن الاسود قال صلیت مع عمر فلم یرفع یدیه فی شئی من الصلوٰة الاحین افتتح الصلوٰة.

حضرت اسود فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی پس آپ نے نماز میں کسی جگہ بھی رفع یدین نہیں کیا مگر نماز کو شروع کرتے وقت

(۱)مصنف ابن ابی شیبة ۱/۲۳۷

(۲)شرح معانی الآثار ۱/۱۶۴

یہ روایت صحیح ہے اور اسکے سب راوی ثقہ ہیں

۲. وکیع عن ابی بکر بن عبد الله ابن قطاف النهشلی ثنا عاصم بن کلیب عن ابیه ان علیا رضی اللہ عنہ کان یرفع یدیه فی اول تکبیرة من الصلوٰة ثم لا یرفع بعد.

عاصم بن کلیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز میں پہلی تکبیر کیساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے اسکے بعد رفع یدین نہ کرتے تھے

(۱)مصنف ابن ابی شیبة ۱/۲۳۶

(۲)موطا امام محمد ص ۹۰

(۳) شرح معانی الآثار ۱/۱۶۳

(۴)مسند امام زید بن علی ص ۸۹

یہ روایت بھی صحیح ہے علامہ ماردینی فرماتے ہیں اسکے تمام راوی ثقہ ہیں (جوہر النقی ۲/۷۸)

۳. ثنا ابو بکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال ما رایت ابن عمر رضی اللہ عنہ یرفع یدیه الا فی اول ما یفتتح.

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا مگر نماز کے شروع میں

(مصنف ابن ابی شیبة ۲۳۷/۱ رقم ۲۴۶۷)

یہ سند صحیح ہے اور طحاوی شرح معانی الآثار ۱۶۳/۱ پر یہ سند یوں ہے "ثنا ابی داؤد ثنا احمد بن یونس ثنا ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد" یہ سند بھی صحیح ہے...موطا امام محمد ص ۹۴ پر یوں ہے۔"قال محمد نا محمد بن ابان بن صالح عن عبد العزیز بن حکیم رایت ابن عمر یرفع یدیه حذا اذنیه فی اول تکبیرة افتتاح الصلوٰة ولم یرفعهما فی ماسوا ذلك"

ان متابعات وشواہد سے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تقویت واضح ہے اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے

امام سفیان بن سعید ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور تدلیس

اس میں کچھ شک نہیں کہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تدلیس کرتے تھے مگر متقدمین محدثین اکثر تدلیس کرتے تھے کچھ ثقہ راویوں سے اور کچھ ضعیف راویوں سے ان محدثین نے اُن کے طبقات بنائے تاکہ پہچان ہو سکے کہ کس کی روایت قبول کی جائے اور کس کی رد کی جائے جیسے طبقات المدلسین ابن حجر عسقلانی وغیرہ

تدلیس کیا ہے؟

تدلیس کی تعریف ہم زبیر علی زئی کے الفاظ میں ہی نقل کرتے ہیں کیونکہ ہو سکتا

ہے ہماری نقل کردہ تعریف سے زبیر صاحب متفق نہ ہوں ماہنامہ الحدیث شمارہ نمبر ۳۳ فروری ۲۰۰۷ ص ۳۳ پر تدلیس کی اصطلاحی تعریف میں لکھتے ہیں:

[[اگر راوی اپنے اس استاد سے (جس سے اسکا سماع، ملاقات اور معاصرت ثابت ہے) وہ روایت (عن یا قال وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ بیان کرے جسے اس نے اپنے استاد کے علاوہ) کسی دوسرے شخص سے سنا ہے اور سامعین کو یہ احتمال ہو کہ اس نے یہ حدیث اپنے استاد سے سنی ہوگی تو اسے تدلیس کہا جاتا ہے]]

علوم الحدیث ابن صلاح ص ۱۹۵، اختصار علوم الحدیث ص ۹۵ تمام کتب اصول حدیث

کیا اس روایت میں محدثین سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس مانتے ہیں؟

محدثین میں سے کسی نے اس روایت میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ پر تدلیس کا الزام نہیں لگایا ہے بلکہ وہ صرف ''ثم لا یعود'' کے اضافے پر اعتراض کرتے ہیں جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل سے یہ بات ذکر کی ہے لکھتے ہیں:

[[یہ حدیث عاصم بن کلیب سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور عبد اللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے روایت کی مگر سفیان ثوری کی حدیث میں ''ثم لا یعود'' کے الفاظ موجود ہیں جبکہ عبد اللہ بن ادریس اس حدیث کو عاصم بن کلیب سے روایت کرتے ہیں لیکن ان کی روایت میں ''ثم لا یعود'' کے الفاظ موجود نہیں ہیں]]

ماخوذ (کتاب العلل و معرفۃ الرجال ص ۳۷۰، علل الحدیث ۱/۹۶)

اگر محدثین کو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس کا مسئلہ ہوتا تو وہ ثم لا یعود پر اعتراض نہ کرتے بلکہ سیدھا اعتراض سفیان ثوری کی تدلیس کا ہوتا غیر مقلدین کا ان پر تدلیس کا الزام لگا کر اس روایت کو ضعیف ثابت کرنا باطل و مردود ہے اور اگر بالفرض الزام تدلیس مان بھی لیا جائے تو پھر ثم لا یعود کا اعتراض لایعنی ہے اور اگر اس ثم لا یعود کے اعتراض کی حقیقت

مانی جائے تو تدلیس کا الزام لایعنی اور باطل ٹھہرتا ہے جبکہ ثم لایعود کے بغیر بھی ہمارا دعویٰ ثابت ہے جیسا کہ اس روایت کی تحقیق سے واضح طور پر ثابت ہے

مدلس راوی کا حکم:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے النکت علی ابن صلاح ص ۶۱۴ پر محدثین کرام کے مختلف مذاہب تدلیس کے بارے میں نقل کیے اور امام علی بن مدینی کے مسلک کو راجح اور جمہور کے مطابق قرار دیا اور امام علی بن مدینی کا مسلک ہے کہ مدلس کی وہ معنعن روایت (عن والی) قبول ہوگی جس کی تدلیس والی روایتیں قلیل یا کم ہوں

(الکفایۃ فی علم الروایۃللخطیب ص ۳۶۲)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سفیان ثوری کی تدلیس کے بارے میں لکھتے ہیں:

[[لا اعرف لسفیان عن ھولاء تدلیسا(ما)اقل تدلیسه]]

یعنی سفیان ثوری کی تدلیس بہت قلیل تھی۔

(علل الکبیر ترمذی ۲/۹۶۷، آمین بالجھر ص ۲۵ یحییٰ گوندلوی غیر مقلد)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس:

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس کے بارے میں لکھتے ہیں:

[[وما أشار الیه شیخنا من اطلاق تخریج اصحاب الصحیح لطائفة منهم حیث جعل منهم قسما احتمل الائمة تدلیسه وخرجوا له فی الصحیح لا مامته وقلة تدلیسه فی جنب ماروی کا لثوری یتترل علی ھذا لا یسما وقد جعل من ھذا القسم من کان لا یدلس الا عن ثقة کابن عیینة]]

ترجمہ: اور جس کی طرف (حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ) نے اشارہ کیا ہے کہ مدلسین کی ایک جماعت سے اصحاب صحیح نے علی الاطلاق اپنی کتب میں روایات کی تخریج کی ہے اور ان مدلسین کی ایک قسم وہ بتائی ہے جس کی تدلیس کو ائمہ حدیث نے قبول کیا ہے اور انکی روایت اپنی صحیح میں لائے ہیں ان مدلسین کی امامت اور قلت تدلیس کی وجہ سے انھوں نے جو بہت سی روایات کی ہیں ان کے مقابلے میں مثلاً امام ثوری اسی بات پر محمول سمجھا جائے خصوصاً اس قسم میں اس مدلس کو داخل کیا ہے جو ثقہ کے سوا تدلیس نہیں کرتا مثلاً ابن عیینہ

(فتح المغیث ۱/۱۸۸)

حافظ صلاح الدین العلائی اور سفیان ثوری کی تدلیس:

لکھتے ہیں:

[[لقلة تدليسه في جنب ماروى او لأنه لا يدلس الا عن ثقة وذلك كالزهرى و سليمان الاعمش و ابراهيم النخعى و اسماعيل بن ابى خالد و سليمان التيمى و حميد الطويل و الحكم بن عتبة و يحيىٰ بن ابى كثير و ابن جريج و الثورى و ابن عيينة]]۔۔الخ

ترجمہ: یا تدلیس کم کی ہے بہ نسبت روایات کے تدلیس ثقہ سے کی ہے جیسے زہری وسلیمان الاعمش وابراہیم نخعی واسماعیل بن ابی خالد وسلیمان التیمی وحمید الطویل وحکم بن عتبہ ویحییٰ بن ابی کثیر وابن جریج وثوری اور ابن عیینہ

(جامع التحصیل فی احکام المراسیل ص ۱۱۳)

امام سبط ابن العجمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس:

امام ابن العجمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے بھی حافظ العلائی کی طرح کے الفاظ سفیان ثوری کے متعلق لکھے ہیں دیکھئے "التبیین الاسماء المدلسین" ص ۶۵

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مدلس کا حکم یہ ہے کہ جس کی تدلیس کم ہو اسکی دیگر روایات ۔۔ مقابلہ میں تو اس کی تدلیس مضر نہیں جیسا کہ امام بخاری، حافظ ابن کثیر، حافظ صلاح الدین العلائی اور ابن العجمی شافعی رحمہم اللہ نے لکھا اور یہی تحقیق محدثین کے نزدیک راجح ہے



امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا طبقہ ثانیہ کے ہونے کا ثبوت

آیئے دیکھتے ہیں کہ محدثین امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو کس درجہ کا مدلس کہتے ہیں

۱) حافظ صلاح الدین العلائی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

حافظ صلاح الدین العلائی نے [جامع التحصیل فی احکام المراسیل ص ۱۱۳] پر امام سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا ہے

۲) امام سبط ابن العجمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

امام سبط ابن العجمی شافعی نے [التبیین الاسماء المدلسین ج ۱ ص ۶۵] پر سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا ہے

۳) امام ابوزرعہ العراقی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

آپ نے [کتاب المدلسین ص ۵۲] پر امام سفیان ثوری کو مدلس کہنے کے بعد ص ۱۰۹ پر طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا ہے

۴) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

حافظ صاحب نے [طبقات المدلسین ص ۳۲] اور [النکت علی کتاب ابن الصلاح ج ۲ ص ۶۳۹] پر سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا ہے

غیر مقلدین کے نزدیک سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا طبقہ

حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد کا امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ ثالثہ کا مدلس قرار دینا تفرد اور محدثین کی تحقیق کے سراسر خلاف ہے بلکہ غیر مقلدین کی تحقیق کے بھی مخالف ہے لہذا باطل و مردود ہے

۱) عبدالرحمٰن مبارک پوری (غیر مقلد):

عبدالرحمٰن مبارک پوری صاحب نے [تحفۃ الاحوذی ج ۱ص ۱۴] پر امام ابن حجر عسقلانی کی کتاب طبقات المدلسین سے طبقہ ثانیہ کی بات نقل کر کے اتفاق کیا ہے

۲) بدیع الدین راشدی (غیر مقلد):

بدیع الدین راشدی صاحب نے اپنی کتاب [اہل حدیث کے امتیازی مسائل ص ۵ طبع حیدرآباد] میں ایک اعتراض کے جواب میں لکھا ہے:

[[یہ کہ سفیان ثوری اول درجے کے مدلسین میں ہیں اور باقاعدہ محدثین میں انکی تدلیس مقبول ہو گی اگرچہ سماع کی تصریح نہ کریں]] اسی طرح جزء منظوم فی اسماء المدلسین رقم ۲۲ قلمی میں سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا ہے

۳) حافظ گوندلوی (غیر مقلد):

حافظ گوندلوی صاحب نے اپنی کتاب "خیر الکلام ص ۴۷" پر سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا ہے

۴) یحییٰ گوندلوی (غیر مقلد):

یحییٰ گوندلوی صاحب نے اپنی کتاب [خیر البراہین فی الجہر بالتامین ص ۲۵، ۲۶] میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ ثانیہ کا مدلس لکھا ہے

۵) محب اللہ شاہ راشدی (غیر مقلد):

محب اللہ شاہ صاحب نے اپنے مضمون "ایضاح المرام و استیفام الکلام" میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا ہے

دیکھئے الاعتصام جون ۱۹۹۱ء

۶) شیخ حماد بن محمد الانصاری (غیر مقلد):

اپنی کتاب "اتحاف ذوی الرسوخ" میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیتے ہیں

۷) مسفر بن غرم اللہ الدمینی (غیر مقلد):

مسفر بن غرم اللہ الدمینی اپنی کتاب "تدلیس فی الحدیث" ص۲۶۴ پر امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا ہے

لہذا جب محدثین اور غیر مقلدین کے نزدیک بھی امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ طبقہ ثانیہ کے مدلس ہیں اور جمہور محدثین اور غیر مقلدین بھی حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے طبقات سے متفق ہیں اور انکے نزدیک دوسرے طبقہ کی حدیث صحیح ہوتی ہے تو حافظ زبیر علی زئی صاحب کی تقسیم اور تحقیق باطل ٹھہرتی ہے



﴿امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس والی روایات محدثین کی نظر میں﴾

امام بخاری ومسلم کی روایات جوامام سفیان ثوری نے ''عن'' کے ساتھ کی ہیں وہ تو زبیر علی زئی غیر مقلد کو بھی قبول ہیں جیسا کہ ہم نے شروع میں ترجمہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ میں بیان کیا بخاری شریف میں سفیان ثوری سے ''عن'' والی جو روایات ہیں، آیئے دیکھتے ہیں کہ مصنفین صحاح ستہ ودیگر محدثین نے ''عن'' والی ان روایات کو قبول کیا ہے یا نہیں کیونکہ محدثین بڑی مہارت کے ساتھ ان راویوں کے متعلق اپنی رائے لکھ دیتے تھے اور اگر کوئی وجہ ان کے نامقبول ہونے کی ہوتی تو اسکی کی بھی وضاحت کردیتے تھے

۱)امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس:

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب حدیث ''سنن ابوداؤد شریف'' میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تقریباً ۲۳۴ ''عن'' والی روایات درج کی ہیں اور انکو قبول کیا ہے اور کہیں بھی تدلیس کا اعتراض نہیں کیا اور نہ ہی تدلیس کے باعث ان روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔

دیکھئے سنن ابوداؤد مع احکام البانی حدیث نمبر ۵۵، ۶۱، ۷۷، ۹۵، ۹۷، ۱۲۷، ۱۳۰، ۱۵۹،

۱۶۶، ۱۷۴، ۱۷۸، ۲۲۸، ۲۶۰، ۳۲۲، ۳۵۵، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۹، ۵۲۰، ۵۳۶، ۵۳۸، ۴

۵۵، ۶۱۸، ۶۳۰، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۶، ۷۰۰، ۷۴۸، ۷۶۹، ۷۸۸، ۸۳۲، ۸۷۶، ۹۲۹، ۹۳۰،

۹۳۸، ۱۰۰۴، ۱۰۳۸، ۱۰۵۸، ۱۰۸۸، ۱۱۰۱، ۱۱۰۳، ۱۱۱۸، ۱۱۴۸، ۱۱۷۸، ۱۱۸۵، ۱۲۲۹، ۱۲۴۸، ۱۲۶۲، ۱۲۶۵، ۱۲۷۷،

۱۳۶۶، ۱۳۹۲، ۱۵۱۲، ۱۶۸۰، ۱۶۳۹، ۱۶۶۷، ۱۶۹۴، ۱۶۹۹، ۱۷۴۲، ۱۷۵۷، ۱۷۶۴، ۱۸۴۷، ۱۸۷۵، ۱۸۹۶، ۱۹۲۲،

۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۳۱، ۱۹۳۷، ۱۹۴۰، ۱۹۴۲، ۱۹۴۶، ۲۰۰۲، ۲۰۰۴، ۲۰۱۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۶، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۹۷، ۲۱۱۶،

۲۱۱۷، ۲۱۲۰، ۲۱۲۴، ۲۱۵۰، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۸۳، ۲۲۰۸، ۲۲۳۷، ۲۲۵۷، ۲۲۹۰، ۲۲۹۵، ۲۳۱۲، ۲۳۶۶، ۲۳۷۶،

۲۳۸۶، ۲۳۹۹، ۲۴۰۳، ۲۴۵۷، ۲۴۶۴، ۲۴۹۸، ۲۵۳۰، ۲۵۳۱، ۲۵۴۹، ۲۵۶۴، ۲۵۶۶،

۲۵۹۹، ۲۶۱۴، ۲۶۱۵، ۲۶۳۷، ۲۶۵۲، ۲۷۵۰، ۲۷۸۴، ۲۸۷۸، ۲۹۰۴، ۲۹۱۸، ۲۹۲۸،

۲۹۶۱، ۲۹۹۳، ۲۹۹۶، ۳۰۱۲، ۳۰۳۳، ۳۰۴۵، ۳۰۹۸، ۳۱۱۷، ۳۱۳۴، ۳۱۵۷، ۳۱۶۵، ۳۱۶۷، ۳۲۰۰، ۳۲۱۲، ۳۲۱۶، ۳۲۲۰، ۳۳۰۶، ۳۳۲۹، ۳۳۳۸، ۳۳۵۲، ۳۳۵۹، ۳۳۸۶، ۳۳۹۰، ۳۴۰۰، ۳۴۳۷، ۳۴۵۰، ۳۴۶۹، ۳۵۱۱، ۳۵۱۸، ۳۵۳۰، ۳۵۵۹، ۳۵۷۰، ۳۵۸۵، ۳۵۹۱، ۳۶۷۷، ۳۶۹۱، ۳۷۰۱، ۳۷۲۲، ۳۷۴۲، ۳۷۶۵، ۳۷۷۱، ۳۸۵۲، ۳۸۵۵، ۳۸۷۳، ۳۹۱۲، ۳۹۲۱، ۳۹۷۰، ۳۹۸۲، ۳۹۹۷، ۴۰۹۰، ۴۱۱۷، ۴۱۲۱، ۴۱۲۵، ۴۱۴۷، ۴۱۷۶، ۴۱۸۶، ۴۱۹۲، ۴۲۱۰، ۴۲۵۶، ۴۳۶۸، ۴۳۷۹، ۴۴۰۶، ۴۵۵۵، ۴۶۰۷، ۴۶۲۱، ۴۶۲۲، ۴۶۳۱، ۴۶۳۲، ۴۶۵۰، ۴۶۸۰، ۴۶۸۲، ۴۶۹۹، ۴۷۰۱، ۴۷۱۰، ۴۷۱۵، ۴۷۲۳، ۴۷۳۲، ۴۷۴۳، ۴۷۶۶، ۴۷۶۹، ۴۷۷۴، ۴۷۹۲، ۴۷۹۳، ۴۸۰۳، ۴۸۰۶، ۴۸۲۳، ۴۸۳۸، ۴۸۴۱، ۴۸۴۴، ۴۸۵۲، ۴۸۷۴، ۴۸۷۷، ۴۸۹۰، ۴۹۰۳، ۴۹۱۱، ۴۹۱۶، ۴۹۶۱، ۴۹۸۳، ۴۹۸۶، ۵۰۲۹، ۵۰۴۰، ۵۰۴۵، ۵۰۵۰، ۵۰۵۱، ۵۱۰۱، ۵۱۰۷، ۵۱۲۰، ۵۱۳۱، ۵۱۳۳، ۵۱۴۱، ۵۱۵۴، ۵۱۶۹، ۵۱۷۷، ۵۱۸۲۔

معلوم ہوا کہ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات مقبول ہیں اور ان کی تدلیس مضر نہیں اور یہ طبقہ ثانیہ سے ہیں

سنن ابی داؤد میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی احادیث کا عکس

٦١ـ (حسن صحيح) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ عَقِيلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ». [سيأتي برقم (٦١٨)].

٣٦٤ ـ (صحيح) حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَدْ كَانَ يَكُونُ لِإِحْدَانَا الدِّرْعُ، فِيهِ تَحِيضُ، وَفِيهِ تُصِيبُهَا الْجَنَابَةُ، ثُمَّ تَرَى فِيهِ قَطْرَةً مِنْ دَمٍ فَتَقْصَعُهُ بِرِيقِهَا

٧٩ ـ بَابُ الرَّجُلِ يَعْقِدُ الثَّوْبَ فِي قَفَاهُ ثُمَّ يُصَلِّي

٦٣٠ ـ (صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، ثنا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قال: لَقَدْ رَأَيْتُ الرِّجَالَ عَاقِدِي أُزُرِهِمْ فِي أَعْنَاقِهِمْ مِنْ ضِيقِ الْأُزُرِ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ كَأَمْثَالِ الصِّبْيَانِ، فقال قَائِلٌ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُؤُوسَكُنَّ حَتَّى يَرْفَعَ الرِّجَالُ. [ق].

٦٣ ـ باب موضع الوقوف بعرفة

١٩١٩ ـ (صحيح) حدثنا [ابن نُفيل][1]، نا سفيان، عن عمرو ـ يعني ابن دينار ـ عن عمرو بن عبد الله بن صفوان، عن يزيد بن شيبان، قال: أتانا ابنُ مِرْبَع الأنصاري ونحن بعرفة ـ في مكانٍ يُباعده عمرو عن الإمام ـ، فقال: أما[2] إني رسولُ رسولِ الله ﷺ إليكم، يقول لكم: «قفوا على مشاعركم فإنكم على إرثٍ من إرث أبيكم إبراهيم».

٥٠ ـ بابٌ في تعظيم الزنا

٢٣١٠ ـ (صحيح) حدثنا محمد بن كثير، أنا سفيان، عن منصور، عن أبي وائل، عن عمرو بن شرحبيل، عن عبد الله، قال: قلت: يا رسول الله، أيُّ الذنب أعظم؟ قال: «أن تجعل لله ندّاً وهو خلقك» قال: فقلت[1]: ثم أيٌّ؟ قال: «أن تقتل ولدك خشية[2] أن يأكل معك» قال: [قلت]: ثم أيٌّ؟ قال: «أن تُزانيَ حليلةَ جارك» قال: [وأنزل][3] تصديقَ قول النبي ﷺ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ﴾ الآية.

٢٤٠١ ـ (صحيح) حدثنا محمد بن كثير، نا سفيان، عن أبي حَصين، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس قال: إذا مرض الرجل في رمضان ثم مات [ولم يَصُمْ][2] أُطعِم عنه ولم يكن عليه قضاء، [وإن نَذَر][3] قضى عنه وليُّه.

١١ ـ باب ما يُقطع فيه السارق

٤٣٨٣ ـ (صحيح) حدثنا أحمد بن محمد بن حنبل، نا سفيان، عن الزهري ـ قال: سمعته منه ـ، عن عمرة، عن عائشة [رضي الله عنها]، أن النبي ﷺ كان يقطع في ربع دينار فصاعداً. [«الإرواء» (٢٤٠٢): م].

۲) امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات لی ہیں اور انھوں نے بھی کسی روایت کو تدلیس کی وجہ سے ضعیف نہیں قرار دیا بلکہ اُن کی روایات ان کے نزدیک صحیح اور قابل احتجاج ہیں امام نسائی نے سنن نسائی میں تقریباً ۱۷۷ ''عن'' والی روایات درج فرمائی ہیں ملاحظہ فرمایئے سنن نسائی مع احکام البانی کی درج ذیل احادیث:

نمبر: ۳۷، ۴۹، ۶۹، ۷۰، ۷۷، ۸۷، ۱۱۱، ۱۱۴، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۳۴، ۱۴۱، ۱۵۵، ۱۷۱، ۱۸۹، ۲۰۰، ۲۲۴، ۲۳۷، ۲۴۳، ۲۵۱، ۲۵۳، ۲۶۴، ۲۷۷، ۲۸۴، ۲۹۲، ۲۹۴، ۳۰۰، ۳۱۸، ۳۲۴، ۳۲۷، ۳۴۳، ۳۵۰، ۳۶۳، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۹۰، ۳۹۸، ۴۰۲، ۴۷۳، ۴۹۲، ۵۲۴، ۵۳۹، ۵۹۸، ۶۱۲، ۶۱۸، ۶۴۱، ۶۵۰، ۶۵۴، ۶۵۷، ۶۵۸، ۷۳۴، ۷۵۶، ۷۷۴، ۷۷۷، ۷۸۰، ۷۹۷، ۸۷۷، ۹۰۰، ۹۰۲، ۹۴۱، ۹۵۵، ۹۷۱، ۹۷۲، ۱۰۳۴، ۱۰۴۳، ۱۰۵۳، ۱۰۶۶، ۱۱۳۰، ۱۱۴۱، ۱۱۶۷، ۱۱۷۰، ۱۲۲۸، ۱۲۶۶، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۴، ۱۲۸۵، ۱۲۹۰، ۱۳۳۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۹، ۱۴۵۹، ۱۴۶۶، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۵۰۶، ۱۵۱۲، ۱۵۱۶، ۱۵۳۲، ۱۵۳۴، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۴، ۱۵۵۳، ۱۵۵۹، ۱۵۷۲، ۱۵۷۷، ۱۵۹۷، ۱۶۳۰، ۱۶۳۲، ۱۶۵۶، ۱۶۷۰، ۱۶۸۷، ۱۶۹۲، ۱۷۱۵، ۱۷۲۸، ۱۷۶۲، ۱۷۹۹، ۱۸۵۱، ۱۸۵۳، ۱۸۷۳، ۱۹۵۷، ۱۹۵۹، ۲۰۱۸، ۲۰۲۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۸، ۲۰۵۶، ۲۱۱۹، ۲۱۲۴، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۳۹، ۱۲۵۲، ۲۱۶۲، ۲۱۷۷، ۲۱۹۱، ۲۱۹۳، ۲۲۵۱، ۲۲۶۳، ۲۲۸۶، ۲۳۰۴، ۲۳۳۶، ۲۳۳۷، ۲۳۷۴، ۲۳۷۵، ۲۳۷۶، ۲۳۹۷، [illegible]، ۲۴۷۹، ۲۴۸۹، ۲۴۹۵، ۲۴۹۷، ۲۵۱۹، ۲۵۲۴، ۲۵۳۲، ۲۵۵۴، ۲۵۷۲، ۲۶۰۶، ۲۶۱۲، ۲۶۵۶، ۲۶۵۷، ۲۶۵۹، ۲۶۶۰، ۲۷۱۴، ۲۷۵۰، ۲۷۵۳، ۲۸۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۲۱، ۲۸۷۷، ۲۹۳۷، ۲۹۴۹، ۲۹۵۲، ۲۹۸۹، ۳۰۱۰، ۳۰۲۰، ۳۰۲۹، ۳۰۳۴، ۳۰۳۸، ۳۰۴۳، ۳۰۵۷، ۳۰۶۶

سنن نسائی میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی "عن" والی روایات کا عکس

٣٣ ـ السَّلَامُ عَلَى مَنْ يَبُولُ

٣٧ ـ (حسن صحيح) أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ وَقَبِيصَةُ، قَالَا: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ. [«ابن ماجه» (٣٥٣)]

و(٤١٩٤)، ق]

٦٩٦ ـ (صحيح) أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ قَوَائِمَ مِنْبَرِي هَذَا رَوَاتِبُ فِي الْجَنَّةِ». [«الصحيحة» (٢٠٥٠)]

٢٨٦٤ ـ (صحيح) أخبرنا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عن سفيان عن إسماعيل بن أمية عن مزاحم عن عبد العزيز بن عبد الله بن خالد بن أسيد عن مُحَرِّشٍ الكعبي، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خرج من الجعرانة ليلاً ـ كأنه سبيكة فضة ـ فاعتمر، ثم أصبح بها كبائت. [«صحيح أبي داود» (١٧٤٢)]

---

٣ ـ بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ

٣٦٢٦ ـ (صحيح) أخبرني عمرو بن عثمان بن سعيد قال: حدثنا سفيان عن الزهري عن عامر بن سعد عن أبيه، قال: مرضت مرضاً أشفيت منه، فأتاني رسول الله ﷺ يعودني، فقلت: يا رسول الله! إن لي مالاً كثيراً، وليس يرثني إلا ابنتي، أفأتصدق بثلثي مالي؟ قال: «لا». قلت: فالشطر؟ قال: «لا». قلت: فالثلث؟ قال: «الثلث، والثلث كثير، إنك أن تترك ورثتك أغنياء، خير لهم من أن تتركهم عالة، يتكففون الناس». [«ابن ماجه» (٢٧٠٨) ق]

٤٣٣٣ ـ (صحيح الإسناد) أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا نَأْكُلُ لُحُومَ الْخَيْلِ، قُلْتُ: الْبِغَالَ؟ قَالَ: لَا.

٥٢٣٣ ـ (صحيح) أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ، أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ! وَلَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ. [ق، انظر ما قبله]

---

٢ ـ الِاسْتِعَاذَةُ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ

٥٤٤٢ ـ (صحيح) أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، قَالَ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْهُذَيْلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ. [«الترمذي» (٣٤٢٩)، م، زيد بن أرقم].

۳) امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات ۲۰۰ سے زیادہ مرتبہ لی ہیں مگر کہیں بھی ان پر تدلیس کا الزام لگا کر روایت کو ضعیف نہیں فرمایا ملاحظہ فرمایئے جامع ترمذی درج ذیل احادیث:

۳، ۳۸، ۴۲، ۴۴، ۶۰، ۶۱، ۶۳، ۹۰، ۹۹، ۱۰۹، ۱۱۹، ۱۲۴، ۱۳۲، ۱۴۰، ۱۵۲، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۹۷،

۲۰۴، ۲۰۵، ۲۱۲، ۲۲۱، ۲۲۹، ۲۴۸، ۲۵۷، ۲۸۱، ۲۸۹، ۲۹۵، ۳۰۶، ۳۱۷، ۳۴۰، ۳۴۱،

۳۵۱، ۳۶۴، ۴۱۵، ۴۱۷، ۴۲۴، ۴۲۹، ۴۴۴، ۴۵۴، ۴۹۶، ۵۳۳، ۵۵۹، ۵۶۲،

۵۷۱، ۶۰۵، ۶۰۹، ۶۱۷، ۶۲۳، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۵۱، ۶۵۸، ۶۶۷، ۶۷۳، ۶۸۱، ۶۹۱ (م)

۶۹۵، ۶۹۹، ۷۲۳، ۷۲۵، ۷۳۴، ۷۳۶، ۷۴۶،

۷۷۰، ۷۹۵، ۷۹۷، ۸۱۵، ۸۳۲، ۸۵۶، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۷۰، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷،

۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۹۰۷، ۹۰۹، ۹۲۰، ۹۲۲، ۹۲۹، ۹۳۳، ۹۶۴، ۹۸۵، ۹۸۹، ۱۰۲۷، ۱۰۴۹،

۱۰۵۴، ۱۰۸۱، ۱۰۹۳، ۱۱۰۲، ۱۱۰۸، ۱۱۲۰، ۱۱۲۲، ۱۱۳۲، ۱۱۳۵ (م)، ۱۱۴۵، ۱۱۴۵ (م) ۱۱۴۰،

۱۱۷۶، ۱۱۷۹، ۱۱۷۹، (م)، ۱۲۰۹، ۱۲۰۹ (م)، ۱۲۱۲، ۱۲۳۶، ۱۲۴۰، ۱۲۵۶، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴،

۱۳۰۵، ۱۳۰۸، ۱۳۱۰، ۱۳۱۶، ۱۳۲۶، ۱۳۴۵، ۱۳۵۷، ۱۳۵۹، ۱۳۶۵ (م)، ۱۳۷۴، ۱۴۰۸،

۱۴۲۰، ۱۴۲۰ (م)، ۱۴۴۴، ۴۴۵۵، ۱۴۷۵، ۱۴۸۲، ۱۴۹۱، ۱۵۰۳، ۱۵۱۰، ۱۵۱۴، ۱۵۴۴،

۱۵۶۱، ۱۵۶۷، ۱۵۸۴، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۶۰۶، ۱۶۱۴، ۱۶۱۷، ۱۶۲۳، ۱۶۴۷، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱،

۱۶۸۲، ۱۶۹۹، ۱۷۱۱، ۱۷۱۳، ۱۷۱۵، ۱۷۲۴، ۱۷۲۶، ۱۷۷۸، ۱۷۸۴، ۱۸۰۵، ۱۸۱۴، ۱۸۲۰،

معلوم ہوا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس مضر نہیں بلکہ مقبول ہے اور وہ طبقہ ثانیہ میں سے ہیں

جامع ترمذی میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی "عن" والی روایات کا عکس

(٣٠) باب في تخليل الأصابع

٣٨ ـ (صحيح) حدثنا قتيبة وهناد، قالا: حدثنا وكيع، عن سفيان، عن أبي هاشم، عن عاصم بن لقيط ابن صبرة، عن أبيه، قال: قال النبي ﷺ: «إذا توضأت فخلل الأصابع». وفي الباب عن ابن عباس، والمستورد، وهو ابن شداد الفهري، وأبي أيوب الأنصاري. هذا حديث حسن صحيح. والعمل على هذا عند أهل العلم؛ أنه يخلل أصابع رجليه في الوضوء. وبه يقول أحمد، وإسحاق. وقال إسحاق: يخلل أصابع يديه ورجليه في الوضوء. وأبو هاشم اسمه: إسماعيل بن كثير المكي. [«ابن ماجه» (٤٤٨)].

٤١٥ ـ (صحيح) حدثنا محمود بن غيلان، قال: حدثنا مؤمل ـ هو ابن إسماعيل ـ، قال: حدثنا سفيان الثوري، عن أبي إسحاق، عن المسيب بن رافع، عن عنبسة بن أبي سفيان، عن أم حبيبة، قالت: قال رسول الله ﷺ: «من صلى في يوم وليلة ثنتي عشرة ركعة بني له بيت في الجنة: أربعاً قبل الظهر، وركعتين بعدها، وركعتين بعد المغرب، وركعتين بعد العشاء، وركعتين قبل صلاة الفجر صلاة الغداة». وحديث عنبسة عن أم حبيبة في هذا الباب حديث حسن صحيح. وقد روي عن عنبسة من غير وجه. [«ابن ماجه» (١١٤١)].

(٦٣) باب

٩٢٩ ـ (صحيح) حدثنا محمد بن عبدالأعلى، قال: حدثنا عبدالرزاق، عن سفيان الثوري، عن عبدالله ابن عطاء، (ح) وحدثنا علي بن حجر، قال: حدثنا علي بن مسهر، عن عبدالله بن عطاء، عن عبدالله بن بريدة، عن أبيه، قال: جاءت امرأة إلى النبي ﷺ، فقالت: إن أمي ماتت ولم تحج أفأحج عنها؟ قال: «نعم حجي عنها». وهذا حديث حسن صحيح. [«صحيح أبي داود» (٢٥٦١)، م]

١٤٢٠ ـ (صحيح) حدثنا هارون بن إسحاق الهمداني، قال: حدثنا محمد بن عبدالوهاب الكوفي شيخ ثقة، عن سفيان الثوري، عن عبدالله بن الحسن بن علي بن أبي طالب، قال: حدثني إبراهيم بن محمد بن طلحة، قال سفيان وأثنى عليه خيراً، قال: سمعت عبدالله بن عمرو يقول: قال رسول الله ﷺ: «من أريد ماله بغير حق فقاتل فقتل فهو شهيد». هذا حديث حسن صحيح. [انظر ما قبله]

(٥٢) باب

١٩٨٣ ـ (صحيح) حَدَّثَنَا محمودُ بن غَيْلانَ، قال: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قال: حَدَّثَنَا سُفيانُ، عن زُبَيْدِ بن الحارِثِ، عن أبي وَائِلٍ، عن عَبدِاللهِ بن مَسْعُودٍ، قال: قال رَسولُ اللهِ ﷺ «سِبَابُ المُسْلِمِ فُسُوقٌ، وقِتالُهُ كُفْرٌ». قال زُبَيْدٌ: قُلْتُ لأبي وَائِلٍ: آأَنْتَ سَمِعتَهُ من عَبدِاللهِ؟ قال نَعَمْ. هذا حديثٌ حَسَنٌ صحيحٌ. [«ابن ماجه» (٦٩): ق].

(٥١) باب

٢٥٠٧ ـ (صحيح) حَدَّثَنَا محمدُ بن بَشَّارٍ، قال: حَدَّثَنَا يحيى بن سَعيدٍ وَعَبدُالرحمنِ بن مَهْدِيٍّ، قالا: حَدَّثَنَا سُفيانُ، عن عَلِيِّ بن الأَقْمَرِ، عن أبي حُذَيْفَةَ وَكانَ من أَصْحابِ ابن مَسْعُودٍ، عن عَائشةَ، قالت: حَكَيْتُ لِلنبيِّ ﷺ رَجُلاً فقال: «مَا يَسُرُّني أنِّي حَكَيْتُ رَجُلاً وَأنَّ لي كذا وَكذا»، قالت: فَقُلتُ: يَا رَسولَ اللهِ إنَّ صَفِيَّةَ امْرَأَةٌ، وقالت بِيدِها هكذا كأنَّها تَعني قَصِيرةً، فقال: «لقد مَزَجْتِ بِكَلِمةٍ لو مَزَجْتِ بِها مَاءَ الْبَحرِ لَمُزِجَ».
[«المشكاة» (١٨٥٣ و ٤٨٥٧) / التحقيق الثاني، «غاية المرام» (٤٢٧)]

٢٩٧٥ ـ (صحيح) حَدَّثَنَا ابنُ أبي عُمَرَ، قال: حَدَّثَنَا سُفيانُ بن عُيَيْنَةَ، عن سُفْيانَ الثَّوْرِيِّ، عن بُكَيْرِ بن عَطَاءٍ، عن عبدِالرحمنِ بن يَعْمَرَ، قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ: «الحَجُّ عَرَفاتٌ، الحَجُّ عَرَفاتٌ، الحَجُّ عَرَفاتٌ. أيّامُ مِنَى ثَلاثٌ ﴿فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلا إِثْمَ عَلَيْهِ﴾ [البقرة: ٢٠٣]، ومن أدرَكَ عَرَفةَ قَبْلَ أن يطلُعَ الفَجْرُ فَقَدْ أدرَكَ الحَجَّ». قال ابنُ أبي عُمرَ: قال سُفيانُ بنُ عُيَيْنَةَ: وهذا أجْوَدُ حديثٍ رَوَاهُ الثَّوريُّ. هذا حديثٌ حَسَنٌ صَحيحٌ. ورَوَاهُ شُعْبَةُ عن بُكَيْرِ بنِ عَطَاءٍ، ولا نَعرِفُهُ إلا من حَديثِ بُكَيْرِ بنِ عَطَاءٍ. [ومضى برقم (٨٨٩)]

(١٠٣) بَابٌ فِي دُعَاءِ النبيِّ ﷺ

٣٥٥١ ـ (صحيح) حَدَّثَنَا محمودُ بن غَيْلانَ، قال: حَدَّثَنَا أبو داودَ الحَفَرِيُّ، عن سُفيانَ الثَّوْرِيِّ، عن عَمْرِو بن مُرَّةَ، عن عَبدِاللهِ بن الحارِثِ، عن طُلَيْقِ بن قَيْسٍ، عن ابن عبَّاسٍ، قال: كَانَ النبيُّ ﷺ يَدْعُو يقولُ: «رَبِّ أعِنِّي وَلا تُعِنْ عليَّ، وَانْصُرني وَلا تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْ لي وَلا تَمْكُرْ عليَّ، وَاهْدِني وَيَسِّرِ الهُدَى لي، وَانْصُرْني على من بَغَى عَلَيَّ، رَبِّ اجْعَلْني لَكَ شَكّاراً، لَكَ ذَكّاراً، لَكَ رَهّاباً، لَكَ مِطْواعاً، لَكَ مُخْبِتاً، إلَيْكَ أوّاهاً مُنِيباً، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتي، وَاغْسِلْ حَوْبَتي، وَأجِبْ دَعْوَتي، وَثَبِّتْ حُجَّتي، وَسَدِّدْ لِساني، واهْدِ قَلْبي،

۴) امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

ابن ماجہ نے رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی کتاب سنن ابن ماجہ میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات کو درج فرمایا ہے اور پوری کتاب میں کہیں بھی ان کی تدلیس کی وجہ سے انکی روایات کو ضعیف نہیں قرار دیا ہے ملاحظہ فرمایئے درج ذیل احادیث:

حدیث نمبر:

۴۱، ۵۷، ۸۳، ۹۰، ۹۷، ۱۲۲، ۱۳۵، ۱۳۷، ۱۳۴، ۱۴۶، ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۶۰، ۱۶۲، ۱۹۱، ۲۱۱، ۲۱۲،
۲۴۶، ۲۴۹، ۲۷۵، ۲۷۷، ۲۸۶، ۳۱۶، ۳۴۲، (م)۳۵۳، ۳۷۱، ۳۸۴، ۵۸۳، ۵۸۸،
۶۰۲، ۶۲۸، ۶۳۳، ۶۵۴، ۶۶۲، ۶۶۷، ۷۲۵، ۷۴۵، ۸۲۱، ۸۹۹(م)۹۴۵، ۱۰۰۱، ۱۰۰۵،
۱۰۲۱، ۱۰۴۵، ۱۰۷۰، ۱۰۷۸، ۱۱۰۶، ۱۱۴۹، ۱۱۶۱، ۱۱۸۲، ۱۱۹۷، ۱۲۰۸، ۱۲۲۴، ۱۲۶۴، ۱۲۶۶،
۱۳۷۶، ۱۳۹۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۵۳۶، ۱۵۴۸، ۱۵۷۴، ۱۵۸۴، ۱۶۲۲، ۱۶۳۲، ۱۶۶۱،
۱۶۷۲، ۱۷۰۶، ۱۷۲۰، ۱۷۴۱، ۱۷۵۹، ۱۷۹۰، ۱۸۲۸، ۱۸۴۰، ۱۸۶۹، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹،
۱۸۹۱، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۲۲، ۱۹۴۵، ۱۹۸۹، ۱۹۹۵، ۲۰۱۳، ۲۰۱۷، ۲۰۲۰، ۲۰۲۳، ۲۰۲۶،
۲۰۳۵، ۲۰۷۷، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۴۳، ۲۲۲۰، ۲۲۴۸، ۲۲۸۷، ۲۲۸۸، ۲۳۳۲(م)۲۳۳۹،
۲۳۴۸، ۲۳۹۴، ۲۴۱۶، ۲۴۳۵، ۲۴۴۷، ۲۴۶۰، ۲۴۶۴، ۲۵۰۶، ۲۵۲۵، ۲۵۴۱، ۲۵۹۳،
۲۶۶۷، ۲۷۱۵، ۲۷۲۱، ۲۷۲۷، ۲۷۳۳، ۲۷۳۷، ۲۷۴۷، ۲۷۹۰، ۲۸۰۹، ۲۸۱۵، ۲۸۲۸،
۲۸۳۰، ۲۸۳۵، ۲۸۴۲، ۲۸۵۱، ۲۸۵۲، ۲۸۵۸، ۲۸۸۹، ۲۸۹۴، ۲۹۰۴، ۲۹۱۳، ۲۹۲۳،
۲۹۵۴، ۲۹۹۱، ۳۰۱۰، ۳۰۱۵، ۳۰۱۸، ۳۰۱۹، ۳۰۲۳، ۳۰۲۵، ۳۰۲۷، ۳۰۴۱، ۳۰۵۹،
۳۰۷۶

سنن ابن ماجہ میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی "عن" والی روایات کا عکس

٤١ ـ (صحيح) حدثنا أبو بكر بنُ أبي شيبةَ، قالَ: حدثنا وكيعٌ، عن سُفيانَ، عن حبيب بنِ أبي ثابتٍ، عن ميمونِ بنِ أبي شبيبٍ، عن المغيرةِ بن شعبةَ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «من حدّثَ عنّي بحديثٍ وهو يرى أنّه كذبٌ فهوَ أحدُ الكاذبِينَ». [م].

٩ ـ باب في الإيمان

٥٧ ـ (صحيح) حدثنا عليُّ بنُ محمدٍ الطّنافِسيُّ، قالَ: حدثنا وكيعٌ، قالَ: حدثنا سُفيانُ، عن سُهيلِ بنِ أبي صالحٍ، عن عبدِ اللهِ بنِ دينارٍ، عن أبي صالحٍ، عن أبي هريرةَ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «الإيمانُ بضعٌ(٣) وستونَ ـ أو سبعونَ ـ بابًا؛ فأدناها(٤) إماطةُ الأذى(٥) عن الطريقِ، وأرفعها قولُ: لا إله إلا اللهُ، والحياءُ(٦) شعبةٌ من الإيمانِ». [«الصحيحة» (١٧٦٩)، ق، خ بلفظ: «وستون» م بلفظ: «وسبعون» وهو الأرجح، «تخريج الإيمان لابن أبي شيبة» (٢١/ ٦٧)].

٨٣ ـ (صحيح) حدثنا أبو بكرِ بنُ أبي شيبةَ، وعليُّ بنُ محمدٍ، قالا: حدثنا وكيعٌ، قالَ: حدثنا سُفيانُ الثوريُّ، عن زيادِ بنِ إسماعيلَ المخزوميِّ، عن محمدِ بنِ عبّادِ بنِ جعفرٍ، عن أبي هريرةَ ـ رضي الله عنه ـ قالَ: جاءَ مشركو قريشٍ يخاصمونَ النبيَّ ﷺ في القدرِ(٧)، فنزلتْ هذهِ الآيةُ: ﴿يومَ يُسحَبونَ في النارِ على وجوههم ذوقوا مسَّ سقرَ. إنّا كلَّ شيءٍ خلقناهُ بقدرٍ﴾[القمر: ٤٨-٤٩]. [«الظلال» (٣٤٩) م].

٩٧ ـ (صحيح) حدثنا عليُّ بنُ محمدٍ، قالَ: حدثنا وكيعٌ. (ح) وحدثنا محمدُ بنُ بشارٍ، قالَ: حدثنا مؤمّلٌ. قالا: حدثنا سُفيانُ، عن عبدِ الملكِ بنِ عُميرٍ، عن مولى لربعيِّ بنِ حِراشٍ، عن ربعيِّ بنِ حِراشٍ، عن حذيفةَ بنِ اليمانِ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «إنّي لا أدري ما قدرُ بقائي فيكُم، فاقتدوا باللذَينِ من بعدي» وأشارَ إلى أبي بكرٍ وعمرَ ـ رضي الله عنهما ـ. [«المشكاة» (٦٠٥٢)، «الصحيحة» (١٢٣٣)].

۱۲۲ ـ (صحيح) حدثنا عليُّ بنُ مُحمَّدٍ، قال: حدَّثنا وكيعٌ، قال: حدَّثنا سُفيانُ، عن مُحمَّدِ بنِ المُنكَدِرِ، عن جابرٍ قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ ـ يومَ قُرَيظةَ ـ: «مَنْ يأتينا بخبرِ القومِ؟»، فقال الزبيرُ: أنا، ثلاثاً. فقال: «مَنْ يأتينا بخبرِ القومِ؟». فقال الزبير: أنا، ثلاثاً. فقال النبيُّ ﷺ: «لكلِّ نبيٍّ حَواريٌّ، وإنَّ حواريَّ[1] الزبيرُ».
[«الروض» (٦٩٧)، «تخريج المختارة» (٤٣٣): ق].

٥٥٣ ـ (صحيح) حدثنا عليُّ بنُ محمدٍ، قالَ: حدثنا وكيعٌ، قالَ: حدثنا سفيانُ، عن أبيهِ، عن إبراهيمَ التيميِّ، عن عمرِو بنِ ميمونٍ، عن خزيمةَ بنِ ثابتٍ، قالَ: جعلَ رسولُ اللهِ ﷺ للمسافرِ ثلاثًا، ولو مضى السائلُ على مسألتِهِ لجعلها خمسًا. [«صحيح أبي داود» (١٤٥)].

١٥٣ ـ باب ما جاءَ في صلاةِ الاستسقاء

١٢٦٦ ـ (حسن) حدثنا عليُّ بنُ محمدٍ، ومحمدُ بنُ إسماعيلَ، قالا: حدثنا وكيعٌ، عن سُفيانَ، عن هشامِ بنِ إسحاقَ بنِ عبدِاللهِ بنِ كنانةَ، عن أبيهِ قالَ: أرسلني أميرٌ من الأمراءِ إلى ابنِ عباسٍ أسألُهُ عن الصلاةِ في الاستسقاءِ فقالَ ابنُ عباسٍ: ما منعه أن يسألني!؟ قالَ: خرجَ رسولُ اللهِ ﷺ متواضعًا متبذِّلاً متخشِّعًا

(١) «خشاش الأرض» أي: هوامُّها وحشراتها.

٢٢٥

٢٧٢١ ـ (صحيح) حدثنا عليُّ بنُ محمدٍ، قالَ: حدثنا وكيعٌ، قالَ: حدثنا سُفيانُ، عن أبي قيسٍ الأوديِّ، عن الهزيلِ بنِ شُرَحبيلَ قالَ: جاءَ رجُلٌ إلى أبي موسى الأشعريِّ وسلمانَ بنِ ربيعةَ الباهليِّ، فسألهُما عن ابنةٍ، وابنةِ ابنٍ، وأختٍ لأبٍ وأمٍّ؟. فقالا: للابنةِ النِّصفُ، وما بقي فللأختِ، وائتِ ابنَ مسعودٍ فسيتابعُنا. فأتى الرَّجُلُ ابنَ مسعودٍ فسألَهُ، وأخبرهُ بما قالا. فقالَ عبدُالله: قد ضللتُ إذاً وما أنا من المهتدينَ ولكني سأقضي بما قضى به رسولُ اللهِ ﷺ: للابنةِ النِّصفُ، ولابنةِ الابنِ السُّدُسُ تكملةَ الثُّلثين، وما بقيَ فللأختِ
[«الإرواء» (١٦٨٣)، «الروض النضير» (٦٣٤)، «صحيح أبي داود» (٢٥٧٢): خ]

٢٣ - باب عرض الطعام

٣٢٩٨ - (حسن) حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، وعليّ بن محمد، قالا: حدثنا وكيع، عن سفيان، عن ابن أبي حسين، عن شهر بن حوشب، عن أسماء بنت يزيد؛ قالت: أُتِيَ النبيُّ ﷺ بطعام فعُرِضَ علينا، فقلنا: لا نشتهيه، فقال: «لا تجمعْنَ جوعاً وكذباً». [«آداب الزفاف» (ص ٩٢/ الطبعة الجديدة)، «المشكاة» (٣٢٥٦)، «الروض النضير» (١٥٢)]

٤٠٤١ - (صحيح) حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، قال: حدثنا وكيع، عن سفيان، عن فرات القزاز، عن أبي الطفيل، عن حذيفة بن أسيد؛ قال: اطّلع علينا النبيُّ ﷺ من غرفة، ونحن نتذاكر الساعة، فقال: «لا تقوم الساعة حتى تكون عشر آيات: الدجال، والدخان، وطلوع الشمس من مغربها». [م، ويأتي بتمامه رقم (٤٠٥٥)].

٤٢٠٧ - (صحيح) حدثنا هارون بن إسحاق، قال: حدثني محمد بن عبد الوهاب، عن سفيان، عن سلمة بن كهيل، عن جندب قال: قال رسول الله ﷺ: «من يُراءِ يُراءِ اللهُ به، ومن يُسمِّعْ يُسمِّعِ اللهُ به». [«صحيح الترغيب» (٢٤). ق].

۵) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی "عن" والی روایات:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں تقریباً ۱۵۰۰ سے زیادہ روایات نقل فرمائی ہیں مگر کسی مقام پر بھی ان کی تدلیس کو وجہ ضعف نہیں بتایا معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک ان کی تدلیس مضر نہیں بلکہ وہ قابل حجت ہیں اور ان کی عن والی روایات ان کے ہاں مقبول ہیں چند یہاں درج کی جاتی ہیں

حدیث نمبر:

۶۶، ۸۲، ۱۸۹، ۱۹۰، ۲۰۰، ۲۱۵، ۲۱۹، ۲۳۴، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۶۰، ۲۹۳، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۹۵، ۳۲۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۸۲، ۳۸۵، ۳۹۰، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۸، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۹۱، ۵۰۰، ۵۶۲، ۶۲۸، ۶۳۴، ۶۵۰، ۶۵۲، ۶۹۷، ۶۹۹، ۷۳۲، ۷۳۴، ۷۳۶، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۱، ۷۴۳، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۵، ۷۶۸، ۷۷۱، ۷۷۹، ۷۸۱، ۸۴۴، ۸۴۵، ۹۲۱، ۹۲۳، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۳۳، ۹۴۵، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۹۰، ۱۰۰۶، ۱۰۱۲، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۷، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۴۰، ۱۰۵۸، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۹، ۱۰۷۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۶، ۱۰۸۸، ۱۰۹۱، ۱۰۹۳، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۱۰۱، ۱۱۰۴، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۱۲، ۱۱۶۲، ۱۱۳۷، ۱۲۰۰، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۸، ۱۲۲۶، ۱۲۳۱، ۱۲۳۳، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۵۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۳۲۶، ۱۳۴۵، ۱۳۴۸، ۱۳۵۱، ۱۳۵۴، ۱۳۹۳، ۱۴۸۰

مسند احمد میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی روایات کا عکس

٦٦ ـ حدثنا عبد الرزاق، أخبرنا سفيان، عن عمرو بن مرة، عن أبي عبيدة ـ عن أبي بكر ـ قال:

قام أبو بكر بعد وفاة رسول الله ﷺ بعام، فقال: قام فينا رسول الله ﷺ عام أول، فقال: «إن ابن آدم لم يُعطَ شيئاً أفضلَ من العافية، فاسألوا الله العافية، وعليكم بالصدق والبر فإنهما في الجنة، وإياكم والكذب والفجور فإنهما في النار»[٢].

مسند عمر بن الخطاب[١]
رضي الله عنه

٨٢ ـ حدثنا عبد الرحمن بن مهدي، عن سفيان، عن أبي إسحاق، عن حارثة، قال:

جاء ناسٌ من أهل الشام إلى عمر، فقالوا: إنا قد أصبنا أموالاً وخيلاً

٢١٥ ـ حدثنا أبو أحمد الزبيري، حدثنا سفيان، عن أبي الزبير، عن جابر عن عمر قال: لئن عشتُ إن شاء الله، لأخرجنَّ اليهودَ والنصارى من جزيرة العرب[٢].

٣٨٢ ـ حدثنا وكيع، حدثنا سفيان، عن إبراهيم بن عبد الأعلى، عن سويد بن غفلة:

أن عمر قبّله والتزمه، ثم قال: رأيتُ أبا القاسم ﷺ بك حفيًّا ـ يعني الحجرَ ـ[١].

٢٠٩٢ ـ حدثنا وكيع، حدثنا سفيان، عن أبي جَهْضَم، عن عبد الله بن عبيد الله بن عباس

عن ابنِ عباس، قال: نهى رسولُ الله ﷺ أن نُنْزِيَ حِماراً على فَرَس[٢].

٢٨٠٤ ـ حدثنا الأشجعيُّ، حدثنا أبي، عن سفيان، عن سَلَمة بن كُهيل، عن الحسن العُرَني

عن ابن عباس، قال: جئتُ أنا وغلامٌ من بني عبد المطلب على حمارٍ، والنبيُّ ﷺ في الصلاة، قال: فأرخَيْناه بيْنَ أيدينا يَرْعَى، فلم يَقْطَعْ. قال: وجاءَتْ جاريتانِ من بني عبد المطلب تَسْتَبِقانِ، ففرَعَ النبيُّ ﷺ بيْنَهما، فلم يَقْطَعْ، وسَقَطَ جَدْيٌ، فلم يَقْطَعْ[١]

● ١٣٥١ ـ حدثنا عبد الله، حدثني زُهير أبو خَيثمة، حدثنا عبدالرحمن، عن سفيان، عن أبي إسحاق، عن أبي حَيَّة

عن عليّ: أن النبيَّ ﷺ توضأ ثلاثاً ثلاثاً[٣].

۶) امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''سنن دار قطنی'' میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات تقریباً ۲۵۰ سے زیادہ مرتبہ لی ہیں اور تدلیس کا الزام لگا کر سفیان ثوری کی کسی ایک روایت کو ضعیف نہیں کہا لہذا ان کے نزدیک ان کا عنعنہ قبول ہے اور انکی عن والی روایات ان کے نزدیک بالکل صحیح ہیں ملاحظہ فرمایئے درج ذیل احادیث

حدیث نمبر:

۸۱، ۴۰، ۴۱، ۷۶، ۱۴۶، ۲۶۷، ۲۸۴، ۲۸۸، ۲۸۹، ۹۴۲، ۹۴۶، ۹۵۰، ۹۵۲، ۹۶۵، ۱۰۱۴، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۱۰۰، ۱۱۲۶، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۳۱۹، ۱۳۲۸، ۱۳۵۹، ۱۴۱۱، ۱۴۱۸، ۱۴۲۱، ۱۴۲۴، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۸۵، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۵۱، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۶۱۲

سنن دارقطنی میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی "عن" والی روایات کا عکس

۱۸۔ حدثنا أحمد بن كامل ، قال : حدثنا أحمد بن سعيد بن شاهين ، قال : حدثنا محمد بن سعد ، قال : حدثنا الواقدي ، قال : حدثنا سفيان الثوري ، عن محمد بن إسحاق ، بهذا الإسناد نحوه .

١٤٦- حدثنا الحسين بن إسماعيل ، قال : حدثنا يعقوب الدَّوْرقي (ح) وحدثنا علي بن عبد الله بن مُبَشِّر ، قال : حدثنا أحمد بن سنان ، حدثنا عبد الرحمن بن مهدي ، عن سفيان ، عن منصور والأعمش ، عن إبراهيم ، عن عبد الرحمن بن يزيد

عن سلمان ، قال : قال المشركون : إنَّا نَرى صاحِبَكم قد علَّمكم كل شيء ، حتَّى الخِراءَة قال : أجل ، إنه ليَنهانا أن يَسْتَنْجي أحدُنا بيمينه ، أو يستقبلَ القبلة ، وينهانا عن الرَّوْثِ والعظام ، وقال : «لا يستنجي أحدُكم بدون ثلاثة أحجار» .

إسناده صحيح .

٢٨٥- حدثنا إبراهيم بن حمَّاد ، حدثنا العباس بن يزيد ، حدثنا وكيع ، حدثنا سُفيان ، عن أبي النَّضْر ، عن أبي أنس :

أن عُثمان توضَّأ بالمقاعد ، وعندَه رجالٌ من أصحاب النبي ﷺ ، فتوضَّأ ثلاثاً ثلاثاً ، ثم قال : أليس هكذا رأيتم رسولَ الله ﷺ يتوضَّأ؟ قالوا : نعم[1] .

٦٦١- حدثنا القاضي الحُسين بن إسماعيل حدثنا أبو هِشام، حدثنا وكيع، حدثنا سُفيان، عن أبي الزُبير

عن جابرٍ، قال: لا يَقْطَعُ التَّبسمُ الصلاةَ حتى يُقَرْقِر.

١١٢٦- حدثنا أحمد بنُ عيسى بن السَّكَين، حدثنا إسحاق بن زُرَيق، حدثنا إبراهيم بنُ خالد، حدثنا الثوريُّ، عن يزيدَ بن أبي زياد، عن عَبدالرحمن بن أبي ليلى

عن البَرَاء بن عازب، قال: كان النبيُّ ﷺ إذا كبَّر يرفَعُ يدَيه حتى نرى إبهامَيه قريباً من أذُنَيه[1].

١٤٢٤- حدثنا الحسين، حدثنا يوسف[2]، حدثنا وكيعٌ، حدثنا سفيانُ، عن عبدالرحمن بن زيادٍ الإفريقي، عن بكر بن سَوَادة

عن عبدالله بن عمرو، قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إذا أحدَثَ الإمام بعدما يرفع رأسه من آخر سجدةٍ واستوى جالساً تمَّتْ صلاتُه، وصلاةُ مَن خلفه، ممن ائتمَّ به ممن أدرك أولُ الصلاة»

١٨٤٧- حدثنا يحيى بن محمد بن صاعد، حدثنا بِشر بن آدم، حدثنا أبو عاصم، عن سُفيان، عن الشُّيباني، عن الشَّعبي

عن ابن عباس: أنَّ النبي ﷺ صلَّى على قبر بعدَ شهر.

تفرَّدَ به بشر بن آدم عن أبي عاصم، وخالفه غيره عن أبي عاصم.

«٢٢»

باب مفتاح الصلاة طهور

٦٨٧ ـ أخبرنا محمد بن يوسف، عن سفيان، عن عبد الله بن محمد ابن عقيل، عن محمد بن الحنفية، عن علي، قال: قال رسول الله ﷺ: مفتاح الصلاة الطهور، وتحريمها التكبير، وتحليلها التسليم[1].

«٢٢»

باب مفتاح الصلاة طهور

٦٨٧ ـ أخبرنا محمد بن يوسف، عن سفيان، عن عبد الله بن محمد ابن عقيل، عن محمد بن الحنفية، عن علي، قال: قال رسول الله ﷺ: مفتاح الصلاة الطهور، وتحريمها التكبير، وتحليلها التسليم[1].

۲۷۷۰، ۲۷۸۳، ۲۷۹۸، ۲۸۶۱، ۲۸۷۲، ۲۸۷۳، ۲۸۷۴، ۲۸۷۹، ۲۸۸۰، ۲۸۸۲، ۲۸۸۳،
۲۸۸۴، ۲۸۸۵، ۲۸۸۶، ۲۸۸۹، ۲۸۹۰، ۲۸۹۳، ۲۸۹۴، ۲۸۹۵، ۲۸۹۶، ۲۹۰۲، ۲۹۰۴،
۲۹۲۳، ۲۹۲۴، ۲۹۲۵، ۲۹۳۴، ۲۹۴۹، ۲۹۶۰، ۲۹۶۱، ۲۹۷۴، ۲۹۷۵، ۲۹۷۸، ۲۹۷۹،
۲۹۸۰، ۲۹۸۱، ۲۹۸۹، ۲۹۹۰، ۳۰۰۰، ۳۰۰۱، ۳۰۳۲، ۳۰۴۰، ۳۰۴۸، ۳۰۸۰، ۳۰۸۶،
۳۰۸۹، ۳۰۹۴، ۳۱۳۴، ۳۱۵۶، ۳۲۰۱، ۳۲۹۱، ۳۲۹۸، ۳۳۰۸، ۳۳۳۳، ۳۳۷۰، ۳۴۱۱

سنن دارمی میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات کا عکس

٥٤٠ - أخبرنا محمد بن يوسف، عن سفيان، عن ليث، قال: قال لي طاوس: ما تعلّمته فتعلّم لنفسك، فإنّ الناسَ قد ذهبت منهم الأمانات.

٥٥٥ - أخبرنا محمد بن يوسف، عن سفيان، عن الأعمش، عن صالح بن خباب، عن حسين بن عقبة، عن سلمان، قال[1]: علم لا يقال به ككنز لا ينفق منه.

٦٠٣ - أخبرنا قبيصة ومحمد بن يوسف، قالا: ثنا سفيان، عن الأعمش، عن إبراهيم، عن علقمة، قال: تذاكروا الحديث، فإنّ ذكره حياته.

٦٨٣ - أخبرنا محمد بن أحمد، ثنا سفيان، عن أبي الزناد، عن الأعرج، عن أبي هريرة، عن النبي ﷺ، قال: لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم به عند كل صلاة[2]. قال أبو محمد: يعني: السواك.

۷) امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن دارمی میں تقریباً ۳۳۴ مرتبہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات لی ہیں اور کہیں بھی انکی روایات کو تدلیس کی وجہ سے ضعیف نہیں کہا معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس مضر نہیں بلکہ انکی معنعن مقبول ہیں ملاحظہ فرمائیے:

حدیث نمبر:

۱، ۲۲، ۷۰، ۱۳۷، ۱۵۶، ۱۶۵، ۱۷۱، ۱۹۷، ۱۰۱، ۲۱۳، ۲۲۸، ۲۸۲، ۳۰۶، ۳۱۸، ۳۲۱، ۳۷۳،
۳۸۱، ۳۸۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۱۲، ۴۱۵، ۴۶۶، ۴۲۸، ۴۴۴، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۶، ۴۷۵، ۴۷۸،
۴۸۳، ۵۲۹، ۵۴۰، ۵۵۵، ۵۹۹، ۶۰۳، ۶۲۳، ۶۵۵، ۶۵۹، ۶۸۳، ۶۸۷، ۷۷۱۱، ۷۲۰،
۷۳۵، ۷۵۶، ۷۹۹، ۸۰۳، ۸۰۸، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۹، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۴۲، ۸۴۴، ۸۴۹،
۸۵۱، ۸۶۲، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۷، ۹۳۸، ۹۵۰، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۷۲، ۹۷۶،
۹۷۷، ۹۸۹، ۱۰۳۷، ۱۰۴۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۴، ۱۰۸۱، ۱۱۰۰، ۱۱۰۳، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۲۱،
۱۱۲۲، ۱۱۲۸، ۱۱۴۰، ۱۱۹۸، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۴، ۱۲۳۱، ۱۲۶۶، ۱۲۸۰، ۱۳۴۹، ۱۳۵۲، ۱۳۶۳،
۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۹۱، ۱۵۰۷، ۱۵۱۰، ۱۵۴۲، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۶۱، ۱۵۶۸، ۱۵۷۵، ۱۵۸۷، ۷
۱۶۰، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۹، ۱۶۴۱، ۱۶۶۲، ۱۶۸۶، ۱۶۹۹، ۱۷۰۷، ۱۷۱۴، ۱۷۲۱، ۱۸۱۹،
۱۸۲۱، ۱۸۴۳، ۱۸۷۶، ۱۸۹۹، ۱۹۰۶، ۱۹۱۴، ۱۹۳۰، ۱۹۵۵، ۱۹۶۲، ۱۹۷۰، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸،
۱۹۸۵، ۱۹۹۱، ۲۰۰۴، ۲۰۱۰، ۲۰۱۵، ۲۰۵۲، ۲۰۵۶، ۲۰۷۱، ۲۰۷۶، ۲۰۸۳، ۲۰۹۳، ۲۱۶۶،
۱۲۷۲، ۲۲۱۱، ۲۲۳۶، ۲۲۶۰، ۲۲۶۳، ۲۲۷۴، ۲۲۸۰، ۲۲۸۲، ۲۲۹۹، ۲۳۰۱، ۲۳۰۶، ۲۳۰۷
۲۳۳۷، ۲۳۵۰، ۲۳۷۹، ۲۳۹۱، ۲۴۳۹، ۲۵۴۴، ۲۵۶۲، ۲۵۸۳، ۲۵۸۵، ۲۵۹۱، ۲۵۹۴،
۲۶۴۳، ۲۶۴۵، ۲۶۴۷، ۲۶۸۶، ۲۶۸۸، ۲۷۲۹، ۲۷۳۴، ۲۷۴۶، ۲۷۴۹، ۲۷۶۹،

۸)ابی یحییٰ فراس بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات:

(۲،۲)۔(۱،۳)۔(۲،۴)۔۹،۱۲(۱،۱۷)۔(۲،۱۷)۔(۳،۱۷)۔(۱،۱۹)۔(۲،۱۹)۔

(۲،۵۸)۔۶۰۔(۶،۲۷)۔(۲،۵۷)۔

ابی یحییٰ فراس بن یحییٰ نے اپنی کتاب مسانید ابی یحییٰ فراس بن یحییٰ میں ۱۳ مقامات پر امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی روایات ''عن'' سے لی ہیں مگر تدلیس کی وجہ سے ان کو ضعیف نہیں کہا معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی تدلیس ثوری مضر نہیں بلکہ مقبول ہے

مسانیدابی یحییٰ فراس بن یحییٰ کی احادیث کا عکس

٢ - ٢ وحدثنا الغطريفي ، حدثنا محمد بن محمد بن سليمان ، حدثنا أبو بكر وعثمان ابنا أبي شيبة ، قالا : حدثنا معاوية بن هشام ، حدثنا سفيان ، عن فراس ، عن الشعبي ، عن البراء بن عازب ، أن ابناً للنبي صلى الله عليه وسلم توفي وهو إبراهيم وهو ابن ستة عشر شهرا ، قال : « ادفنوه في البقيع فإن له مرضعاً يتم رضاعه في الجنة » .

٣ - ١ حدثنا سليمان بن أحمد ، حدثنا إسحاق بن إبراهيم القطان ، حدثنا يوسف بن عدي ، حدثنا يحي بن زكريا بن أبي زائدة ، عن سفيان ، عن فراس ، عن الشعبي ، عن البراء عن عازب ، وداود عن الشعبي عن البراء . يذكر أحدهما ما لايذكر الآخر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الأضحى قال : « من توجه قبلتنا وصلى صلاتنا ونسكنا فلا يذبح حتى يصلي » فقام رجل فقال : يارسول الله ، إن هذا اليوم النحر مكروه(١) وإني عجلت نسكي لأطعم أهلي وأهل داري وجيراني فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « أعد ذبيحتك أخرى » قال : « إن عندي عناقاً للبون هي أحب إلي من شاتي لحم قال : « اذبحها فإنها خير نسكك ، ولا تجزي ذبيحة عن أحد بعدك » .

١٦ - حدثنا محمد بن مظفر ، قال : حدثنا أبو جابر زيد بن عبد العزيز ، قال : حدثنا مسعود بن جويرية ، قال : حدثنا (المعافا)[١] بن عمران ، قال : حدثنا سفيان ، عن فراس أو جابر ، عن الشعبي ، عن ابن عباس : « أن رسول الله صلى الله عليه وسلم احتجم بين الأخدعين والكتفين وأعطى الحجام أجرة ولو كان حراما لم يعطه » .

۹)امام ابن الجعد رحمۃ اللہ علیہ اورامام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

۱۸۱۲،۱۸۱۳،۱۸۱۴،۱۸۱۶،۱۸۱۷،۱۸۱۸،۱۸۱۹،۱۸۲۱،۱۸۲۲،۱۸۲۳،۱۸۲۴،۱۸۲۵،

۱۸۲۶،۱۸۲۷،۱۸۲۹،۱۸۳۰،۱۸۳۱،۱۸۳۲،۱۸۳۳،۱۸۳۴،۱۸۳۵،۱۸۳۶،۱۸۳۷،

۱۸۳۸،۱۸۳۹،۱۸۴۰،۱۸۵۸،۲۰۸۲۔

۲۸ سے زیادہ مقامات پر ابن الجعد نے اپنی مسند میں عن سے روایات لی ہیں اور انکے نزدیک بھی الزام تدلیس سے روایات کو ضعیف قرار دینا درست نہیں معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی عن والی روایات مقبول ہیں

مسند ابن الجعد میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کا عکس

حديث سفيان بن سعيد الثوري(۱) :

۱۸۱۲ ـ حدثنا(۲) علي بن الجعد قراءةً من حفظه أنا سفيان بن سعيد الثوري عن علي بن الأقمر عن أبي حذيفة عن عائشة قالت : حكيت إنساناً فقال رسول الله(۳) ﷺ : ما أحب أني حكيت إنساناً(٤) وأن لي كذا وكذا .

۱۸۱٦ ـ حدثنا(٥) علي أنا سفيان عن منصور عن مجاهد عن أبي قتادة عن النبي ﷺ قال : صوم يوم عرفة كفارة سنتين سنة قبلها وسنة بعدها .

۲۰۸۲ ـ وحدثنا زهير نا محمد بن كثير عن سفيان عن علقمة عن سليمان ابن بريدة عن أبيه عن النبي ﷺ نحوه .

۱۰)امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اورامام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں تقریباً ۹ مقامات پر امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات لی ہیں اور کسی مقام پر بھی تدلیس کی وجہ سے ان کو ضعیف قرار نہیں دیا ہے

۲۱، ۴۷، ۸۷، ۱۶۵، ۱۷۵، ۱۸۲، ۱۸۴، ۲۲۲، ۲۷۱۔

مسند ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات کا عکس

٢١ ـ حدّثنا جدي نا حبان انا عبدالله عن سُفيان عن علي بن الأقمر عن أبي حذيفة رجل من أصحاب عَبْدِ الله عن عائشة قالت: حَكَيْتُ امرأةً أو رجلاً عند رسولِ الله ﷺ فقال رسولُ الله ﷺ: ما أُحِبُّ أني حكيتُ أحداً وان لي كذا وكذا، اعظم ذلك.

٤٧ ـ حدّثنا جدي ثنا حبّان انا عبدالله عن سفيان عن صالح بن نَبْهَان مَولىٰ التَّوأمَة أنَّهُ سَمِعَ أبا هريرة يقول: قالَ رسولُ الله ﷺ: مَا جَلَسَ قومٌ مَجْلِساً لَمْ يَذْكروا اللهَ فيهِ ولَمْ يُصَلّوا علىٰ النَبيّ ﷺ إلاَّ كانَ عليهم تِرَة يومَ القيامَةِ إنْ شَاءَ عَفَا عَنْهم، وإنْ شَاءَ أخَذَهُم بِهَا.

١٦٥ ـ حدّثنا جدي نا ابراهيم انا عبدالله عن سُفيان عن أبي اسحاق عن الحارث عن عَلِيّ قَالَ: قَضَى رَسُولُ الله ﷺ بالدَّيْنِ قَبْلَ الوَصِيّةِ، وأنْتُم تَقْرَأونَ: (مِنْ بَعْدِ وَصِيّةٍ يُوصىٰ بِها أو دَيْن). وإنَّ أعْيَانَ بَني الأمِّ يَتَوارَثُونَ دُونَ بَني العَلاَّتِ. يَعني الأخوَةَ لِلأبِ والأمِّ دُونَ الأخوةِ لِلأب.

٢٧١ ـ حدّثنا جدي نا حبّان انا عبدالله انا سُفيان الثوريّ عن جعفرَ بن برقان عن عبدالله بن دينار عن عائشة عن النبي ﷺ: مَنْ رَفَق بأمَّتي رَفَقَ اللهُ بهِ، ومَنْ شَقَّ علىٰ أمَّتي شَقَّ اللهُ عليهِ.

۱۱) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی "عن" والی روایات:

حدیث نمبر:

۲۶، ۳۶، ۴۶، ۸۹، ۱۴۵، ۱۵۱، ۱۵۷، ۱۶۳، ۲۰۲، ۲۲۸، ۳۰۴، ۳۳۸، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳،
۳۷۷، ۴۳۳، ۴۵۵، ۴۸۲، ۴۹۵، ۵۷۴، ۵۷۷، ۵۸۳، ۵۸۹، ۶۰۰، ۶۰۷، ۶۱۲، ۶۵۹،
۶۷۴، ۶۸۶، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۳۷، ۷۵۲، ۷۵۴، ۷۵۷، ۷۵۹، ۷۶۱، ۸۰۷، ۸۰۸،
۸۰۹، ۸۴۳، ۸۶۶، ۹۵۲، ۹۷۴، ۱۰۰۹، ۱۰۲۱، ۱۰۳۸، ۱۱۲۶، ۱۳۸۱، ۱۴۳۱، ۱۴۸۲، ۱۵۵۵،
۱۵۶۳، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۷۱۱، ۱۷۳۲، ۱۷۴۰، ۱۷۴۹، ۱۸۲۸، ۱۸۴۲، ۱۸۸۲، ۱۹۴۲، ۲۱۲۲،
۲۱۲۳، ۱۲۵۲، ۲۱۶۱

سنن الکبریٰ بیہقی ج اول میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی "عن" والی تقریباً ۶۴ سے زیادہ روایات لی ہیں اور کہیں بھی تدلیس کا الزام لگا کر انکو ضعیف قرار نہیں دیا

سنن الکبریٰ بیہقی میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات کا عکس

٢٦ ـ وأما الحديث الذي أنباه أبو محمد عبد الله بن يحيى بن عبد الجبار السكري ببغداد، أنا أبو علي إسماعيل بن محمد الصفار، أنا أحمد بن منصور الرمادي، أنا عبد الرزاق، أنا الثوري، عن أبي فزارة العبسي، أنا أبو زيد مولى عمرو بن الحريث، عن عبد الله بن مسعود، قال: لما كانت ليلة الجن تخلف منهم ـ يعني من الجن ـ رجلان، قال الرمادي: أحسب عبد الرزاق قال: فقالا: نشهد الصلاة معك يا رسول الله، فلما حضرت

١٥١ ـ وحدثنا أبو عبد الله الحافظ، قال: حدثني علي بن محمد بن سختويه، ثنا يزيد بن الهيثم، ثنا إبراهيم بن أبي الليث، ثنا الأشجعي، عن سفيان، عن أبي علي الصيقل، عن ابن تمام، عن ابن عباس، قال: قال رسول الله ﷺ: «مالي أراكم تأتوني قلحا، لولا أن أشق على أمتي لفرضت عليهم السواك كما فرض عليهم الوضوء»[1]. كذا رواه الثوري.

٤٩٥ ـ أنبأني أبو عبد الله الحافظ إجازة، أنا أبو بكر بن إسحاق الفقيه، أنبا عبد الله بن محمد، ثنا إسحاق، أنا سفيان، عن مطرف، عن سعيد بن عمرو بن سعيد، قال: قال عمر رضي الله عنه: البول قائماً أحصن للدبر.

[٢٩] - باب الدليل على أن السواك سنة ليس بواجب

١٤٥ - أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، وأبو سعيد بن أبي عمرو في آخرين، قالوا: ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، أنا الربيع بن سليمان، أنا الشافعي، أنا سفيان، عن أبي الزناد، عن الأعرج، عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: «لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بتأخير العشاء، والسواك عند كل صلاة»[٣]

٥٧٤ - أخبرناه أبو الحسن بن بشران العدل ببغداد، أنا أبو الحسن علي بن محمد المقري، ثنا ابن أبي مريم، نا الفريابي، نا سفيان، عن علقمة بن مرثد، عن سليمان بن بريدة، عن أبيه قال: صلى النبي ﷺ يوم الفتح صلواته كلها بوضوء واحد ومسح على خفيه فقال له عمر رضي الله عنه: إني رأيتك صنعت اليوم شيئاً لم تكن تصنعه قبل اليوم قال: «عمداً فعلته يا عمر».

أخرجه مسلم في الصحيح من حديث سفيان الثوري[٢]

٣٠٤ - أخبرنا محمد بن عبد الله الحافظ، ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا أسيد بن عاصم، ثنا الحسين بن حفص، عن سفيان الثوري، عن حميد قال: رأيت أنس بن مالك توضأ ومسح أذنيه ظاهرهما وباطنهما فنظرنا إليه فقال: كان ابن أم عبد يأمرنا بذلك[٣].

۱۲)امام ابن الجارود رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

حدیث نمبر:

۱، ۴، ۱۰، ۱۱، ۱۶، ۲۵، ۳۸، ۴۸، ۵۲، ۵۷، ۶۴، ۶۹، ۷۰، ۸۱، ۹۸، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۳۳،

۱۴۰، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۷، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۹، ۱۹۷، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۳،

۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۹، ۲۳۲، ۲۵۴، ۲۵۸، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۶، ۲۹۳، ۲۹۶،

۲۹۹، ۳۰۵، ۳۱۱، ۳۲۳، ۳۲۷۔

منتقی ابن الجارود الجزالاوّل میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تقریباً ۵۵ سے زائد ''عن'' والی روایات موجود ہیں اور ان کے ہاں بھی یہ روایات مقبول ہیں

منتقی الجارود کی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کا عکس

[١] ما حدثنا عبد الله بن هاشم ، قال ثنا يحيى - يعني ابن سعيد - ح وثنا إسحق بن منصور ، حدثنا عبد الرحمن بن مهدي جميعا عن سفيان عن علقمة بن مرثد عن سليمان بن بريدة عن أبيه رضي الله عنه قال: كان رسول الله ﷺ يتوضأ عند كل صلاة ، فلما كان يوم الفتح توضأ ومسح على خفيه وصلى الصلوات بوضوء واحد ، فقال عمر رضي الله عنه ، يا رسول الله إنك فعلت شيئا لم تكن تفعله ، قال « إني

[١] بسند صحيح

(٩) الوضوء من مس الذكر

[١٦] حدثنا ابنُ المُقرىء قال ثنا سُفيانُ عن عبد الله بن أبي بكر قال: تذاكر أبي وعُروةُ ما يُتوضأ منه ، فذكر عُروةُ وذكر حتى ذكر الوُضوء من مَسِّ الذَّكَرِ ، قال أبي: لم أسمَعْ به ، فقال: أخبرني مَروانُ عن بُسْرةَ رضي الله عنها أنَّ النبي ﷺ قال: مَنْ مَسَّ ذكرَهُ فليتوضأ . قلنا أرسِلْ إليها ، فأرسَلَ حَرَسِياً أو رجُلاً ، فجاء الرَّسولُ بذلِكَ .

[٣٨] حدثنا محمدُ بنُ يحيى ، قال ثنا قَبيصةُ ومحمدُ بنُ يُوسُف ، قالا ثنا سُفيانُ عن الضَّحاكِ بن عُثمانَ ، عن نافعٍ عن ابن عُمر رضي الله عنهما قال: مَرَّ رَجُلٌ على النبي ﷺ وهُوَ يَبُولُ ، فَسَلَّمَ عليه فلم يرُدَّ عليه .

(٢٧) باب المسح على الخفين

[٨١] حدثنا ابن المُقري ، قال ثنا سفيان عن الأعمش عن إبراهيم عن همّام بن الحارث قال: رأيتُ جريراً رضي الله عنه توضأ من مِطْهرة ومسَحَ على خُفَّيْه ، قالوا: أتمْسَحُ على خُفَّيْك ، قال: إنِّي رأيتُ رسول الله ﷺ يفعلُهُ ، قال: فكان هذا الحديثُ يُعجِبُ أصحاب

۱۳) امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

حدیث نمبر:

۱۲، ۱۳، ۱۴، ۹۹، ۱۳۴، ۱۷۴، ۱۷۶، ۱۹۶، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۲۱، ۲۱۲، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۹، ۲۳۶،

۲۴۶ سے ۲۷۷، ۲۷۹، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۶، ۳۸۲، ۳۸۷، ۳۹۶، ۴۳۸، ۴۷۹، ۵۱۹، ۵۲۱،

۵۴۷، ۵۵۴، ۵۶۹، ۵۸۳، ۶۰۵، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۶۶، ۶۷۸، ۶۹۱، ۷۴۸،

۷۵۳، ۷۶۵، ۷۷۰۔

صحیح ابن خزیمہ کی جلد اول میں امام ابن خزیمہ نے ۴۴ سے زیادہ ''عن'' والی روایات لی ہیں مگر کسی پر تدلیس کا الزام لگا کر رد نہیں کیا

صحیح ابن خزیمہ میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کا عکس

١٢ — أخبرنا أبو طاهر ، ثنا أبو بكر ، ثنا علي بن الحسين الدرهمي بخبر غريب غريب ، قال : حدثنا معتمر عن سفيان الثوري عن محارب بن دثار عن [ابن] بريدة عن أبيه قال :

كان رسول الله ﷺ يتوضأ لكل صلاة إلا يوم فتح مكة فإنه شُغِلَ ، فجمع بين الظهر والعصر بوضوء واحد .

٩٩ — أخبرنا أبو طاهر ، نا أبو بكر ، نا عبد الجبار بن العلاء وسعيد بن عبد الرحمن المخزومي ، قالا : حدثنا سفيان عن الزهري عن أبي سلمة عن أبي هريرة : أن رسول الله ﷺ قال :

« إذا استيقظ أحدكم من نومه فلا يغمس يده في الإناء حتى يغسلها ثلاثاً ، فإنه لا يدري أين باتت يده » .

٢٧٧ — أخبرنا أبو طاهر ، نا أبو بكر ، نا بندار ، نا يحيى ، نا سفيان ، عن ثابت — وهو الحداد — عن عدي بن دينار مولى أم قيس بنت محصن عن أم قيس بنت محصن ، قالت :

سألت رسول الله ﷺ عن دم الحيض يصيب الثوب . فقال : « اغسليه بالماء والسدر وحكيه بضلع » .

(٢٧) باب كراهة تسمية صلاة العشاء عتمة :

٣٤٩ — أخبرنا أبو طاهر ، نا أبو بكر ، نا عبد الجبار بن العلاء وسعيد بن عبد الرحمن المخزومي ، قالا ، حدثنا سفيان عن ابن أبي لبيد عن أبي سلمة بن عبد الرحمن عن ابن عمر ، قال :

سمعت رسول الله ﷺ يقول : « لا يغلبنكم الأعراب على اسم صلاتكم إنهم يعتمون على الإبل ، إنها صلاة العشاء » .

٤٣٨ ـ أخبرنا أبو طاهر ، نا أبو بكر ، نا عبد الجبار بن العلاء ، نا سفيان عن عمرو ـ وهو ابن دينار ـ قال :

قرأ ابن عباس : أنلزمكموها من شطر أنفسنا : من تلقاء أنفسنا .

قد خرجت هذا الباب بتمامه في كتاب التفسير .

٧٧٠ ـ أخبرنا أبو طاهر ، نا أبو بكر ، نا عبد الجبار بن العلاء العطار ، نا سفيان عن هشام عن أبيه عن عمر بن أبي سلمة ، قال :

صلّى رسول الله ﷺ في بيت أم سلمة في ثوب مشتملًا به .

۱۴)امام حاکم اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

امام حاکم نے ''مستدرک علی الصحیحین للحاکم'' میں تقریباً ۱۸۰ سے زیادہ روایات لی ہیں جو کہ معنعن ہیں اور انکی تصحیح بھی کی ہے ملاحظہ فرمایئے

حدیث نمبر:

۹۱، ۹۵، ۱۰۹، ۱۲۸، ۱۳۷، ۱۵۵، ۱۶۸، ۱۷۴، ۱۷۵، ۲۶۵، ۲۷۶، ۳۵۲، ۳۵۲، ۴۲۹، ۵۲۳،

۵۴۵، ۵۶۱، ۶۴۳، ۶۴۷، ۶۵۰، ۶۶۲، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۶۵، ۷۹۹، ۸۷۹، ۹۰۸، ۹۰۹،

۹۱۰، ۹۷۵، ۹۷۶، ۱۰۶۳، ۱۰۶۶، ۱۱۰۸، ۱۲۲۰، ۱۲۳۰، ۱۲۴۳، ۱۲۶۴، ۱۳۹۰، ۱۴۱۹، ۱۴۶۲،

۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۶۰، ۱۴۹۱، ۱۵۱۴، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۶۵۵،

۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۷۵۵، ۱۷۱۱، ۱۷۷۸، ۱۸۵۳، ۱۸۶۵، ۱۹۳۴، ۱۹۵۹، ۱۹۶۲، ۱۹۹۴، ۲۰۱۱،

۲۰۸۲، ۲۱۲۶، ۲۱۳۶، ۲۱۵۲، ۲۱۶۱، ۲۱۹۶، ۲۲۱۲، ۲۲۳۳، ۲۲۸۱، ۲۲۸۵، ۲۳۳۱، ۲۴۳۱،

۲۵۱۹، ۲۵۷۴، ۲۵۷۵، ۲۵۹۸، ۲۶۴۱، ۲۷۳۱، ۲۸۴۵، ۲۹۴۰، ۲۹۵۶، ۲۹۷۴، ۳۰۲۷،

۳۰۶۶، ۳۰۷۲، ۳۰۹۹، ۳۱۰۲، ۳۱۲۹، ۳۱۳۱، ۳۱۴۶، ۳۱۸۰، ۳۱۹۱، ۳۲۰۸، ۳۲۱۱،

۳۲۲۹، ۳۲۳۲، ۳۲۳۸، ۳۲۴۹، ۳۲۵۵، ۳۲۵۹، ۳۲۶۶، ۳۲۶۷، ۳۲۷۴، ۳۲۷۵،

۳۲۹۲، ۳۳۰۲، ۳۳۰۴، ۳۳۱۸، ۳۳۲۶، ۳۳۳۴، ۳۳۴۹، ۳۳۵۲، ۳۳۶۶، ۳۳۷۴،

۳۳۷۸، ۳۳۸۲، ۳۳۹۵، ۳۴۰۱، ۳۴۱۲، ۳۴۱۵، ۳۴۲۵، ۳۴۳۶، ۳۴۶۸، ۳۴۷۷،

۳۴۷۲، ۳۵۱۱، ۳۵۱۲، ۳۵۱۴، ۳۵۱۷، ۳۵۲۶، ۳۵۶۶، ۳۵۷۵، ۳۵۸۶، ۳۵۹۵،

۳۵۹۷، ۳۵۹۸، ۳۶۰۱، ۳۶۰۸، ۳۶۱۴، ۳۶۱۷، ۳۶۱۸، ۳۶۵۳، ۳۶۶۴، ۳۶۷۰،

۳۶۷۴، ۳۷۵۸، ۳۸۰۰، ۳۸۰۱، ۳۸۳۱، ۳۸۳۳، ۳۸۳۶، ۳۸۵۸، ۳۸۹۰، ۳۹۰۸،

۳۹۱۱، ۳۹۳۶، ۳۹۸۴، ۳۹۸۵، ۳۹۹۸، ۴۰۱۰، ۴۰۱۵، ۴۰۴۹، ۴۰۸۲، ۵۲۱۰، ۵۲۱۱،

۵۲۱۲، ۵۳۹۱، ۵۴۴۹، ۵۴۵۱، ۵۴۵۳، ۵۵۸۴، ۵۷۴۹، ۵۷۴۰، ۶۰۰۵، ۸۶۷۱،

۸۷۰۷،۸۷۳۰۔

امام حاکم کے نزدیک بھی امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس مضر نہیں خصوصاً انھوں نے سفیان عن عاصم بن کلیب کی دو روایتیں برقم ۱۴۵۶ اور ۳۱۳۱ نقل کر کے ان کی تصحیح بھی کی ہے

مستدرک حاکم میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات کا عکس

١٠٩- **فحدثناه** أبو محمد عبد الرحمن بن حمدان الجلاب بهمدان وأنا سألته ثنا محمد ابن إبراهيم الصوري ثنا مؤمل بن إسماعيل ثنا سفيان عن الأعمش عن المنهال بن عمرو عن زاذان عن البراء قال: خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم في جنازة فأتينا القبر ولما يلحد. وذكر الحديث.

١٣٧- **فحدثناه** أبو سعيد أحمد بن يعقوب الثقفي ثنا عبد الله بن الحسن بن أحمد بن أبي شعيب الحراني ثنا جدي ثنا موسى بن أعين ثنا سفيان عن محمد بن عمرو بن علقمة عن أبيه عن جده عن بلال بن الحارث المزني قال: قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم: «إن الرجل ليتكلم بالكلمة من سخط الله لا يدري أن تبلغ ما بلغت فيكتب الله له سخطه إلى يوم القيامة وإن الرجل ليتكلم بالكلمة من رضوان الله لا يدري أن تبلغ ما بلغت فيكتب الله له رضاه إلى يوم يلقاه».

١٥٥- **فقد أخبرني** علي بن عيسى الحيري ثنا إبراهيم بن أبي طالب ثنا ابن أبي عمر ثنا سفيان عن ابن عجلان عن زيد بن أسلم قال: قال رجل للنبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم: ما رأيت رجلا أعطى لراعي غنم من محمد ثم ذكره بنحو منه.

١٧٥- **حدثنا** أبو عبد الله محمد بن عبد الله الأصبهاني ثنا أحمد بن محمد بن عيسى القاضي ثنا أبو نعيم و محمد بن كثير قالا ثنا سفيان عن سلمة بن كهيل فذكره بإسناده نحوه.

هذا حديث صحيح محفوظ من حديث الثوري عن سلمة بن كهيل، و عمران بن الحكم (***) السلمي تابعي كبير محتج به، وإنما أهملا هذا الحديث، والله أعلم، لخلاف وقع من يحيى بن سلمة بن كهيل في إسناده، ويحيى كثير الوهم على أبيه.

٢٧٦- أخبرنا أبو قتيبة سلم بن الفضل الآدمي بمكة ثنا موسى بن هارون ثنا سلمة بن شبيب ثنا الفريابي ثنا سفيان الثوري عن محمد بن المنكدر عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم: «إذا دخل أهل الجنة الجنة قال: يقول الله عز وجل: هل تشتهون شيئًا فأزيدكم؟ فيقولون: ربنا وما فوق ما أعطيتنا؟ قال: يقول: رضواني أكبر».

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه، وقد تابع الأشجعي محمد بن يوسف الفريابي على إسناده ومتنه.

٨٧٩- حدثنا أبو الحسن علي بن محمد بن عبيد القرشي(***) بالكوفة ثنا الحسن بن علي ابن عفان العامري ثنا أبو أسامة ثنا سفيان عن معاوية بن صالح عن عبد الرحمن بن جبير بن نفير الحضرمي عن أبيه عن عقبة بن عامر قال: سألت رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم عن المعوذتين أمن القرآن هما؟ فأمنا بهما رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم في صلاة الفجر.

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين[٢] ولم يخرجاه وقد تفرد به أبو أسامة عن

١٤٥٦- أخبرنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الصفار ثنا أحمد بن يونس الضبي.

وأخبرنا محمد بن أحمد بن تميم[1] القنطري ببغداد ثنا أبو قلابة قالا ثنا أبو عاصم عن سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر عن النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم أنه بعث لي رجل فبعث إليه بفصيل مخلول[2]، فقال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم: «جاء مصدق الله ومصدق رسوله فبعث بفصيل مخلول اللهم لا تبارك له فيه ولا في إبله»، فبلغ ذلك الرجل فبعث إليه بناقة من حسنها وجمالها فقال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم: «بلغ فلانًا ما قال رسول الله - صلى الله عليه وعلى آله وسلم - فبعث بناقة من حسنها اللهم بارك فيه وفي إبله».

هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه.

۱۵)امام طبری اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ”عن“ والی روایات:

امام محمد بن جریر طبری نے تفسیر الطبری میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ”عن“ والی روایات لی ہیں مگر کہیں بھی تدلیس کی وجہ سے اُن کی روایات کو رد نہیں کیا ہے ملاحظہ فرمایئے

تفسیر الطبری ج ۳ حدیث نمبر:

۱۹۲۱،۱۹۴۹،۱۹۵۰،۱۹۵۱،۱۹۵۶،۲۰۲۹،۲۰۵۷،۲۰۹۹،۲۱۱۹،۲۱۸۱،۲۳۳۹،۲۳۸۲،۲۳۱۸،۲۴۱۹

تفسیر الطبری میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات کا عکس

١٩٤٩ — حدثنا ابن بشار قال، حدثنا أبو عاصم قال، حدثنا سفيان، عن منصور، عن مجاهد في قوله: «قال لا ينالُ عهدي الظالمين»، قال: لا يكون إمامٌ ظالم يقتدى به.

١٩٥١ — حدثنا مشرَّف بن أبان الحطاب قال، حدثنا وكيع، عن سفيان: عن خصيف، عن مجاهد في قوله: «لا ينال عهدي الظالمين»، قال: لا أجعل إماماً ظالماً يقتدى به.[1]

٢٠٢٩ — حدثنا به ابن بشار قال، حدثنا عبد الرحمن بن مهدي قال، حدثنا سفيان، عن أبي الزبير، عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنّ إبراهيم حرَّم بيتَ الله وأمّنه، وإني حرَّمتُ المدينة ما بين لابتيها، لا يُصاد صيدها، ولا تقطع عضاهُها.[1]

٢١٨١ — حدثنا محمد بن بشار قال، حدثنا مؤمل قال، حدثنا سفيان، عن الأعمش، عن أبي صالح، عن أبي سعيد: «وكذلك جعلناكم أمة وسطاً لتكونوا شهداءَ على الناس» — بأن الرسل قد بلَّغوا — «ويكونَ الرسول عليكم

۱۶)امام ابوزرعہ الرازی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات:

امام ابوزرعہ الرازی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات اپنی کتاب ''کتاب العلل'' میں درج کی ہیں اور تدلیس کی وجہ سے ان روایات کو ضعیف نہیں کہا بلکہ انکی تصحیح کی ہے ملاحظہ فرمایئے

(کتاب العلل ج ۲ ص ۴۸۰)

۱۷)محدث خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات:

محدث خطیب بغدادی نے بھی اپنی کتاب ''کتاب الفصل للوصل المدرج في النقل'' میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی روایات نقل کی ہیں مگر کہیں بھی ان پر تدلیس کو وجہ ضعف بنا کر پیش نہیں کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی ان کی عن والی روایات مقبول ہیں

۱۸)امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات:

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات اپنی کتاب ''مسند یحییٰ بن معین'' قلمی جز ثانی ص نمبر ۱۵۷،۱۵۸ پر نقل کی ہیں اور انکی تدلیس کو وجہ ضعف نہیں بنایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی انکی تدلیس مضر نہیں بلکہ مقبول ہے

مسند امام یحییٰ بن معین میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کا عکس

ثم جاءهم من الغد فقال ارضيتم فقالوا نعم قال اني خاطب الناس فخطبهم
بما سمعتم فقالوا نعم فخطب النبي صلى الله عليه وسلم فقال ارضيتم فقالوا نعم
حدثنا وكيع عن سفيان عن عمار الدهني عن مسلم البطين عن سعيد بن جبير
عن ابن عباس في الارض جميعا قبضته يوم القيامة والسموات مطويات
بيمينه قال السموات والارض قبضته واحدة حدثنا غندر
نا شعبة عن يزيد بن ابي زياد قال سمعت ابن ابي ليلى قال سمعت البراء
يحدث عن [illegible] قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول للانصار انكم ستلقون بعدي اثرة قالوا فما تامرنا قال اصبروا
[illegible] قال سفيان لرجل يا فلان لو قطعت
[illegible] اعضاءا ما [illegible] الايمان حدثنا يحيى بن معين
[illegible] قال جابر قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم اذا طبختم اللحم فاكثروا الماء اهدوا الجيران
حدثنا يحيى بن معين [illegible] عن سفيان عن يحيى [illegible] الى
[illegible] قال سالت ابن عمر عن الزوان فقال حرام [illegible] رايت
ما [illegible] حدثنا يحيى بن معين نا حفص بن غياث [illegible]

۱۹) امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

امام ذہبی نے ''تلخیص مستدرک حاکم'' میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات لی ہیں مگر ان پر تدلیس کا الزام لگا کر روایات کو ضعیف نہیں کہا ہے بلکہ متعدد روایات میں امام حاکم کی تصحیح کی موافقت کی ہے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس مضر نہیں بلکہ مقبول ہے ملاحظہ فرمایئے

تلخیص مستدرک حاکم حدیث نمبر:

۳۷، ۹۰، ۹۱، ۹۵، ۹۶، ۱۱۷، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۳۷، ۱۵۵، ۱۶۸، ۱۷۱، ۱۷۴، ۱۷۵، ۲۶۵۔

۲۰) امام شہاب الدین البوصیری رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجه'' ص ۱۳۵ پر سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایت لکھی اور اسکی تصحیح کی ہے ثابت ہوا کہ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایت صحیح ہوتی ہے اور تدلیس انکے نزدیک مضر نہیں بلکہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ انکے نزدیک طبقہ ثانیہ کی حیثیت رکھتے ہیں

۲۱) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن والی روایات:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند شافعی میں متعدد روایات امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی لی ہیں مگر کہیں بھی ان پر تدلیس کا الزام لگا کر اُن کی روایت کو رد نہیں کیا ملاحظہ فرمایئے

حدیث نمبر:

۱۳۸، ۵۱۰، ۵۲۴، ۶۹۴، ۱۱۷۵ وغیرہ

مسند شافعی میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی "عن" والی روایات

[۱۳۸]أخبرنا الربيع:قال أخبرنا الشافعي : قال أخبرنا سعيد بن سالم عن سفيان الثورى، عن عبدالله بن محمد بن عقيل ،عن محمد بن على بن الحنفية، عن أبيه رضي الله عنهما: أن رسول الله ﷺقال مفتاح الصلاة الوضوء،وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم.

[۵۱۰]أخبرنا الربيع:قال أخبرنا الشافعي : قال أخبرنا سعيد بن سالم عن سفيان الثورى، عن طارق بن عبد الرحمن .عبدالله بن أبي أوفى صاحب البنى ﷺأنه قال: سألته عن الرجل لم يحج،ايستقرض للحج ؟ قال :لا.

[۵۲۴]أخبرنا الربيع:قال أخبرنا الشافعي : قال أخبرنا القداح عن سفيان الثورى ،عن زيد بن جبير قال : انى لعند عبدالله بن عمر وسئل عن هذا فقال : حجة الاسلام فليلتمس أن يقضى نذره،يعنى لمن كان عليه الحج ونذر حجا

[۶۹۴]أخبرنا الربيع:قال أخبرنا الشافعي قال :أخبر نا الثقة، عن سفيان الثورى،عن سلمة بن كهيل،عن ابى سلمة، عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم،بمثل معناه.

[۱۱۷۵]أخبرنا الربيع:قال أخبرنا الشافعي : قال أخبرنا مسلم،عن ابن جريج،عن الثورى،عن مالك،عن يزيد بن عبدالله بن قسيط ،عن ابن المسيب عن عمر وعثمان رضى الله عنهمامثله أو مثل معناه.

۲۲) امام ابی القاسم الرافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

امام ابی القاسم الرافعی نے اپنی کتاب ''شرح مسند الشافعی'' میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی متعدد عن والی روایات لی ہیں اور انکی شرح میں کہیں بھی تدلیس کی وجہ سے روایت کو ضعیف نہیں کہا معلوم ہوا کہ یہ روایات انکے ہاں بھی مقبول ہیں اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس مضر نہیں حدیث نمبر:

۳۶، ۳۹، ۴۲، ۵۷، ۶۴، ۶۵، ۹۴، ۹۸، ۹۹، ۱۱۸، ۱۲۳، ۱۳۶، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۶۴، ۱۸۴، ۱۸۶، ۱۸۷، ۲۰۴، ۲۶۴، ۲۸۴، ۲۰۳۔

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''شرح مسند الشافعی'' ج ا میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی ۲۳ روایات لی ہیں جبکہ شرح کی چار جلدیں ہیں

شرح مسند الشافعی میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات

[٣٦] أبنا الربيع، أبنا الشافعي، أبنا سفيان، عن الزهري، عن رجلين أحدهما جعفر بن عمرو بن أمية الضمري، عن أبيه؛ أن رسول الله ﷺ أكل كتف شاة ثم صلىٰ ولم يتوضأ[٤].

[٣٩] أبنا الربيع، أبنا الشافعي، أبنا سفيان، عن أبي الزناد، عن الأعرج، عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: «لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَىٰ أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيرِ العِشَاءِ وَالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ»[١].

[٤٢] أبنا الربيع، أبنا الشافعي، أبنا سفيان، عن أبي الزناد، عن الأعرج، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ حَتَّىٰ يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ».

[٥٧] أبنا الربيع، أبنا الشافعي، أبنا سفيان، عن عاصم بن بهدلة، عن زر بن حبيش قال: أتيت صفوان بن عسال المرادي فقال: ما جاء بك؟ قلت: ابتغاء العلم. قال: إن الملائكة تضعُ أجنحتها لطالب العلم رضىً بما يطلب.

[٩٨] أبنا الربيع، أبنا الشافعي، أبنا سفيان، عن الزهري، عن سالم، عن أبيه؛ أن النبي ﷺ إذا عجل في السير جمع بين المغرب والعشاء(١).

الشرح

الحديث صحيح أخرجه البخاري(٢) ومسلم(٣) في الكتابين من

[١٢٣] أبنا الربيع، أبا الشافعي، أبنا سعيد بن سالم، عَنْ سُفْيَان الثوري، عن عبد الله بن محمد بن عَقِيل، عن محمد بن علي ابن الحَنَفِيَّة، عن أبيه أن رسول الله ﷺ قال: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ»(٣).

[١٨٦] أبنا الربيع، أبنا الشافعي، أبنا سفيان، عن عبد الملك بن عمير، عن أبي الأوبر الحارثي قال: سمعت أبا هُرَيْرَةَ يقول: كان رسول الله ﷺ ينحرف من الصلاة عن يمينه وعن شماله(٥).

۲۳) امام ابن الجارود رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

محدث سلیمان بن داؤد بن الجارود اپنی کتاب ''مسند ابی داؤد طیالسی'' صفحہ نمبر ۳۱۰ پر لکھتے ہیں

''روی الثوری ھذا الحدیث عن حصین عن عبد الاعلی عن الصلت قال۔۔۔۔

اسی طرح رقم الحدیث ۲۷۲ میں سند، سفیان عن الاعمش عن مجاھد عن ابی لیلی ،عن أبی ذر عن النبی ﷺ نحوہ۔۔ دیکھئے مسند ابی داؤد طیالسی ص نمبر ۳۷۷ برقم ۲۷۲۔

اسی طرح مسند ابی داؤد طیالسی صفحہ نمبر ۴۲۵ حدیث نمبر ۵۲۹ میں بھی ابی داؤد طیالسی کے نزدیک امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات مقبول ہیں اور انھوں نے اپنی مسند میں کہیں بھی سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ان کی روایت کو ضعیف نہیں کہا

۲۴) امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''شرح السنۃ'' میں درج ذیل عن والی روایات لی ہیں دیکھئے حدیث نمبر:

۱۱۸، ۱۱۹، ۱۱۳، ۱۴۵، ۱۵۲، ۱۶۱، ۱۹۳، ۲۲۶، ۲۳۰، ۲۳۱۔

امام بغوی کی اس نہج سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات صحیح ہیں اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا عنعنہ قبول ہے اور انکی تدلیس اُنکے لیے مضر نہیں

شرح السنۃ میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات کا عکس

١١٨ ـ أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الصمد التُّرابي، أنا أبو محمد عبد الله بن أحمد بن حَمُّويَة السَّرْخسي، أنا أبو إسحاق إبراهيم ابن خُزَيم الشاشي، نا أبو محمد عبد بن حُميد، نا عبد الرزّاق، أنا الثوري، عن عبد الأعلى، عن سعيد بن جُبير، عن ابن عباس.

قال: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ في القُرْآنِ بِرأْيِهِ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

١٣٣ ـ أخبرنا عبد الوهّاب بن محمد الكِسائي، أنا عبد العزيز بن أحمد الخلال، نا أبو العباس محمد بن يعقوب الأصم (ح) وأخبرنا أحمد بن عبد الله الصّالحي، ومحمد بن أحمد العارف، قالا: أخبرنا أبو بكر أحمد بن الحسن الحِيري، نا أبو العباس الأصم، أنا الربيع، أنا الشافعي، أنا سفيان، عن أبي الزناد، عن الأعرج، عن أبي هريرة

قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ، فَخِيَارُهُمْ في الجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ في الإسْلامِ إذا فَقُهُوا».

١٤٥ ـ أخبرنا عبد الواحد بن أحمد المَليحي، أنا أحمد بن عبد الله النُّعَيمي، أنا محمد بن يوسف، نا محمد بن إسماعيل، نا محمد بن يوسف، نا سفيان، عن الأعمش، عن أبي وائل، عن ابن مسعود قال:

كَانَ النَّبيُّ ﷺ يَتَخَوَّلُنَا بالمَوعِظَةِ في الأيَّامِ كَرَاهَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا.

١٥٢ ـ أخبرنا أبو الحسن عبد الوهاب بن محمد الكسائي ، أنا عبد العزيز بن أحمد الخلال ، أنا أبو العباس الأصم (ح) وأخبرنا أحمد بن عبد الله الصالحي ومحمد بن أحمد العارف ، قالا : أنا أبو بكر أحمد بن الحسن الحيري ، نا أبو العباس الأصم ، أنا الربيع ، أنا الشافعي ، أنا سفيان ، عن هشام بن عروة ، عن أبيه ، عن حمران

أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ ثَلاثاً ثَلاثاً ، ثُمَّ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ :

« مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوئِي هَذَا خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ وَجْهِهِ وَيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ » .

٢٣٠ ـ أخبرنا الشيخ الإمام حفظه الله ، حدثنا الإمام الحسين بن مسعود ، أنا عبد الواحد بن أحمد المليحي ، أخبرنا أحمد بن عبد الله النعيمي ، أخبرنا محمد بن يوسف ، أنا محمد بن إسماعيل ، أنا محمد بن يوسف ، نا سفيان ، عن عمرو بن عامر قال : سمعت أنساً قال :

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلاةٍ ، قُلْتُ : كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ ؟ قَالَ : يُجْزِىءُ أَحَدَنَا الْوُضُوءُ مَا لَمْ يُحْدِثْ .

هذا حديث صحيح [٢] وعمرو بن عامر : هو الأنصاري ، حديثه في الكوفيين .

۲۵) امام ابن ابی بکر الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی "عن" والی روایات:

امام ابن ابی بکر الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "بغیة الباحث عن زوائد مسند الحارث" میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات لی ہیں ملاحظہ فرمایئے

حدیث نمبر:

۳، ۱۳، ۱۰۸، ۱۴۵، ۱۴۹، ۱۹۰، ۲۴۰، ۳۶۷، ۴۰۴، ۴۷۴، ۴۷۵، ۵۲۵، ۵۴۸، ۶۴۴، ۶۴۸،

۷۰۸، ۸۷۱، ۹۱۲، ۹۴۳، ۹۴۶، ۹۵۲، ۹۸۰، ۱۰۰۸، ۱۰۲۲۔

امام ابن بکر الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ۲۴ مرتبہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی معنعن روایات لی ہیں اور کہیں بھی ان پر تدلیس کا الزام لگا کر روایات کو ضعیف نہیں کہا لہذا ان کے نزدیک بھی امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس مضر نہیں بلکہ مقبول ہے

''بغیۃ الباحث'' میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات کا عکس

٢٦٦ بغية الباحث

٢٢ ــ (باب فيمن يؤم بعدما صلى)

١٤٥ ــ حدثنا عبد العزيز بن أبان، ثنا سفيان الثوري، عن حبيب(١) بن أبي ثابت، عن أبي(٢) صالح قال : كان معاذُ بن جَبَل يصلي مع رسول الله ﷺ الفجر(٣)، ثم يأتي قومهُ فيصلي بهم(٤).

---

١٣ ــ حدثنا معاوية بن عمرو، ثنا أبو إسحاق الفزاري، ثنا سفيان الثوري، عن أيوب(٥)، عن أبي قلابة(٦)، عن رجل من أهل الشام، عن أبيه قال : جاء رجل إلى رسول الله ﷺ فسأله عن الإسلام، فقال له : «أَسْلِمْ تَسْلَمْ» قال : وما الإسلام؟

---

٣٦٧ ــ حدثنا محمد(٨) بن كثير، ثنا سفيان(٩) بن سعيد، عن عاصم(١٠) بن عبيد الله، عن عبد الله(١١) بن عامر بن ربيعة، عن أبيه(١٢) قال : قال رسول الله ﷺ : «تابِعُوا بين الحجِّ والعُمرة، فإنّ متابعَةَ ما بينهما تزيدُ في العُمر والرزْق، وتَنْفيان

---

٣ ــ حدثنا معاوية بن عمرو، ثنا أبو إسحاق، عن سفيان(٢)، عن حبيب(٣) بن أبي عمرة، عن سعيد(٤) بن جبير قال : خرج المقداد بن الأسود في سريّة، فمرّوا بقوم مشركين فرّوا وأقام رجل في أهله وماله، فقال : أشهد أن لا إلــه إلاّ الله، فقتله المقداد، فقيل له : أقتلته وهو يشهد أن لا إلــه إلاّ الله؟ فقال(٥) : ودّ لو أنه فرّ بماله وأهله، فقالوا : هذا رسول الله ﷺ فاسألوه، فأتوه فذكروا ذلك له فقال : «أقتلْتَهُ وَهُوَ يَشْهَدُ أنْ لا إلــه إلاّ الله؟» فقال : يارسول الله! ودّ لو أنه فرّ بماله وأهله، قال : فنزلت هذه الآية ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا ضَرَبْتُمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَتَبَيَّنُوا۟ . . ﴾(١) إلى قوله ﴿ كَذَٰلِكَ كُنتُم مِّن قَبْلُ ﴾ تخفون إيمانكم ـ وأنتم مع المشركين ﴿ فَمَنَّ ٱللَّهُ عَلَيْكُمْ ﴾ وأظهر الإسلام ﴿ فَتَبَيَّنُوٓا۟ ﴾(٢).

۲۶)امام عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

امام عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے ''المنتخب مسند عبد بن حمید ج اوّل طبع الریاض سعودی عرب میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی متعدد روایات نقل فرمائی ہیں مگر کہیں بھی تدلیس کی وجہ سے ضعیف قرار نہیں دیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک بھی امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس مضر نہیں تھی دیکھئے حدیث نمبر:

۷۱،۷۵،۱۴۶،۱۵۵،۱۶۲،۱۶۳،۱۷۰۔

المنتخب مسند عبد بن حمید میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات کا عکس

١٤٦ ـ حدثنا أبو نعيم، ثنا سفيان، عن عاصم بن أبي النجود، عن مصعب بن سعد، عن سعد قال: سئل النبي ﷺ: أي الناس أشدُّ بلاءً؟ قال: «الأنبياءُ، ثم الأمثلُ فالأمثلُ، يُبتلى الرجُلُ على حسب دينه؛ فإن كان في دينه صلابة زيد صلابة، وإن كان في دينه رقة خفف عنه، ولا يزال البلاء بالعبد حتّى يمشي على الأرض ما له خطيئة».

١٥٥ ـ حدثنا ابن أبي شيبة، ثنا وكيع بن الجراح، عن سفيان، عن حبيب بن أبي ثابت، عن إبراهيم بن سعد، عن سعد بن مالك وأسامة بن زيد وخزيمة بن ثابت قالوا: قال رسول اللّه ﷺ: «إنَّ هذا الطاعون رجزٌ وبقيَّةُ عذاب عُذِّبَ به قومٌ؛ فإذا وقع بأرضٍ وأنتم بها فلا تخرجوا منها فِراراً منه، وإذا وقع بأرض ولستم بها فلا تدخلوها».

١٦٢ ـ أخبرنا يزيد بن هارون، أنا سفيان الثوري، عن سلمة بن كهيل، عن سويد بن غفلة قال: خرجت مع زيد بن صوحان وسلمان بن ربيعة فوجدت سَوطًا فأخذته، فقالا: دعهُ، فقلتُ: لا أدعه للسباع؛ لآخذنه فلأستمتعن به، فسألت أُبيَّ بن كعب فقال: أحسنت؛ إني وجدت على عهد رسول اللّه ﷺ صُرَّةً فيها مائةُ دينار، فأتيتُهُ بها فقال: «عَرِّفْها حولاً». فعرَّفتُها حولاً فلم أجد من يعرفها، فأتيته فقال: «عَرِّفْها حولاً آخر». ثم أتيتُهُ، فقال:

---

(١٦١) صحيح.

وأخرجه مسلم في الصلاة (ص٤٦٠)، وأبو داود، وابن ماجه في الصلاة.

(١٦٢) صحيح.

وأخرجه البخاري في اللقطة «فتح» (٥/ ٧٨)، ومسلم في اللقطة (ص١٣٥٠)، وأبو داود في اللقطة، والترمذي في الأحكام، وابن ماجه في الأحكام، وعزاه المزي في «الأطراف» إلى النسائي في اللقطة من «السنن الكبرى»، وأحمد (٥/ ١٢٦).

۲۷)امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اورامام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''الاوائل'' میں تقریباً ۵ مرتبہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات لی ہیں مگر کہیں بھی تدلیس کا الزام دے کر ان روایات کو رد نہیں کیا نہ ضعیف کہا ملاحظہ فرمایئے

حدیث نمبر:

۹،۳۰،۳۱،۳۳،۴۷۔

الاوائل میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات کا عکس

٣٠ ـ حدثنا محمود بن محمد الواسطي، حدثنا زكريا بن يحيى رحويه، حدثنا إسحاق بن يوسف الأزرق، عن سفيان الثوري، عن الأعمش، عن مسلم البطين عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس قال:

« لما أخرج النبي ﷺ من مكة قال أبو بكر: إنا لله وإنا إليه راجعون، أخرجوا نبيهم لَيَهْلِكُنَّ، فنزلت هذه الآية [أذن للذين يقاتلون بأنهم ظلموا، وإن الله على نصرهم لقدير....] (١٤٤) قال فعرفت أنه سيكون قتال. قال ابن عباس، وهي أول آية نزلت في القتال ».

★ الإسناد: رجاله رجال الصحيح خلا زكريا بن يحيى رحويه فثقة

٣١ ـ حدثنا محمد بن زكريا الغلابي، حدثنا أبو همام محمد بن محبَّب الدلال، حدثنا سفيان بن سعيد الثوري، عن الأعمش، عن أبي صالح، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ:

« أول زمرة تدخل الجنة على صورة القمر ليلة البدر، ثم الذين يلونهم على أشد نجم في السماء إضاءة، ثم هم بعد منازل، ولا يبولون، ولا يتغوطون، ولا يتمخطون، ولا يتفلون، أمشاطهم الذهب، ومجامرهم الألوة، ورشحهم المسك، وخلقهم على خلق رجل واحد، على صورة أبيهم آدم ستون ذراعاً ».

★ الإسناد: رجاله الصحيح غير أبي همام وهو ثقة (١٤٨) غير أن شيخ

۲۸) امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''صحیح ابن حبان'' میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات لی ہیں اور انکو بوجہ تدلیس ضعیف قرار نہیں دیا بلکہ ان کے نزدیک انکا عنعنہ مقبول ہے ملاحظہ فرمایئے

''الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ''تحقیق شعیب الارناؤوط میں درج ذیل احادیث

حدیث نمبر:

۱۷۸، ۱۹۱، ۲۳۲، ۳۰۶، ۳۹۱، ۳۹۶، ۴۰۲، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۶۳، ۴۷۱، ۴۷۷، ۴۷۸، ۵۳۱،

۵۸۶، ۶۳۶، ۷۲۷، ۷۴۹، ۷۶۶، ۸۴۹، ۹۱۴، ۹۴۷، ۹۷۹، ۱۰۵۳، ۱۰۹۵، ۱۱۰۰، ۱۱۲۸،

۱۲۴۰، ۱۲۴۲، ۱۲۵۴، ۱۲۹۳، ۱۳۱۳، ۱۳۲۹، ۱۳۵۷، ۲۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۹۵، ۱۴۳۶، ۱۴۵۲،

۱۴۵۳، ۱۴۹۲، ۱۵۲۵، ۱۶۱۵، ۱۶۵۲، ۱۶۵۴، ۱۶۶۹، ۱۷۵۸، ۱۸۰۸، ۱۸۱۸، ۱۹۵۰، ۱۹۵۶،

۱۹۸۰، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۱۴۳، ۲۱۶۰، ۲۱۷۸، ۲۳۰۱، ۲۳۳۴، ۲۳۵۸، ۲۳۵۹، ۲۵۶۲،

۲۷۱۸، ۲۷۸۳، ۲۸۵۴، ۲۸۷۰، ۲۸۷۵، ۲۹۷۰، ۳۰۰۴، ۳۰۰۵، ۳۰۱۸، ۳۰۶۲، ۳۱۰۰،

۳۱۱۸، ۳۱۶۷، ۳۱۷۳، ۳۲۵۲، ۳۲۷۷، ۳۲۸۳، ۳۳۱۱، ۳۳۲۴، ۳۶۹۴، ۳۶۹۸،

۳۷۱۷، ۳۹۹۵، ۴۰۴۴، ۴۰۵۸، ۴۲۴۹، ۴۲۰۰، ۴۷۱۰، ۴۷۹۱، ۴۸۷۸، ۴۹۶۰، ۵۲۷۱،

۵۷۱۰، ۵۹۲۰، ۶۱۳۹، ۶۱۴۳، ۶۱۸۸، ۶۱۸۹، ۶۱۹۵، ۶۳۱۲، ۶۳۳۲، ۶۴۳۷، ۶۴۴۲،

۶۴۸۱، ۶۴۸۵، ۶۸۸۵، ۶۵۹۱، ۶۶۸۶، ۶۶۹۰، ۶۷۱۴، ۶۷۳۹، ۶۸۲۴، ۶۹۴۱،

۶۹۴۲، ۷۰۸۹، ۷۱۱۸، ۷۲۱۴، ۷۲۲۴، ۷۲۲۴، ۷۳۲۸، ۷۳۵۸، ۷۴۳۵، ۷۴۳۹

صحیح ابن حبان میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات کا عکس

١٧٨ ـ أخبرنا الفضلُ بنُ الحُباب، حدثنا محمدُ بنُ كثير، أخبرنا سفيانُ، عن منصور، عن رِبْعي

عن علي، عن النبيِّ صلى اللّه عليه وسلم قال: «لا يُؤمِنُ لعَبْدٌ حتى يُؤمِنَ بأربع: يَشْهَدُ أنْ لا إلهَ إلاَّ اللّهُ، وأنِّي رَسُولُ اللّهِ،

١٩١ ـ أخبرنا الحسينُ بنُ بِسْطام بالأُبُلَّة، قال: أخبرنا عمرُو بنُ علي، قال: حدثنا حسينُ بنُ حَفْص، قال: حدثنا سفيانُ الثوريُّ، عن سهيل بن أبي صالح [عن عبدالله بن دينار، عن أبي صالح][٢]

عن أبي هريرة، قال: قال رسولُ اللّه صلى اللّه عليه وسلم: «الإيمانُ بِضْعٌ وَسَبعُونَ شُعْبَةً، أعْلاها شَهادَةُ أنْ لا إلهَ إلاَّ اللّهُ، وأدْناها إماطَةُ الأذى عَنِ الطَّريقِ»[٣]. [٢: ٦٥]

١٣٧٢ ـ أخبرنا الحسينُ بن محمد بن أبي معشر بِحَرّان، قال: حدثنا إسحاقُ بن زيد الخَطّابي، قال: حدثنا الفريابيُّ، عن سفيان، عن هشام بن عُرْوَة، عن أبيه،

عن عائشة قالت: كَانَ النَّبيُّ، صلى اللّهُ عليه وسلم، يُؤتى بالصِّبْيانِ فَيُحَنِّكُهُمْ، فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ، فَبالَ عَلَيْهِ، فَأتْبَعَهُ الماءَ، وَلَمْ يَغْسِلْهُ[٢]. [٤: ١]

على عِمْرَانَ(١) دونَ سَمُرَةَ(٢).

ذِكْرُ الإخبارِ عَمَّا يَعْمَلُ المُصَلِّي في قيامِهِ
عند عَدَمِ قراءةِ فاتحةِ الكِتابِ

١٨٠٨ ـ أخبرنا الفضلُ بنُ الحُبَابِ، قال: حدثنا إبراهيمُ بن بَشّارٍ، قال: حدثنا سُفيانُ، عن مِسْعَرِ بنِ كِدَامٍ، ويزيدَ أبي خالد، عن إبراهيم ابن إسماعيلَ(٣) السَّكْسَكِي،

٢٥٦٢ ـ أخبرنا محمدُ بنُ عبد الرحمن، قال: حدثنا عليُّ بنُ حربٍ، قال: أخبرنا القاسمُ بنُ يزيدَ الجَرْمِيُّ، عن سفيانَ الثوريّ، عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ، عن أبي الأحوص

عَنْ عَبْدِ اللَّه قال: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عن رَجُلٍ نَامَ حَتَّى أَصْبَحَ، فَقَالَ: «بالَ الشَّيْطَانُ في أُذنِهِ أَوْ(١) في أذنيه»(٢).

٢٨٧٥ ـ أخبرنا الحَسَنُ بنُ سُفيانَ، قال: حَدَّثنا أبو بكر بنُ أبي شَيبةَ، قالَ: حَدَّثنا وكيعٌ، قال: حَدَّثنا سفيانُ، عن منصورٍ، عن مُجاهِدٍ

عن أبي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ، قالَ: كانَ رَسولُ اللَّهِ ﷺ بِعُسْفَانَ والمشركون بِضَجْنَانَ، فَلَمَّا صَلَّى رسولُ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ،

٣٠٠٤ـ أخبرنا أحمدُ بنُ محمدِ بنِ الشَّرْقي، قال: حدَّثنا محمدُ بنُ يَحْيَى الذُّهْلِيُّ، قال: حَدَّثنا محمدُ بنُ إسماعيلَ الفارسي، قال: حَدَّثنا الثَّوْرِيُّ، عن منصورٍ، عن هلالِ بنِ يِسافٍ، عن الأَغَرّ

عن أبي هُريرةَ، قالَ: قالَ رسولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إلا اللَّهُ، فإنَّهُ مَنْ كانَ آخرَ كَلِمَتِهِ لا إلهَ إلا اللَّهُ عِنْدَ المَوْتِ، دَخَلَ الجنةَ يَوْماً مِنَ الدَّهْرِ، وإن أصابَهُ قبلَ ذلكَ ما أَصَابَهُ»(١). [١٠٢:١]

۲۹)امام احمد بن علی المثنیٰ التمیمی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی "عن" والی روایات:

امام ابی یعلی موصلی نے مسند ابی یعلی میں متعدد بار امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات درج فرمائی ہیں اور انکو بوجہ تدلیس ضعیف قرار نہیں دیا ملاحظہ فرمایئے حدیث نمبر:

۱۲، ۱۵، ۳۹، ۵۳، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۸۹، ۲۱۸، ۲۳۸، ۲۴۱، ۲۷۹، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۹۶، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۲۰، ۳۲۳، ۳۳۳، ۳۳۵، ۳۳۹، ۳۵۰، ۳۷۷، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۴، ۴۰۳، ۴۱۱، ۴۲۴، ۴۲۸، ۴۹۱، ۵۴۰، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۵۶، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۱، ۶۲۴، ۶۲۵۔

مسند ابی یعلی موصلی میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات کا عکس

٣٩ - حدّثنا زُهير بن حَرْب ، حدّثنا قبيصة ، حدّثنا سفيان ، عن عمر بن سعيد بن أبي حسين ، عن ابن أبي مليكة ، عن عقبة بن الحارث ، قال :

رَأَيْتُ أبا بكر يَحْمِلُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَيَقولُ : « يا بِأَبِي شَبِيهُ النَّبِيِّ لَيْسَ شَبِيهُ بِعَلِيٍّ ، وعَلِيٌّ مَعَهُ يَتَبَسَّمُ »(٢).

٧٩ - (٢١٨) - حدّثنا أبو خيثمة ، حدّثنا وكيع ، عن سفيان ، عن إبراهيم بن عبد الأعلى ، عن سويد بن غفلة .

« أنَّ عُمر قَبَّلَهُ - يعني الحجر - وَالْتَزَمَهُ ، وَقالَ : رَأَيْتُ أبا القاسِمِ ﷺ بِكَ حَفِيًّا »(٢).

١٠٢ - (٢٤١) - حدّثنا أبو خيثمة ، حدّثنا وكيع ، حدّثنا سفيان ، عن زُبَيْد ، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى .

عن عمر قالَ : «صلاةُ السَّفَرِ رَكْعَتانِ ، وَصَلاةُ الفِطْرِ رَكْعتانِ ، وصَلاةُ الأَضْحىٰ رَكْعَتانِ ، وَصَلاةُ الجُمُعَةِ رَكْعتانِ ، تمامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلى لِسانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ »(١).

٢١ - (٢٨١) - حدّثنا زهير ، حدّثنا عبد الرحمن ، عن سفيان ، عن عاصم بن كليب ، عن أبي بُردة ،

عن علي قالَ : « نَهاني رَسولُ اللّهِ ﷺ أَنْ أَجْعَلَ الْخاتَمَ في

٣٦ - (٢٩٦) - حدّثنا عبيد الله بن عمر ، حدّثنا عبد الرحمن، حدّثنا سفيان، عن الأعمش، عن إبراهيم التيمي ، عن أبيه.

عن علي ، قالَ : ما عِنْدنا إلا كتابُ اللّهِ وَهذه الصُّحيفَةُ عَنِ النبي ﷺ أنّه قالَ : « إنَّ المدينَةَ حَرامٌ ما بَيْن عائِرٍ إلىٰ ثَوْرٍ ، مَنْ أَحْدَثَ فيها حَدَثاً أوْ أوىٰ مُحْدِثاً فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّهِ والملائِكَةِ وَالنَّاس

١٢٩ - (٣٨٩) - حدّثنا عبيد الله بن عمر ، حدّثنا عبد الرحمن بن مهدي ، عن سفيان ، عن الأعمش ومنصور ، عن أبي الضحى ، عن شُتَيْر بن شَكَل .

عن عليٍّ ، قالَ : «شَغَلَنا المشركونَ يَوْمَ الأحْزابِ عَنْ صَلاةِ الوُسْطىٰ ـ صَلاةُ الوُسطىٰ : صلاةُ العَصْرِ ـ مَلأَ اللّهُ قُبورَهُمْ وَبُيوتَهُمْ وَأَجْوافَهُمْ ناراً »[١] .

١٥١ - (٤١١) - حدّثنا عبيد الله بن عمر ، حدّثنا عبد الرحمن ، حدّثنا سفيان وشعبة ، عن منصور بن المعتمر ، عن هلال بن يِساف ، عن وَهْب بن الأجْدَع ،

عن علي ، عن النبيِّ ﷺ قالَ : « لا تُصَلُّوا بَعْدَ الْعَصْرِ إلاّ أنْ تُصَلُّوا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ »[١] .

۳۰) امام عبدالرزاق صنعانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات:

امام عبدالرزاق صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مصنف عبدالرزاق'' میں متعدد بار امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات نقل فرمائی ہیں اور انکو بوجہ تدلیس ضعیف قرار نہیں دیا انکے نزدیک بھی یہ روایات صحیح ہیں دیکھئے حدیث نمبر:

۳۲،۳۶،۴۴،۴۶،۶۸،۷۱،۸۲،۹۶،۹۹،۱۰۰،۱۱۱،۱۲۸،۱۳۱،۱۳۲،۱۳۴،۱۳۵،۱۳۷،

۱۴۸،۱۵۷،۱۶۲،۱۷۲،۱۹۲،۱۹۳،۱۹۴،۱۹۸،۲۰۴،۲۱۱،۲۱۲،۲۲۴،۲۲۵،۲۲۶،۲۳۹،۲۴۰،

۲۴۱،۲۴۲،۲۸۶،۳۰۹،۳۱۵،۳۲۰،۳۲۱،۳۲۷،۳۳۹،۳۴۱،۳۵۶،۳۵۷،۳۶۰،۳۸۸،

۳۹۲،۳۹۶،۵۱۵۰،۱۴۱۲،۵۸۶۶،۶۷۰۰،۶۷۹۶،۷۱۶۷،۷۱۶۸،۷۵۹۲،۸۰۱۲،

۹۲۷۷،۹۴۰۱،۹۸۲۲،۹۸۳۲،۱۱۰۷۳۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ مصنف عبدالرزاق کے مرکزی راوی ہیں اور انکی تدلیس امام صاحب کے ہاں مقبول ہے

مصنف عبدالرزاق میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات کا عکس

٣٢ - عبد الرزاق عن الثوري عن منصور عن أبي معشر عن إبراهيم أنه كان يمسح ظهور الأذنين وبطونهما[٣] ؛

١٣٢ - عبد الرزاق عن الثوري عن جابر عن الشعبي قال : تجزىء مرّة إذا أسبغ الوضوء .

١٩٣ - عبد الرزاق عن الثوري عن يونس بن عبيد عن الحسن أن النبي ﷺ استسقى ، فأُتي بسقاء ، قيل : إنه ميّت وذكروا الدباغ قال : فشرب النبي ﷺ منه .

باب لا تكون صلاة واحدة لشتّى[٢]

٢٢٦٢ - عبد الرزاق عن الثوري عن منصور عن إبراهيم في رجل نام عن الظهر حتى كانت العصر ، وهو إمام قوم ، ثم صلّى بهم وهو يقولها الظهر ، وهم العصر ، قال : يجزئه من صلاته ويعتمد ، ويعيدون العصر[٣] .

٣٥٨٤ - عبد الرزاق عن الثوري عن ليث قال : يكره أن يكون في فيه الدراهم أو الشيء وهو يصلّي ، قال سفيان : ولا بأس أن يصلّي الرجل وفي حُجزته الطعام أو الشيء ، عن غير واحد[٢] .

ان تمیں محدثین کی کتب سے یہ ثابت ہوا کہ انھوں نے اپنی اپنی کتب میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''عن'' والی روایات لی ہیں بلکہ امام موصوف ان کی کتابوں کے مرکزی راوی بھی ہیں اگر ان کے عنعنہ کی وجہ سے اس روای کی روایت کو ضعیف قرار دیا جائے تو ان کتابوں کی اکثر روایات ساقط ہو جائیں گی مگر ان محدثین میں سے کسی نے بھی ان کے عنعنہ کی وجہ سے ان کی روایات کو ضعیف قرار نہیں دیا ہے بلکہ محدثین میں سے کسی نے بھی ان پر تدلیس کا الزام لگا کر احادیث کو رد نہیں کیا ہے یہ صرف زبیر علی زئی غیر مقلد ہی ہیں جنھوں نے پہلی دفعہ صرف ترک رفع الیدین کی اس روایت کو رد کرنے کا ایک نیا فارمولا نکالا ہے ہمارے نزدیک یہ انکا ذہنی خلفشار ہے ہم اُمید کرتے ہیں کہ جس طرح انھوں نے پہلے چند ایک خدشات باطنی سے رجوع کیا ہے اسی طرح اس سے بھی رجوع کر لینا چاہیے اور اس صحیح سند کی روایت کو قبول کرتے ہوئے ضد وعناد کو چھوڑ دینا چاہیے ایک محقق سے یہی توقع ہو سکتی ہے اللہ رب العزت حق واضح ہونے کے بعد اسکو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے



﴿محدثین کرام اور سند سفیان عن عاصم بن کلیب کا تحقیقی جائزہ﴾

محدثین کرام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات کا پچھلے صفحات میں تحقیقی جائزہ آپ نے ملاحظہ فرمایا اب خصوصاً امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی وہ سند جو ہماری اس روایت میں موجود ہے یعنی ''سفیان عن عاصم بن کلیب'' تو آیئے دیکھتے ہیں کہ محدثین کے ہاں اس کا کیا مقام ہے

(۱) امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور سند سفیان عن عاصم بن کلیب:

سنن ابو داؤد میں تین مرتبہ اس سند کے ساتھ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایات نقل کی ہیں ملاحظہ فرمایئے سنن ابوداؤد مع احکام ناصر الدین البانی

۱) سنن ابوداؤد، کتاب الضحایا باب یجوز فی الضحایا من السنّ برقم ۲۷۹۹ (صحیح)

سند: حدثنا الحسن بن علی ،قال أنا عبد الرزاق أنا الثوری ،عن عاصم بن کلیب عن أبیه قال: کنا مع رجل من أصحاب النبی ﷺ ۔۔۔الخ

۲) سنن ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع برقم ۷۴۸ (صحیح)

سند: حدثنا عثمان بن أبی شیبة. نا وکیع، عن سفیان عن عاصم ابن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود، عن علقمة قال. قال عبدالله بن مسعود ۔۔۔الخ

۳) سنن ابوداؤد کتاب الرجل باب فی تطویل الجمعة برقم ۴۱۹۰ (صحیح)

سند: حدثنا محمد بن العلاء ،نا معاویة بن هشام و سفیان بن عقبة السوائی (هو أخو قبیصة) و حمید بن خوار عن سفیان الثوری عن عاصم بن کلیب، عن أبیه عن وائل بن حجر قال ۔۔۔الخ

سنن ابوداؤد میں سند "سفیان عاصم بن کلیب" کا عکس

۱۱۹ ـ بَابُ مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ

۷٤۸ ـ (صحيح) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، نَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمٍ ـ يَعْنِي ابْنَ كُلَيْبٍ ـ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: أَلاَ أُصَلِّي بِكُمْ صَلاَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: فَصَلَّى، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلاَّ مَرَّةً.

۲۷۹۹ ـ (صحيح) حدثنا الحسن بن علي، قال: أنا[1] عبد الرزاق، أنا الثوري، عن عاصم بن كُلَيب، عن أبيه قال: كنا مع رجل من أصحاب النبي ﷺ يقال له: مُجاشع، من بني سُلَيم، فعَزَّت الغنم، فأمَرَ منادياً فنادى: إن رسول الله ﷺ كان يقول: «إن الجذعَ يُوفِّي مما يُوفِّي منه الثَّنِيُّ». قال أبو داود: وهو مجاشع بن مسعود.

---

۱۱ ـ باب في تطويل الجُمَّة

٤۱۹۰ ـ (صحيح) حدثنا محمد بن العلاء، نا معاوية بن هشام وسفيان بن عقبة السُّوائي ـ [هو أخو قبيصة]ـ[2] وحميد بن خُوار، عن سفيان الثوري، عن عاصم بن كُلَيب، عن أبيه، عن وائل بن حُجْر قال: أتيت النبي ﷺ ولي شعر طويلٌ، فلما رآني رسول الله ﷺ قال: «ذُبابٌ ذُبابٌ». قال: فرجعت فجززته، ثم أتيته من الغد فقال: «إني لم أَعْنِك، وهذا أحسن».

(۲) امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور سند "سفیان عن عاصم بن کلیب":

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن نسائی میں تقریباً ۸ مرتبہ سفیان عن عاصم بن کلیب درج فرمایا ہے ملاحظہ فرمایئے

۱) سنن نسائی مع احکام البانی کتاب السهو باب صفة الجلوس فی رکعة التی یقضی فیها الصلاة. برقم ۱۲۶۳ (صحیح)

سند: أخبرنا قتيبة قال حدثنا سفيان عن عاصم بن كليب، عن أبيه، عن وائل بن حجر، قال: رأيت رسول الله ﷺ ۔۔۔الخ

۲) سنن نسائی کتاب السهو باب موضع الذراعین برقم ۱۲۶۴ (صحیح الاسناد)

سند: اخبرنا محمد بن علی بن میمون الرقی. قال حدثنا محمد. وهو ابن یوسف الفریابی، قال حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن أبیه عن وائل حجر انه رأی النبی ﷺ ۔۔۔الخ

۳) سنن نسائی کتاب القیام اللیل، باب الاختلاف علی عائشة فی احیاء اللیل برقم ۱۶۴۵. (صحیح)

سند: أخبرنا عمرو بن علی: قال حدثنا صالح بن مهران و کان ثقة عن أبیه عن أبی هریرة قال کان رسول الله ﷺ ...الخ

۴) سنن نسائی، کتاب الزینة باب تطویل الجمعة برقم ۵۰۶۶ (صحیح)

سند: أخبرنا احمد بن حرب، قال حدثنا قاسم، قال حدثنا سفیان، عن عاصم بن کلیب عن أبیه عن وائل بن حجر قال أتیت النبی ﷺ ۔۔۔الخ

۵) سنن نسائی، کتاب الزینة، باب النهی عن الخاتم فی السبابة برقم

۵۲۱۰(صحیح)

سند: أخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان، عن عاصم بن كليب عن أبي برده قال: قال على رضى الله عنه۔۔۔الخ

۲)سنن نسائی، کتاب الزینة،باب النهی عن الخاتم فی السبابة برقم ۵۲۱۱(صحیح)

سند: أخبرنا محمد بن المثنى و محمد بن بشار قالا. حدثنا عبد الرحمن عن سفيان، عن عاصم بن كليب عن أبي برده عن على، قال: نهاني رسول الله ﷺ۔۔۔الخ

۷)سنن نسائی، کتاب الصلوٰة باب ترک ذٰلک برقم ۱۰۲۶(صحیح)

سند: أخبرنا سويد بن نصر، قال أنبأنا عبد الله بن مبارك عن سفيان عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبد الله قال۔۔۔الخ

۸)سنن نسائی، کتاب الصلوٰة باب الرخصة فی ترک ذٰلک برقم۱۰۵۸(صحیح)

سند: أخبرنا محمود بن غيلان المروزى، قال حدثنا وكيع، قال، حدثنا سفيان عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبد الله انه قال۔۔۔الخ

سنن نسائی میں سند سفیان "عن عاصم بن کلیب" کا عکس

٨٧ ـ تَرْكُ ذَلِكَ

١٠٢٦ ـ (صحيح) أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ، قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: فَقَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ، ثُمَّ لَمْ يُعِدْ. [«الترمذي» (٢٥٧)]

١٢٦٣ ـ (صحيح) أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا جَلَسَ أَضْجَعَ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَيَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَعَقَدَ ثِنْتَيْنِ؛ الْوُسْطَى وَالإِبْهَامَ، وَأَشَارَ. [مضى (١١٥٩)].

٣٠ ـ بَابُ مَوْضِعِ الذِّرَاعَيْنِ

١٢٦٤ ـ (صحيح الإسناد) أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ـ وَهُوَ ابْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ ـ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ؛ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ ذِرَاعَيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ؛ يَدْعُو بِهَا. [انظر ما قبله].

١٦٤٥ ـ (صحيح) أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مِهْرَانَ ـ وَكَانَ ثِقَةً ـ، قَالَ: حَدَّثَنَا النُّعْمَانُ بْنُ عَبْدِالسَّلَامِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي حَتَّى تَزْلَعَ ـ يَعْنِي: تَشَقَّقَ ـ قَدَمَاهُ. [«ابن ماجه» (١٤٢٠)].

١١ ـ تَطْوِيلُ الْجُمَّةِ

٥٠٦٦ ـ (صحيح) أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَلِي جُمَّةٌ، قَالَ: «ذُبَابٌ»، وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَعْنِينِي، فَانْطَلَقْتُ فَأَخَذْتُ مِنْ شَعْرِي، فَقَالَ: «إِنِّي لَمْ أَعْنِكَ، وَهَذَا أَحْسَنُ» [مضى (٥٠٥٢)].

٧٦٨

٥٢ـ النَّهْيُ عَنِ الخاتَمِ في السَّبَّابَةِ

٥٢١٠ ـ (صحيح) أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عَلِيُّ! سَلِ اللهَ الْهُدَى وَالسَّدَادَ». وَنَهَانِي أَنْ أَجْعَلَ الْخَاتَمَ فِي هَذِهِ وَهَذِهِ، وَأَشَارَ ـ يَعْنِي بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى ـ. [م (٦ / ١٥٢ و ٨ / ٨٣)].

٥٢١١ ـ (صحيح) أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْخَاتَمِ فِي هَذِهِ وَهَذِهِ. ـ يَعْنِي: السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى ـ. وَاللَّفْظُ لابْنِ الْمُثَنَّى [م، انظر ما قبله]

٢٠ ـ الرُّخْصَةُ فِي تَرْكِ ذَلِكَ

١٠٥٨ ـ (صحيح) أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ الْمَرْوَزِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ، أَنَّهُ قَالَ: أَلاَ أُصَلِّي بِكُمْ صَلاَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَصَلَّى، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلاَّ مَرَّةً وَاحِدَةً. [مضى (١٠٢٦)].

(۳) امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور سند سفیان عن عاصم بن کلیب:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سنن ترمذی'' میں تقریباً ۲ مرتبہ سند سفیان عن عاصم بن کلیب سے روایت فرمایا ہے

۱) سنن ترمذی مع احکام البانی کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء أن النبی ﷺ یرفع الا فی اول مرّۃ. برقم ۲۵۷ (صحیح)

سند: حدثنا هناد، قال بحدثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة قال: قال عبد الله بن مسعود ۔۔۔الخ

۲) **سند**: حدثنا ابن أبی عمر قال حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابن أبی موسیٰ قال سمعت علیا . . . الخ (سنن ترمذی باب کراهیة التختم فی اصبعین برقم ۱۷۸۶ (صحیح)

سنن ترمذی میں سند سفیان ''عن عاصم بن کلیب'' کا عکس

۷۹ ـ بَاب مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَرْفَعْ إِلاَّ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ

۲۵۷ ـ (صحيح) حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عن سفيان، عن عاصم بن كليب، عن عبدالرحمن بن الأسود، عن علقمة، قال: قال عبدالله بن مسعود: ألا أصلي بكم صلاة رسول الله ﷺ؟ فصلّى، فلم يرفع يديه إلا في أوّل مرّة. وفي الباب عن البراء بن عازب. حديث ابن مسعود حديث حسن. وبه يقول غير واحد من أهل العلم من أصحاب النبي ﷺ والتابعين. وهو قول سفيان الثوري وأهل الكوفة. [«صفة الصلاة» - الأصل -، «المشكاة» (۸۰۹)].

(٤٤) باب كَرَاهِيَةِ التَّخَتُّمِ في أُصْبُعَيْن

۱۷۸٦ ـ (صحيح بلفظ: في هذه أو هذه ـ شك عاصم ـ) حَدَّثَنَا ابن أبي عُمَر، قال: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عن

(۴)امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور سند سفیان عن عاصم بن کلیب:

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے سند سفیان عن عاصم بن کلیب کو تقریباً ۲ مرتبہ روایت فرمایا ہے اور اس کو صحیح سمجھا ہے ملاحظہ فرمائیے

۱)سنن ابن ماجه مع احكام البانی كتاب الاضاحی باب ما تجزیء من الاضاحی برقم ۳۱۴۰ (صحیح)

سند:حدثنا محمد بن يحيىٰ،قال حدثنا عبد الرزاق قال أنبأنا الثورى عن عاصم بن كليب عن أبيه قال كنا مع رجل من أصحاب رسول الله ﷺ۔۔۔الخ

۲)سنن ابن ماجه كتاب اللباس باب كراهية كثرة الشعر برقم ۳۶۳۶(صحيح الاسناد)

سند:حدثنا ابو بكر بن أبى شيبة قال حدثنا معاوية بن هشام و سفيان بن عقبة عن سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر قال رأني النبى ﷺ۔۔۔الخ

سنن ابن ماجہ میں سند سفیان عن عاصم بن کلیب کا عکس

٣١١٠ ـ (صحيح) حدّثنا محمّدُ بنُ يحيى، قالَ: حدّثنا عبدُ الرّزّاقِ، قالَ: أنبأنا الثّوريّ، عنْ عاصمِ بنِ كُلَيبٍ، عنْ أبيهِ؛ قالَ: كُنّا معَ رَجُلٍ من أصحابِ رَسولِ اللّهِ ﷺ يُقالُ له: مُجاشعٌ، من بني سُلَيمٍ، فعَزّتِ الغَنَمُ، فأمرَ مُنادياً فنادى: أنّ رسولَ اللّهِ ﷺ كانَ يقولُ: «إنّ الجَذَعَ يُوفي[1] ممّا تُوفي الثّنيّةُ[2]». [«الإرواء»

٣٧ ـ باب كراهية كثرة الشّعر

٣٦٣٦ ـ (صحيح الإسناد) حدّثنا أبو بكرِ بنُ أبي شيبةَ، قالَ: حدّثنا مُعاويةُ بنُ هشامٍ، وسُفيانُ بنُ عُقبةَ، عنْ سُفيانَ، عنْ عاصمِ بنِ كُلَيبٍ، عنْ أبيهِ، عن وائلِ بنِ حُجْرٍ قالَ: رآني النّبيُّ ﷺ ولي شَعَرٌ طَويلٌ، فقالَ: «ذُبابٌ، ذُبابٌ[3]» فانطلقتُ فأخذتُهُ فرآني النّبيُّ ﷺ فقالَ: «إنّي لم أعنِكَ، وهذا أحسنُ»

(۵) امام حاکم اور سند سفیان عن عاصم بن کلیب:

امام حاکم نے ۲ مرتبہ سند سفیان عن عاصم بن کلیب کو مستدرک میں درج کیا اور اسکی تصحیح کی ہے ملاحظہ فرمائیے

۱) مستدرك للحاكم ج اول صفحه نمبر ۵۵۵ كتاب الزكوة برقم۱۴۵۶ (هذا حديث صحيح)

سند: أخبرنا ابو عبد الله محمد بن عبد الله الصفار ثنا أحمد بن يونس الضبي وأخبرنا محمدبن أحمد بن تميم القنطرى ببغداد ثنا أبو قلابة ثنا أبو عاصم عن سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر عن النبى ﷺ۔۔۔الخ

۲) مستدرك للحاكم ۲ / ۳۲۵ كتاب التفسير برقم ۳۱۳۱ (هذا حديث صحيح)

سند: أخبرنا الحسن بن يعقوب العدل ثنا محمد بن عبد الوهاب ثنا جعفر بن عون ثنا سفيان بن سعيد عن عاصم بن كليب عن أبيه عن ابن عباس رضى الله عنه۔۔۔الخ

مستدرک حاکم میں سند سفیان عن عاصم بن کلیب کا عکس

٣١٣١- أخبرنا الحسن بن يعقوب العدل ثنا محمد بن عبد الوهاب ثنا جعفر بن عون ثنا سفيان بن سعيد عن عاصم بن كليب عن أبيه عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه كان رآهم يطوفون بين الصفا والمروة قال: هذا مما أورثتكم أم إسماعيل.

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

١٤٥٦- أخبرنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الصفار ثنا أحمد بن يونس الضبي. وأخبرنا محمد بن أحمد بن تميم[1] القنطري ببغداد ثنا أبو قلابة قالا ثنا أبو عاصم عن سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر عن النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم أنه بعث لي رجل فبعث إليه بفصيل مخلول[2]، فقال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم: «جاء مصدق الله ومصدق رسوله فبعث بفصيل مخلول اللهم لا تبارك له فيه ولا في إبله»، فبلغ ذلك الرجل فبعث إليه بناقة من حسنها وجمالها فقال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم: «بلغ فلانًا ما قال رسول الله - صلى الله عليه وعلى آله وسلم - فبعث بناقة من حسنها اللهم بارك فيه وفي إبله».

هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه.

(۶)امام اَبی یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور سند سفیان عن عاصم بن کلیب:

امام ابی یعلیٰ احمد بن علی بن المثنی الموصلی نے ''مسند ابی یعلیٰ الموصلی'' بتحقیق ارشادالحق الاثری میں سند ''سفیان عن عاصم بن کلیب'' سے روایت کیا ہے دیکھئے

۱)مسند ابی یعلیٰ الموصلی ۱/۱۷۶ ،برقم ۲۷۶ مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

سند:حدثنا زھیر،حدثنا عبدالرحمن،عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن أبی بردہ عن علی قال: نھانی رسول اللہ ﷺ ۔۔۔الخ

مسندابی یعلی الموصلی بتحقیق حسین سلیم اسد صفحہ نمبر۲۴۲ ،برقم ۲۸۱ ،مسند علی بن ابی طالب کے تحت حسین سلیم اسد صاحب لکھتے ہیں!''اسنادہ جید''

۲)مسندابی یعلی الموصلی بتحقیق ارشادالحق الاثری جلد۵ صفحہ نمبر ۳۶ برقم ۵۰۱۸ مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

سند:حدثنا زھیر،حدثنا وکیع،حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ قال.قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔۔۔الخ

مسند ابی یعلیٰ میں سند سفیان ''عن عاصم بن کلیب'' کا عکس

٢١ - (٢٨١)- حدّثنا زهير ، حدّثنا عبد الرحمن ، عن سفيان ، عن عاصم بن كليب ، عن أبي بُردة ،
عن علي قالَ : « نَهاني رَسولُ اللّهِ ﷺ أَنْ أَجْعَل الْخاتَمَ في

٥٠١٨ - حدثنا زهير، حدثنا وكيع ، حدثنا سفيان ، عن

مسند ابن مسعود ٣٧

عاصم بن كُلَيب ، عن عبد الرحمٰن بن الأسود ، عن علقمة ، قال :
قال ابن مسعود : الا أصلّي بكم صلاة رسول الله ﷺ ؟ قال : فصلّى
بهم فلم يرفع يده إلا مرةً .

(۷) امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور سند سفیان عن عاصم بن کلیب:

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع المسانید والسنن" میں سند سفیان عن عاصم بن کلیب کو روایت کیا ہے دیکھئے

جامع المسانید والسنن ج ۷ صفحہ نمبر ۷۷ مسند عبداللہ بن مسعود تحقیق الدکتور عبد المعطی أمین قلعجی (و اسناده صحیح)

سند: حدثنا وكيع عن سفيان عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال: قال عبد الله ـــ الخ

جامع المسانید والسنن ابن کثیر میں سند سفیان عن عاصم بن کلیب کا عکس

عبد الله بن مسعود/علقمة بن قيس، عنه — جامع المسانيد والسنن

٤٩٦ ـ حدّثنا وكيع، عن سفيان، عن عاصم بن كليب، عن عبد الرحمن بن الأسود، عن علقمة، قال: قال عبد الله: ألا أصلّي لكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: فصلّى، فلم يرفع يديه إلا مرّة (٧٠٩).

(۸) امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور سند سفیان عن عاصم بن کلیب :

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "جامع المسانید" میں سند سفیان عن عاصم بن کلیب کو روایت فرمایا ہے

جامع المسانید ابن جوزی ج ۵ صفحہ نمبر ۱۴۴ مسند عبداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ برقم ۴۱۹۶ (سکوت)

سند: حدثنا أحمد قال حدثنا وكيع قال حدثنا سفيان عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال: ابن مسعود ۔۔۔ الخ

جامع المسانید ابن جوزی میں سند سفیان عان عاصم بن کلیب کا عکس

(٤١٩٦) الحديث الثامن والتسعون بعد المائة: حدّثنا أحمد قال: حدّثنا وكيع قال: حدّثنا سفيان عن عاصم بن كُلَيب عن عبدالرحمن بن الأسود عن علقمة قال: قال ابن مسعود:

الا أصلّي بكم صلاة رسول الله ﷺ؟ قال: فصلّى فلم يرفع يديه إلاّ مرّة(٢).

(۹) امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اور سند سفیان عن عاصم بن کلیب

امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح سنن ابی دائود للعینی ''میں سند سفیان عن عاصم بن کلیب کو نقل کرکے اس کی تصحیح کی ہے ملاحظہ فرمایئے

شرح سنن ابی داؤد للعینی ۳ / ۳۴۱ برقم ۷۲۹ باب مالم یذکر الرفع عند الرکوع

سند:نا عثمان بن ابی شیبة نا وکیع عن سفیان عن عاصم یعنی ابن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال:قال عبد اللہ بن مسعود۔۔۔۔الخ

شرح ابوداؤد للعینی میں سند سفیان عن عاصم بن کلیب کا عکس

١١٣ – باب : مَن لم يذكر الرفع عند الركوع

أي : هذا بابٌ في بيان أقوال من لم يذكر رفع اليدين عند الركوع ، وفي بعض النسخ « باب فيما جاء فيمن لم يذكر » .

٧٢٩ – ص – نا عثمان بن أبي شيبة ، نا وكيع ، عن سفيان ، عن عاصم -يعني : ابن كليب – عن عبد الرحمن بن الأسود ، عن علقمة قال : قال عبد الله بن مسعود : ألا أصلّي بكم صَلاةَ رسولِ الله ﷺ ؟ قال : فصلّى ، فلم يَرفعْ يديه إلا مرةً(٢) .

ش – علقمة بن قيس / النخعي . والحديث : أخرجه الترمذي ، ٩/١١ وقال: حديث حسن صحيح ، وأخرجه النسائي عن ابن المبارك ، عن

(۱۰)امام ابوبکر ابن اَبی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کوفی اور سند سفیان عن عاصم بن کلیب

امام ابوبکر ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''مصنف ابن اَبی شیبہ'' میں سند سفیان عن عاصم بن کلیب کو روایت کی ہے دیکھئے

۱)مصنف ابن ابی شیبة ج۱ صفحه نمبر ۴۱۵،كتاب الصلوٰة برقم ۲۴۵۶(سكوت)

سند:حدثنا وكيع عن سفيان عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبد الله۔۔۔۔الخ

۲)مصنف ابن أبی شيبة ج۱۲ صفحه نمبر ۵۷۴،كتاب اللباس برقم ۲۵۶۰۳(سكوت)

سند:حدثنا معاوية بن هشام وسفيان بن عقبة،عن سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه ،عن وائل بن حجر۔۔۔۔الخ

مصنف ابن ابی شیبہ میں سند سفیان عن عاصم بن کلیب کا عکس

باب (٥ ـ ٥) ٣ـ كتاب الصلاة ٤١٥

وسلم كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه، ثم لا يرفعهما حتى يفرغ.

٢٤٥٦ ـ حدثنا وكيع، عن سفيان، عن عاصم بن كُليب، عن عبد الرحمن بن الأسود، عن علقمة، عن عبد الله قال: ألا أُرِيكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فلم يرفع يديه إلا مرة.

٢٥٦٠٣ ـ حدثنا معاوية بن هشام وسفيان بن عقبة، عن سفيان، عن

باب (٥٦ ـ ٥٦) ١٨ـ كتاب اللباس ٥٧٥

عاصم بن كُليب، عن أبيه، عن وائل بن حُجْر قال: رآني النبيُّ صلى الله عليه وسلم ولي شعر طويل، فقال: «ذبابٌ، ذباب» فانطلقتُ فأخذته، فرآني النبيُّ صلى الله عليه وسلم فقال: «إني لم أعنِك، وهذا أحسنُ».

(۱۱) امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور سند سفیان عن عاصم بن کلیب

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''معجم الکبیر'' میں سند سفیان عن عاصم بن کلیب کو نقل فرمایا ہے اور ان پر سکوت فرمایا ہے

۱) معجم الکبیر ج ۲۲ صفحہ نمبر ۳۳ برقم ۷۸

سند: حدثنا عبد الله بن محمد بن سعيد بن أبي مريم ثنا محمد بن يوسف الفريابي ثنا سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر قال۔۔۔الخ

۲) معجم الکبیر ۲۲/۳۴ برقم ۸۱

سند: حدثنا اسحاق بن ابراهيم الدبري عن عبد الرزاق عن الثوري عن عاصم بن كليب عن ابيه عن وائل بن حجر۔۔۔الخ

۳) معجم الکبیر ۲۲/۳۹ برقم ۹۵

سند: حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمي ثنا احمد بن يحيىٰ الصوفي ثنا علي بن قادم ثنا سفيان عن عاصم بن كليب عن ابيه عن وائل بن حجر قال۔۔۔الخ

۴) معجم الکبیر ۲۲/۴۰ برقم ۹۹، ۱۰۰

سند: حدثنا علي بن عبد العزيز ثنا ابو حذيفة ثنا سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر قال۔۔۔الخ

معجم الکبیر طبرانی میں سند سفیان عن عاصم بن کلیب کا عکس

٠٠٠٠٠ (٨١) حدثنا اسحاق بن ابراهيم الدبري عن عبدالرزاق عن الثوري عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر قال : رمقت النبي صلى الله عليه وسلم فرفع يديه في الصلاة حين كبر ، ثم حين [كبر] رفع يديه ، ثم اذا قال : « سمع الله لمن حمده » رفع يديه ، ثم جلس فافترش رجله اليسرى ثم وضع يده اليسرى على ركبته اليسرى ، ووضع ذراعه اليمنى على فخذه اليمنى ، ثم أشار بسبابته ووضع الابهام على الوسطى

٠٠٠٠٠ (٧٨) حدثنا عبدالله بن محمد بن سعيد بن أبي مريم ثنا محمد بن يوسف الفريابي ثنا سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر قال : رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يضع يده اليمنى على اليسرى، واذا جلس افترش رجله اليسرى ووضع ذراعيه على فخذيه واشار بالسبابة.

٠٠٢٠٠ (٨٥) حدثنا بشر بن موسى ثنا الحميدي (ح) .
وحدثنا أحمد بن داود ثنا ابراهيم بن بشار الرمادي قالا ثنا سفيان ثنا عاصم بن كليب الجرمي عن أبيه عن وائل بن حجر قال : رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى يحاذي أذنيه . واذا رأاد أن يركع وبعدما يرفع من الركوع واذا جلس اضطجع رجله اليسرى ونصب اليمنى ووضع يده اليسرى على فخذه اليسرى ويده اليمنى على فخذه اليمنى وعقد ثنتين وحلق حلقة وأشار هكذا بالسبابة .

٠٠٠٠٠ (٩٥) حدثنا محمد بن عبدالله الحضرمي ثنا أحمد بن يحيى الصوفي ثنا علي بن قادم ثنا سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر قال : رأيت النبي صلى الله عليه وسلم اذا قام اتكأ على احدى يديه .

٠٠٠٠٠ (٩٩) حدثنا علي بن عبدالعزيز ثنا ابو حذيفة ثنا سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر قال : أتيت النبي صلى الله عليه وسلم ولي شعر فقال : « ذباب » فذهبت فأخذت من شعري ثم جئته ، فقال لي : « لم أخذت من شعرك ؟ » قلت سمعتك تقول ذباب فظننتك تعيبني ، فقال : « ما عيبتك وهكذا أحسن » .

٠٠٠٠٠ (١٠٠) حدثنا علي بن عبدالعزيز ثنا ابو حذيفة ثنا سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر قال : بعث النبي صلى الله عليه وسلم رجلا على الصدقة ، فجاء بفصيل مخلول سيء الحال مهزوله ، فقال:

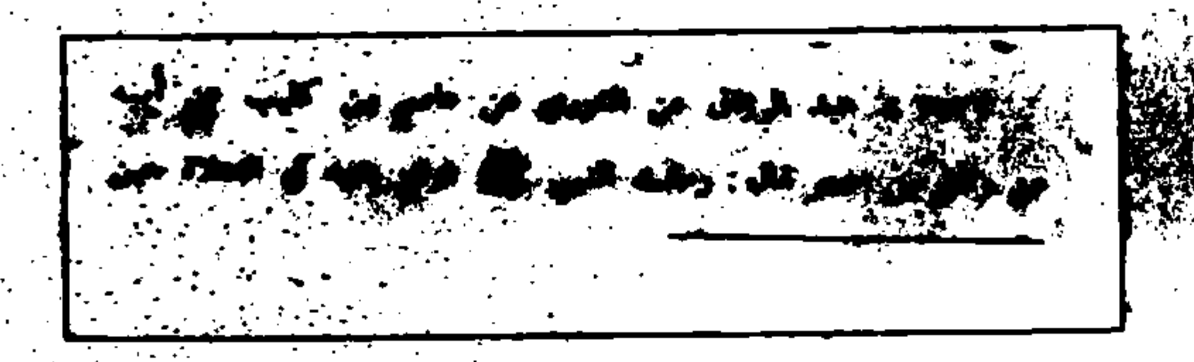
(۱۲) امام عبدالرزاق اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ اور سند سفیان عن عاصم بن کلیب

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے "مصنف عبدالرزاق" میں سند سفیان عن عاصم بن کلیب کو روایت فرمایا ہے اور اس پر سکوت کیا ہے

مصنف عبدالرزاق ج۲ صفحہ نمبر ۶۸

سند: مصنف عبد الرزاق عن الثوری عن عاصم بن کلیب عن أبیه عن وائل بن حجر قال۔۔۔الخ

مصنف عبدالرزاق میں سند سفیان عن عاصم بن کلیب کا عکس



(۱۳)امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور سند سفیان عن عاصم بن کلیب

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "سنن الکبریٰ بیھقی "میں سند سفیان عن عاصم بن کلیب کو روایت کیا ہے اور اس پر سکوت فرمایا ہے

سنن الکبرٰی بیھقی ج۲صفحہ نمبر ۱۱۲، کتاب الصلوٰۃ باب من لم یذکر الرفع الا عند الافتتاح

سند :أخبرنا أبو طاهر الفقيه أنبانا أبو حامد بن بلال،أنبأ مهمد بن اسماعيل الأحمسي ثنا وكيع،عن سفيان عن عاصم يعنى ابن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال.قال عبد الله۔۔۔الخ برقم ۲۵۳۱

سنن الکبریٰ بیہقی میں سند سفیان عن عاصم بن کلیب کا عکس

۲۵۳۱ ـ أخبرنا أبو طاهر الفقيه أنبأنا أبو حامد بن بلال، أنبأ محمد بن إسماعيل الأحمسي، ثنا وكيع، عن سفيان، عن عاصم يعني ابن كليب، عن عبد الرحمن بن الأسود، عن علقمة قال: قال عبد الله يعني ابن مسعود: لأصلين بكم صلاة رسول الله ﷺ، قال: فصلى فلم يرفع يديه إلا مرة واحدة(۲).

(۱۴)امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اور سند سفیان عن عاصم بن کلیب

امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''صحیح ابن خزیمہ'' میں سند سفیان عن عاصم بن کلیب کو روایت کیا ہے اور اس پر سکوت کیا ہے

۱) صحیح ابن خزیمہ ج ا صفحہ نمبر ۲۳۳ کتاب الصلوٰۃ، برقم ۴۵۷

سند:أخبرنا ابو طاهر ،نا ابو بكر نا سعيد بن عبد الرحمن المخزومي ،نا سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر قال۔۔۔۔الخ

۲) صحیح ابن خزیمہ ج ا صفحہ نمبر ۲۴۳ کتاب الصلوٰۃ برقم ۴۷۹

سند :أخبرنا ابو طاهر ،نا ابوبكر ،نا ابو موسیٰ ،نا مؤمل ،نا سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل ابن حجر قال۔۔۔۔الخ

صحیح ابن خزیمہ میں سند سفیان عن عاصم بن کلیب کا عکس

۴۷۹ ــ أخبرنا أبو طاهر ، نا أبو بكر ، نا أبو موسى ، نا مؤمل ، نا سفيان عن عاصم ابن كليب عن أبيه عن وائل ابن حجر قال :

صليت مع رسول الله ﷺ ووضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره .

(۷۷) باب الرخصة في رفع اليدين تحت الثياب في البرد وترك إخراجهما من الثياب عند رفعهما .

۴۵۷ ــ أخبرنا أبو طاهر ، نا أبو بكر ، نا سعيد بن عبد الرحمن المخزومي ، نا سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر ، قال :

صليت مع رسول الله ﷺ وأصحابه فرأيتهم يرفعون أيديهم في البرانس .

(۱۵) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور سند "سفیان عن عاصم بن کلیب"

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند احمد بن حنبل" میں "سند سفیان عن عاصم بن کلیب" کو روایت فرمایا ہے اور اس پر سکوت فرمایا ہے جو ان کی تصحیح کی دلیل ہے

۱) مسند احمد بن حنبل ج ۱ صفحہ نمبر ۴۴۲ مسند عبداللہ بن مسعود برقم ۴۲۱۰

سند: حدثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال :قال عبد الله۔۔۔۔الخ

۲) مسند احمد بن حنبل ج ۱ صفحہ نمبر ۳۸۸ سند عبداللہ بن مسعود برقم ۳۶۸۱

سند: حدثنا وکیع ،حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال :قال :ابن مسعود رضی الله عنه۔۔۔۔الخ

مسند احمد بن حنبل میں سند "سفیان عن عاصم بن کلیب" کا عکس

٣٦٨١-حَدَّثَنَا وكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: أَلاَ أُصَلِّي لَكُمْ صَلاَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: فَصَلَّى، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلاَّ مَرَّةً. [انظر: ٤٢١٠]

٤٢١٠-حَدَّثَنَا وكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ(١/٤٤٢) عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: أُصَلِّي بِكُمْ صَلاَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلٍ. [راجع: ٣٦٨١]

(۱۶)امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور سند "سفیان عن عاصم بن کلیب"

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح معانی الآثار" میں تقریباً تین مرتبہ سند "سفیان عن عاصم بن کلیب" کو روایت کیا ہے

۱)شرح معانی الآثار طحاوی مترجم ج ا صفحہ نمبر ۴۵۸ برقم ۱۲۵۱

سند:حدثنا ابو بکرۃ قال ثنا مؤمل ابن اسماعیل قال ثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن وائل بن حجر قال۔۔۔الخ

۲)شرح معانی الآثار ج ا صفحہ نمبر ۴۶۰ برقم ۱۲۵۸

سند:حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا نعیم ابن حماد قال ثنا وکیع عن سفیان عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ عن عبد اللہ۔۔۔الخ

۳)شرح معانی الآثار طحاوی ج ا صفحہ نمبر ۴۶۰ برقم ۱۲۵۹

سند:حدثنا محمد بن النعمان قال ثنا یحییٰ بن یحییٰ قال ثنا وکیع عن سفیان فذکر مثلہ باسنادہ

شرح معانی الآثار میں سند "سفیان عن عاصم بن کلیب" کا عکس

۱۲۵۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرَةَ قَالَ ثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلصَّلٰوةِ وَحِيْنَ يَرْكَعُ وَحِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيَالَ اُذُنَيْهِ -

۱۲۵۸ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاؤدَ قَالَ ثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ -

۱۲۵۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ بِاِسْنَادِهٖ -

راقم کی تحقیق کے مطابق ۱۶ محدثین نے اپنی کتب میں سفیان عن عاصم بن کلیب کی سند کونقل فرمایا ہے مگر کسی ایک محدث نے بھی سفیان عن عاصم بن کلیب میں عنعنہ کی وجہ سے اسکو ضعیف قرار نہیں دیا جواس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے نزدیک یہ سند صحیح ہے لہذا ز بیر علی زئی غیر مقلد کا اس سند پر اعتراض بوجہ عنعنہ کم فہمی کے سوا کچھ نہیں اور اُصول تحقیق کے بھی خلاف ہے یہ ان کا تفرد ہے اور تفرد کو قبول نہیں کیا جاتا بلکہ جمہور کا ساتھ دیا جاتا ہے اور جمہور اس روایت کو قبول کرتا ہے اللہ تعالٰی عزوجل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین





﴿حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کا محققانہ جائزہ﴾

زبیر علی زئی غیر مقلد نے اپنی کتاب ''نور العینین'' میں جو اعتراضات کیے ہیں انکا ان شاء اللہ ترتیب وار تحقیقی جواب دیا جائے گا سب سے پہلے یہ بات نوٹ فرمالیں کہ احناف کا موقف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث جس پر یہ ساری کاوش کی گئی ہے

''ثم لا یعود'' کے بغیر ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حدیث کی سند جمہور محدثین کے نزدیک صحیح ہے جیسا کہ سابقہ اوراق میں ہم نے تفصیلاً ذکر کیا ہے حالانکہ ''ثم لا یعود'' کے الفاظ والی حدیث بھی صحیح ہے اور اس کے بغیر بھی ہمارا موقف ثابت ہے

اتنی بات ذہن نشین کر لینے کے بعد وہ اعتراضات جو زبیر علی زئی غیر مقلد نے نقل کیے ہیں کے جوابات ملاحظہ فرمائیں

﴿حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراضات کا جائزہ﴾

زبیر علی زئی صاحب اپنی کتاب ''نور العینین ص ۱۳۰'' میں لکھتے ہیں

''امام ترمذی [illegible] مسعود رضی اللہ عنہ [illegible] عبداللہ بن مبارک کی طرح نقل کی ہے لم یثبت حدیث ۔۔۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ

(سنن ترمذی ۱/۵۹)

جواب نمبر ا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ترک رفع یدین عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے خود راوی ہیں دیکھئے سنن نسائی ج ا ص ۱۱۷ میں جسکی سند یوں ہے ''اخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبد اللہ بن مبارک عن سفیان ....الخ

اس روایت سے درج ذیل نقاط واضح ہوئے:

ا) عبداللہ بن مبارک نے اس حدیث کو خود روایت کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن

مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جرح سے رجوع کرلیا تھا

۲) اگر بالفرض یہ نہ سمجھا جائے تو عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا پہلے جرح کرنا اور پھر اسی حدیث کو روایت کرنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں تعارض پیدا کرتا ہے اس طرح تو دونوں قول ساقط ہو جائیں گے

سنن ترمذی میں جرح کی سند ملاحظہ فرمائیے

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''**حد ثنا بذالك احمد بن عبدة الآملي ثنا وهب بن زمعة عن سفيان بن عبد الملك عن عبد الله بن مبارك**''

اس سند میں امام ترمذی کے استاد احمد بن عبدۃ کے حالات معلوم نہیں آٹھویں صدی تک کسی محدث نے اسکی تعریف نہیں کی سوائے امام ذہبی کے انھوں نے اسکو صدوق کہا دیکھئے

(الکاشف ۱/۲۳ اور تھذیب السنن ۱/۱۵۹)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''راوی کی توثیق جو صدوق کے لفظ سے کی جاتی ہے اسکا درجہ ثقہ اور متقن کے الفاظ سے کم ہے اور صدوق کے ساتھ ضعیف کا لفظ بھی مل سکتا ہے جیسے امام ابو حاتم حماد بن ابی سلیمان کے بارے میں لکھتے ہیں ''**صدوق لا يحتج به** '' یہ صدوق ہے مگر اسکے ساتھ حجت نہ پکڑی جائے'' (التعلیق المغنی ۳/۲۶۹)

لہذا ایسے راوی کی روایت مستند راویوں کے مقابلے میں مرجوح ہے مردود ہے اسکو قبول کرنا اور مستند راویوں کی روایت کو چھوڑنا کہاں کا انصاف ہے'' (التعلیق المغنی ۳/۲۶۹)

یہ ہی وجہ ہے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے جرح نقل کی پھر عبداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث نقل فرمائی

جواب نمبر۲:

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے اس جرح کا راوی سفیان بن عبد الملک ہے اور یہ عبداللہ بن مبارک کا قدیم شاگرد ہے دیکھئے

(الکاشف ۱/۲۳)

جبکہ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے راوی عبداللہ بن مبارک بھی ہیں جو روایت سنن نسائی میں ہے وہاں عبداللہ بن مبارک کا شاگرد سوید بن نصر راوی ہے جو کہ انکا متاخر شاگرد ہے

(الکاشف ۱/۳۳۰،تھذیب التھذیب ۲/۲۸۰)

اصول یہ ہے کہ متاخر راوی کی بات قبول ہوگی اور عبداللہ بن مبارک کی جرح کو مرجوح سمجھا جائے گا

جواب نمبر۳:

محدثین نے اس جرح کے بہت سے جوابات دیے ہیں چند ایک پیش خدمت ہیں

۱)امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن مبارک کی جرح کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:

”(والجواب عن الأول)عن عدم ثبوت الخبر عند ابن المبارك لا يمنع من النظر فيه وهو يدور على عاصم بن كليب وقد و ثقة ابن معين ،وأخرج له مسلم“

(شرح ابی داؤد للعینی ۳/۳۴۲طبع الرشید الریاض)

ترجمہ:یعنی عبداللہ بن مبارک کے نزدیک حدیث کا ثبوت نہ ہونا اس کے عمل سے نہیں روکتا کیونکہ اس حدیث کا دارومدار عاصم بن کلیب پر ہے اور امام ابن معین نے اسکو ثقہ کہا اور امام مسلم نے اس کی روایت لی ہے

۲)امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مبارک کی جرح کو نقل کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث نقل کی اور پھر اس کے لیے حسن صحیح کے الفاظ درج کیے لہذا امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی عبداللہ بن مبارک کی جرح مرجوع یا ثابت نہیں ہے ورنہ انکا حسن صحیح کہنا لغو ہے

۳)علامہ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

علامہ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح ابن ماجہ'' میں اسکا درج ذیل جواب دیا ہے:

''أن عدم ثبات عند ابن المبارك لا يمنع من اعتبار رجاله، والنظر في رأية والحديث يدور علي عاصم بن كليب وهو ثقة عند ابن حبان،وابن سعد،واحمد بن صالح،وابن شاهين و يحييٰ بن معين و فسوى وغيرهم

ترجمہ:یعنی عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہا یہ ثابت نہیں ہے تو وہ راویوں سے اعتبار سے نہیں ہے اور جب روایت کو دیکھتے ہیں تو اس حدیث کا دارومدار عاصم بن کلیب پر ہے اور ابن حبان ،ابن سعد اور احمد بن صالح اور ابن شاہین اور یحییٰ بن معین وغیرہ کے ہاں ثقہ ہے

۴)حافظ ابن القطان رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

حافظ ابن القطان رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی جرح لکھنے کے بعد لکھتے ہیں:

''والحديث عند ى لعلالة رواته،اقرب الي صحة''

(بيان الوهم والايهام ۳/۳٦۷)

۵)محدث وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

محدث وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''الجواب الشيخ في الامام بان عدم ثبوته عنده لايمنع النظر فيه

وهو يدور على عاصم،وثقه ابن معين واخراج له مسلم"

(التعليق المجلی لما فی منیة المصلی ص ۳۰۵)

۶)علامہ محدث ابن ترکمانی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

"أن عدم ثبوته عند ابن المبارك معارض ثبوته عند غيره فان ابن حزم فی المحلی و حسنه الترمذی"

(الجوهر النقی لابن التركمانی ۲ ۷۷)

ترجمہ: یعنی عبداللہ بن مبارک کے نزدیک اس کا عدم ثبوت معارض دوسروں کے نزدیک ثبوت کے ساتھ اور ابن حزم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے محلیٰ میں اور امام ترمذی نے حسن کہا ہے

لہذا عبداللہ بن مبارک کی جرح کو پیش کرنا درست نہیں

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض وجواب:

مصنف نور العینین نے ص نمبر ۱۳۱ میں امام شافعی کے حوالے سے یہ اعتراض نقل کیا ہے کہ "امام شافعی نے ترک رفع یدین کی احادیث کو رد کر دیا ہے کہ یہ درست نہیں"

(کتاب الام،سنن الکبریٰ،فتح الباری شرح زرقانی)

جواب نمبر ا:

زبیر علی زئی غیر مقلد نے سنن الکبریٰ کے حوالے سے جو جرح نقل کی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ ثابت نہیں تو گزارش ہے کہ اس جرح کی کوئی سند نہیں ہے جیسا کہ سنن الکبریٰ بیہقی ۲/۱۱۵ میں ہے لہذا بلا سند جرح کیسے مقبول ہو سکتی ہے اور اگر بالفرض سند ہے تو اسکو متصل ثابت کریں ان کی ملاقات

جارحین سے ثابت نہیں لہذا مردود ہے

جواب نمبر ۲:

یہ جرح مبہم ہے اور جرح مبہم قبول نہیں جب تک جرح مفسر نہ ہو لہذا مبہم الفاظ کی جرح وتعدیل میں کوئی حیثیت نہیں

جواب نمبر ۳:

اسکے جواب میں ابن ترکمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(قال ابن التركماني) قد تقدم تصحيح الطحاوي ذلك عن علي والسند بذلك صحيح كما مر، والمثبت مقدم على النافي.... وقول الشافعي بعد ذلك"

(سنن الکبری بیهقی مع الجوهر النقی ۲/۱۱۵ تحقیق محمد عبدالقادر عطاء طبع بیروت)

ترجمہ: ابن ترکمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پہلے امام طحاوی کی تصحیح گذر چکی کہ اس کی سند بھی صحیح ہے اور ثابت نفی پر مقدم ہوتا ہے۔۔۔۔۔امام شافعی کا بعد والا قول بھی یہ ہی ہے (یعنی حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ترک رفع یدین ثابت ہے) لہذا قول قدیم کو چھوڑا جائے گا اور بعد والے قول جدید کو پکڑا جائے گا

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کا تجزیہ:

حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے جو تیسری جرح پیش کی گئی ہے میں زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

"احمد بن حنبل نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور دوسرے ایڈیشن میں صفحہ ۱۳۱ پر لکھا ہے کہ احمد بن حنبل نے اس روایت پر کلام کیا ہے

(جزرفع یدین، مسائل احمد بروایۃ عبداللہ بن احمد وغیرہ)

جواب نمبر ا:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند پر کوئی کلام نہیں کیا بلکہ خود اس کو روایت فرمایا ہے دیکھئے مسند احمد ج اص ۳۸۷ پر امام وکیع کے طریق سے، علاوہ ازیں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب العلل ومعرفۃ الرجال طبع الریاض میں صفحہ نمبر ۳۶۹ برقم ۷۰۹ پر بھی اسی حدیث کو نقل فرمایا ہے جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ امام دارقطنی فرماتے ہیں قال الدارقطنی :أنه حديث صحيح الاهذه الفظة وكذالك قال أحمد بن حنبل وغيره بےشک یہ حدیث صحیح ہے سوائے ''ثم لم یعد'' کے اور احمد بن حنبل نے بھی یہی کہا ہے

(دیکھئے نصب الرایہ ج اصفحہ نمبر ۳۹۵)

جب کہ ہماری پیش کردہ روایت اور امام احمد بن حنبل کی نقل کردہ روایت ایک ہی ہے اور ہمارا موقف ''ثم لم یعود'' کے بغیر بھی ثابت ہے لہذا یہ کہنا درست نہیں کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے ورنہ وہ الفاظ جرح پیش فرمائیں تا کہ اُن پر بات کی جاسکے

جواب نمبر ۲: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب العلل ومعرفۃ الرجال صفحہ ۳۷۰ برقم ۷۱۳ پر لکھا ہے

قال أبي: حديث عاصم بن كليب رواه ابن ادريس فلم يقل ''ثم لا يعود''

اور برقم ۷۱۴ کے تحت لکھا ہے:

''حدثني أبي قال بحدثنا يحيىٰ بن آدم قال: املاه على عبد الله بن

ادریس من کتابه عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود قال: حدثنا علقمة عن عبد الله قال: علمنا رسول الله ﷺ الصلاة: مکبر و رفع یدیه ثم رکع، و طبق یدیه و جعلهما بین رکبتیه فبلغ سعداً فقال: صدق أخی قد کنا نفعل ذلك، ثم أمرنا بهذا و أخذ بر کبتیه''

یہاں امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی جرح نہیں فرمائی بلکہ صرف اتنا فرمایا کہ ابن ادریس کی روایت میں ''ثم لا یعود'' نہیں اور یہ کوئی جرح نہیں امام صاحب نے جو کچھ لکھا وہ اور ہے اور جو''جز رفع یدین البخاری میں زبیر علی زئی نے لکھا وہ اور ہے، جز بخاری کے الفاظ ہیں:''وقال احمد بن حنبل عن یحییٰ بن آدم: نظرت فی کتاب عبد الله بن ادریس عن عاصم بن کلیب لیس فی ثم لم یعود''

(دیکھئے جز رفع الیدین بخاری بتحقیق زبیر علی زئی صفحہ ۵۷ برقم ۳۲)

جبکہ اصل کتاب میں'' نظرت فی کتاب عبد الله بن ادریس ''نہیں ہے

عکس ملاحظہ فرمائیں

کتاب العلل ومعرفۃ الرجال کے صفحات کا عکس

٧١٣ ـ قال أبي: حديث عاصم بن كليب رواه ابن أدريس (٣) فلم يقل: «ثم لا يعود» (٤).

٧١٤ ـ حدثني أبي قال: حدثنا يحيى بن آدم قال: املاه عليّ عبد الله بن أدريس من كتابه عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الأسود قال: حدثنا علقمة عن عبد الله قال: علمنا رسول الله ﷺ الصلاة: فكبر ورفع يديه ثم ركع، وطبق يديه وجعلهما بين ركبتيه، فبلغ

حدثني أبي عن محمد بن عبد الله بن نمير قال: نظرت في كتاب ابن أبي ليلى[١] فإذا هو يرويه عن يزيد بن أبي زياد. قال أبي: وحدثناه وكيع سمعه من ابن أبي ليلى عن الحكم وعيسى عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، وكان أبي يذكر حديث الحكم وعيسى يقول: إنما هو حديث يزيد ابن أبي زياد كما رآه ابن نمير في كتاب ابن أبي ليلى[٢].

قال أبي: ابن أبي ليلى كان سيء الحفظ ولم يكن يزيد بن أبي زياد بالحافظ.

٧٠٩ ــ قلت لأبي: حديث عاصم بن كليب[٣] حديث عبد الله؟ قال: حدثناه وكيع في الجماعة قال: حدثنا سفيان عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمة قال: قال ابن مسعود [٢٧ ــ أ]: ألا أصلي بكم صلاة رسول الله ﷺ، قال: فصلى فلم يرفع يديه إلا مرة[٤].

حدثني أبي قال: حدثناه وكيع مرة أخرى بإسناده سواء فقال: قال عبد الله: أصلي بكم صلاة رسول الله ﷺ فرفع يديه في أول[٥].

جواب نمبر۳:

''نظرت فی کتاب ''والے الفاظ ابن ابی لیلیٰ کی روایت کے متعلق ہیں ملاحظہ فرمائیے کتاب العلل ومعرفۃ الرجال صفحہ نمبر ۳۶۹ برقم ۷۰۸ لکھتے ہیں:

''حدثنی أبی عن محمد بن عبد اللہ بن نمیر قال: نظرت فی کتاب ابن أبی لیلیٰ فاذا ھو یرویہ عن یزید بن أبی زیاد''

دیکھئے جواب نمبر۲ کے تحت صفحات کا عکس لہذا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ تو اس روایت کو صحیح کہنے والوں میں سے ہیں

امام ابوحاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کا جائزہ:

زبیر علی زئی غیر مقلد نے اپنی کتاب "نور العینین ص۱۳۱" میں امام ابو حاتم الرازی کا اعتراض نقل کیا ہے:

"هـذا خطا يقال: وهم الثورى فقد رواه جماعة عن عاصم و قالوا كلهم أن النبى ﷺ افتتح فرفع يديه ثم فطبق و جعلهما بين الركبتين ولم يقل احد ماروى الثورى"

(علل الحدیث ۱/۹۶)

جواب: امام ابوحاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح چند وجوہات کی وجہ سے صحیح نہیں ہے:

۱)۔ یہ کہنا کہ ایک جماعت نے عاصم بن کلیب سے تطبیق والی روایت نقل کی غلط ہے بلکہ صرف عبداللہ بن ادریس نے روایت کی ہے

۲)۔ یہ کہنا کہ سفیان ثوری کو وہم ہوا ہے غلط ہے اور سفیان ثوری والی بات کسی دوسرے نے بیان نہیں کی یہ بھی درست نہیں کیونکہ سفیان ثوری کی طرح ابوبکر نہشلی اور عبداللہ بن ادریس نے بھی بیان کیا ہے

(دیکھئے: علل الوردہ ۵/۱۷۱ تا ۱۷۳ طبع الریاض سعودی عرب)

۳)۔ امام ابوحاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ کو امام ذہبی نے متعنت اور متشدد کہا ہے

(دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ)

لہذا متشدد اور متعنت کی جرح مبہم بھی قبول نہیں ہوتی

۴)۔ امام ابو حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو زرعہ الرازی رحمۃ اللہ علیہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"سفيان أحفظ من شعبة"

(دیکھئے: علل الحدیث برقم ۲۹۹)

جبکہ امام ابو حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی اثبات رفع یدین والی حدیث کو ''فصار الحدیث المرسل'' کہا ہے کیا زبیر صاحب کو انکا یہ قول قبول ہے انکی تحقیق کا عجیب انداز ہے ترک رفع یدین پر انکی جرح قبول کرتے ہیں اور اثبات رفع یدین کی حدیث پر جرح قبول نہیں کرتے دیکھئے ''نورالعینین'' حدیث ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ

۵)۔امام ابو حاتم الرازی اور ابوزرعہ الرازی نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو شعبہ سے بڑا حافظ تسلیم کرتے ہیں تو کیا عبد اللہ بن ادریس سے سفیان ثوری بڑے نہیں ہیں؟ اور ان پر اعتراض کرنا صحیح ہے؟ محدثین تو یہ مانتے ہیں کہ اختلاف کے وقت ترجیح سفیان ثوری کو ہے تو آپ عبداللہ بن ادریس کو سفیان ثوری پر کس بنا پر فوقیت دے رہے ہیں سفیان ثوری جیسے ثقہ کوئی حدیث بیان کریں تو متابعت کی بھی ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ پہلے تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے

۶)۔امام ابو حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس پر کوئی اعتراض نہیں کیا لہذا ان کی جرح نقل کرنا اصولاً درست نہیں

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا جائزہ:

زبیر علی زئی غیر مقلد ''نورالعینین ص ۱۳۱'' ایڈیشن دوئم میں امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''امام دارقطنی نے اسے غیر محفوظ قرار دیا ہے''

(کتاب العلل للدارقطنی)

جبکہ اسی کتاب کے پہلے ایڈیشن ص ۱۲۱ میں لکھا تھا:

''امام دارقطنی نے کہا [لم یثبت]'' (تلخیص الحبیر ۱/۲۲۱)

جواب: امام دارقطنی نے صرف [ثم لم یعد] پر اعتراض کیا تھا اور باقی حدیث کو

فرمایا[اسنادہ صحیح]
(العلل الوردہ فی الاحادیث النبویۃ ۵/۱۷۲)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[[دارقطنی انه حدیث صحیح]] دارقطنی نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے

(الدرایۃ ۱/۱۵۰)

لہذا انکا اعتراض صرف[[ثـم لـم يـعـد]] پر ہے باقی حدیث کو صحیح مانتے ہیں جبکہ ہمارا مؤقف اسکے بغیر بھی ثابت ہے اور ہماری پیش کردہ حدیث میں یہ الفاظ بھی نہیں ہیں اس لئے انکا نام جارحین میں شمار کرنا زبیر صاحب کا تحقیقی منہج سے دوری کا کرشمہ ہے حالانکہ ''نور العینین'' کے شروع میں اُصولوں پر کاربند رہنے کا تختی کیساتھ بیان کیا گیا مگر یہاں مسلکی تعصب چھلکتا نظر آتا ہے

العلل الوردہ دارقطنی کے صفحات (۱۷۱تا۱۷۳) کا عکس

س ٨٠٤ - وسئل عن حديث علقمة عن عبد الله قال: «ألا أريكم صلاة رسول الله ﷺ، فرفع يديه، في أول تكبيرة ثم لم يعد»[٧].

فقال: يرويه عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الأسود عن[١] علقمة حدث به الثوري عنه[٢].

ورواه أبو بكر النهشلي عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الأسود، عن أبيه، وعلقمة عن عبد الله.

وكذلك رواه ابن إدريس عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمة عن عبد الله[٣].

وإسناده صحيح، وفيه لفظة ليست بمحفوظة ذكرها أبو حذيفة[٤]. في حديثه

عن الثوري، وهي قوله: ثم لم يعد[1].
وكذلك قال الحماني[2] عن وكيع.
وأما أحمد بن حنبل وأبو بكر بن أبي شيبة وابن نمير فرووه عن وكيع ولم يقولوا فيه: ثم[3] لم يعد[4].
وكذلك رواه معاوية بن هشام[5] أيضاً عن الثوري مثل ما قال الجماعة عن وكيع.
وليس قول من قال: ثم لم يعد[6] محفوظاً.

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کا جائزہ:

نور العینین ص ۱۳۱ میں امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض نقل کرتے ہوئے تحریر ہیں:

"یہ روایت حقیقت میں سب سے زیادہ ضعیف ہے کیونکہ اسکی علتیں ہیں جو اسے باطل قرار دیتی ہیں"

(تلخیص الحبیر ۱/۲۲۱)

جواب: اولاً: علماء محققین کے نزدیک حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی "کتاب الصلوٰۃ" نامی کوئی کتاب نہیں بالفرض اگر اس نام کی کوئی کتاب ہے تو اُسکا مکمل حوالہ پیش فرمائیں ورنہ ایسی بے سروپا باتوں سے اجتناب کریں:

ثانیاً: حافظ ابن حبان کی جرح مبہم ہے اور جرح مبہم قابل قبول نہیں ہوتی اہل علم اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں اور اگر صاحب "نور العینین" ان اُصولوں سے واقف ہیں تو پھر انکی پاسداری بھی لازم ہے جیسا کہ انھوں نے "نور العینین" کے شروع میں خود لکھا ہے

ثالثاً: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان سند موجود نہیں (زبیر

علی زئی اپنے مخالفین کو بھی اکثر یہی جواب دیتے ہیں کہ سند موجود نہیں اس لیے پہلے سند پیش کی جائے) ہم بھی یہی کہیں گے کہ پہلے سند پیش کی جائے علاوہ ازیں انکا نام جارحین میں شمار کرنا درست نہیں اُمید ہے کہ زبیر صاحب اُصول تحقیق کو پیش نظر رکھتے ہوئے انکی پاسداری کریں گے اور انکا نام جارحین سے خارج کریں گے

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کا جائزہ:

صاحب "نور العینین ص ۱۳۱،۱۳۲" زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"امام ابوداؤد السجستانی نے کہا" **هذا حديث مختصر من حديث طويل وليس هو بصحيح على هذا اللفظ**"

(سنن ابی داؤد نسخہ حمصیہ ۱/ ۴۷۸، مشکوٰۃ ۷۷)

مزید لکھتے ہیں:

"چودھویں صدی میں بعض لوگوں نے امام ابوداؤد کی اس حدیث پر جرح کا انکار کیا ہے اور صاحب مشکوٰۃ کے اوہام جمع کر کے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ابوداؤد نے اس قول کا انتساب بھی ان کا وہم ہے حالانکہ درج ذیل ائمہ حدیث نے اس قول کو امام ابوداؤد سے منسوب کیا ہے اور پھر اُنکے نام لکھے ابن جوزی، ابن عبد البر، ابن عبد الهادی، ابن حجر عسقلانی، شمس الحق عظیم آبادی، ابن ملقن، ابن القطان وغیرہ" (خلاصہ اعتراض)

جواب: امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کی حقیقت جاننے کے لیے درج ذیل نقاط کا جاننا نہایت ضروری ہے:

۱) امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی جرح اس حدیث پر ہے تو یہ جرح کس نسخہ میں ہے؟

۲) اگر کچھ نسخوں میں جرح ہو اور کچھ میں نہ ہو تو فوقیت کس نسخہ کو ہوگی؟

۳) کیا مرجوع قول کو بطور دلیل پیش کیا جا سکتا ہے؟

۴) سنن ابوداؤد کا کونسا نسخہ معتبر، رائج، متداول و مشہور ہے؟

۱) امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی جرح:

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث ابن مسعود پر جرح نسخہ ابن العبد انصاری میں ہے

جیسا کہ محدث علاؤالدین مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی وضاحت اپنی کتاب ''شرح سنن ابن ماجہ ۵/ ۱۴۶۸ میں کی فرماتے ہیں:

''ذکرہ ابوداؤد فی روایت ابن العبد''

۲) اختلاف نسخہ کے وقت کس کو ترجیح دی جائے؟:

کسی محدث سے ان کے شاگرد جب احادیث نقل کرتے ہیں تو بعض شاگرد قدیم ہوتے ہیں اور بعض متاخر کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ محدث کسی بات سے رجوع کر لیتا ہے تو اس بات کی خبر قدیم شاگردوں کو نہیں ہوتی اور متاخر اس سے واقف ہوتے ہیں اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ اگر کسی محدث سے دو قول منقول ہوں تو اس محدث کا متاخر اور جدید قول قبول کیا جائے گا اور قدیم قول مرجوع قرار دیا جائے گا

اس تمہید کے بعد موضوع کی طرف آتے ہیں کہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد سے ۲۷۱ھ میں بصرہ کی طرف ہجرت فرمائی آپ نے جو سنن اپنے شاگردوں کو نقل کرائی ان میں کچھ قدیم ہیں اور کچھ متاخر (دیکھئے تاریخ بغداد ۹/ ۵۹)

حافظ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۲۰۵ پر تصریح فرمائی ہے کہ امام ابوداؤد نے درج ذیل سات شاگردوں کو اپنی ''سنن ابوداؤد شریف'' املاء کروائی

سنن ابوداؤد روایت کرنے والے قدیم تلامذہ:

۱) ابوعلی اسحاق بن موسیٰ بن سعید الرملی الوارق (دیکھئے تاریخ بغداد ۶/ ۳۹۵)

۲)ابوالطیب احمد بن ابراہیم ابن الاشنانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

۳)ابوالحسن علی بن الحسن بن العبدالانصاری رحمۃ اللہ علیہ

روایت کرنے والے متاخر تلامذہ:

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے آخری عمر میں بغداد سے بصرہ کی طرف ہجرت فرمائی لہذا بصری شاگرد متاخر شاگرد ہیں اوران کی روایت متاخراور جدید قرار پائے گی

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سے سنن ابی داؤدروایت کرنے والے درج ذیل متاخر شاگرد ہیں:

۱)ابوبکراحمد بن سلیمان النجار بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

۲)ابوسعیداحمد بن محمد بن سعیدزیادابن الاعرابی البصری رحمۃ اللہ علیہ

۳)ابوبکرمحمد بن بکر بن محمد بن عبدالرزاق بن داستہ البصری رحمۃ اللہ علیہ

۴)ابوعلی محمد بن احمد بن عمروالللؤلؤی البصری رحمۃ اللہ علیہ

علامہ مغلطائی کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ جرح والانسخہ ابن العبدکا ہےاور وہ قدیم شاگردوں میں سے ہے جبکہ جومتاخر شاگرد ہے اس کے نسخہ کوترجیح ہے متاخر شاگردوں میں کسی نے جرح نقل نہیں فرمائی

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ قدیم شاگردوں نے جوجرح نقل کی وہ متاخر شاگردوں نے نقل نہیں کی لہذا قدیم شاگردوں کی نقل کردہ جرح مرجوع ہے کیونکہ ابتداء میں امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اس جرح کے قائل تھےاور جب ان کے نزدیک اسکی صحت ثابت ہوگئی تو اس جرح سے رجوع فرمالیااور جب متاخر شاگردوں کوسنن ابوداؤدا ملاء کروائی تو اس جرح کو حذف کر دیا یہی وجہ ہے کہ متاخر شاگرد ابن عمرو اللؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن داستہ رحمۃ اللہ علیہ کے نسخوں میں یہ جرح موجودنہیں ہے

سنن ابی داؤد کا متداول، معتبر و مشہور نسخہ:

محدثین کے نزدیک سنن ابی داؤد کا متاخر، معتبر و مشہور ابو علی ابن عمرو اللؤلؤی کا نسخہ ہے درج ذیل محدثین نے اس بارے میں وضاحت فرمائی:

۱) امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ: امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سنن ابی داؤد بالروایت اللؤلؤی کے بارے میں لکھتے ہیں

"و روایته آخر الروایات عن ابی داؤد" (سیر اعلام النبلاء: ۱۵/۳۰۷)

۲) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "درجات مرقاۃ الصعود" صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں:

"اللؤلؤی أصح الروایات لانها من آخر ما أملى ابو داؤد، وعلیها مات"

درجات مرقاۃ السعود کا عکس

الشهاب ابن رسلان شرحه شرحا كاملا لم أقف عليه (فائدة) قال الحافظ أبو جعفر بن الزبير في برنامجه روى هذا الكتاب عن أبي داود ممن اتصلت أسانيدنا به أربعة رجال أبو بكر محمد بن بكر بن محمد بن عبد الرزاق التمار البصري المعروف بابن داسة بسين مهملة كما نص عليه القاضي أبو محمد بن وحوح وجدته مشددا كذا به وهذا مما فيدته شكلا بلا تنصيص عن شيخنا أبي الحسن الغافقي وأبو سعيد أحمد بن محمد بن زياد بن بشر المعروف بابن الاعرابي وأبو علي محمد بن اللؤلؤ بن عمرو اللؤلؤي البصري وأبو عيسى اسحق بن موسى بن سعيد الرملي وراق أبي داود ولم تتشعب طرقه كما اتفق بالصحيحين الا أن رواية ابن الاعرابي يسقط منها كتاب الفتن والملاحم والحروف والخاتم ونحو النصف من كتاب اللباس وفاته أيضا من كتاب الوضوء والصلاة والنكاح أوراق كثيرة ورواية ابن داسة أكمل ورواية الرملي تقاربها ورواية اللؤلؤي أصح الروايات لانها آخر ما أملى أبو داود وعليها مات

۳) محدث ابن نقطہ رحمۃ اللہ علیہ:

محدث ابن نقطہ رحمۃ اللہ علیہ سنن ابی داؤد بالروایت اللؤلؤی کے متعلق فرماتے ہیں:

''كان ابو على اللؤلؤى قراء هذا الكتاب على ابى داؤد عشرين سنة وكان و راقة والوارق عندهم:القارى وكان هو القارى لكل قوم يسمعونه وأن الزيادت التى فى روايته ابن داسته حذ فها ابوداؤد آخراً لشى كان يريبه فى اسناده'' مید ابن نقطہ ۱/۳۳)

۴) محدث ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ:

محدث ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف'' تاریخ مدینہ دمشق میں تقریباً ۴۲ روایات سنن ابی داؤد بالروایت ابوعلی بن عمر اللؤلؤی کے نسخے کی اور دو ابن داستہ کے نسخے کی روایات لکھی ہیں۔ فوقیت ابن عمر واللؤلؤی کو دی ہے دیکھئے

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر)

۵) علامہ ابن قیم جوزی:

علامہ ابن قیم جوزی نے'' تہذیب السنن'' میں ابوعلی بن عمر واللؤلؤی کے نسخہ کو بنیاد بنایا اور اسی پر'' تہذیب السنن'' لکھی

۶) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے'' بلوغ المرام'' میں ابن عمر واللؤلؤی کے نسخہ کی روایات نقل کیں ہیں

۷) علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب'' مختصر سنن ابی داؤد'' میں نسخہ ابن عمر واللؤلؤی پر بھروسہ کیا ہے

۸)امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ محدث ابوزرعہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرح سنن ابی داؤد میں نسخہ ابن عمرو اللؤلؤی پر بھروسہ کیا ہے اور اسکی روایات نقل کی ہیں

۹)امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ:

امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''نصب الرایۃ'' میں نسخہ اللؤلؤی پر اعتماد کیا ہے

۱۰)محدث ابن ارسلان رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ محدث ابن ارسلان رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح سنن ابی داؤد'' لکھی تو ابن عمرو اللؤلؤی کے نسخہ پر بھروسہ کیا اور روایات نقل کیں

۱۱)امام ابوالحسن سندھی رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابوالحسن سندھی نے ''حاشیہ سنن ابی داؤد'' میں اسی نسخہ ابن عمرو اللؤلؤی کو بنیاد بنایا

۱۲)مولانا شمس الحق عظیم آبادی (غیر مقلد):

مولانا شمس الحق عظیم آبادی ''غایۃ المقصود فی حل سنن ابی داؤد ج اص ۲۴ طبع فیصل آباد'' میں لکھتے ہیں:

''واخترت نسخة اللؤلؤی،لأنها کانت مشهورة فی دیارنا،ومروجة فی عصرنا،وسمیت هذا الشرح المبارك،(غایة المقصود فی حل سنن ابی داؤد)''

اس ساری گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا کہ نسخہ ابن عمرو اللؤلؤی مقبول ہے اور اس حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر کوئی جرح نہیں ہے لہذا قدیم قول کو لینا مرجوع ہوگا اور طریقہ تحقیق کے بھی خلاف ہوگا علاوہ ازیں زبیر علی زئی غیر مقلد کے ''نور العینین'' میں رقم کردہ اصولوں کے بھی عین مطابق نہیں کیونکہ اب سنن ابی داؤد کا اطلاق نسخہ اللؤلؤی پر ہوگا اور اس میں

جرح کا نام ونشان نہیں اب اگر زبیر علی زئی محقق ہیں تو انھیں اصول تحقیق پر کاربند رہتے ہوئے اللؤلؤی کے نسخہ میں اس حدیث پر جرح دکھانی ہوگی یا اپنے مؤقف سے رجوع کرنا ہوگا

غایۃ المقصود فی حل سنن ابی داؤد کا عکس

مفالتي، فوعاها، فأدّاها كما سمعها»(١) أخرجه أصحاب الصحاح. واخترت نسخة اللؤلؤي، لأنها كانت مشهورة في ديارنا، ومروجة في عصرنا. وسميت هذا الشرح المبارك بـ «غاية المقصود في حل سنن أبي داود». والرغبة إلى الله سبحانه أن ينفعنا به وإخواني، ويُخلِصَ نيتي، ويُتِمَّ أمنيتي، ويُبرئني عن الرياء وسوء الأعمال، ويحفظني من الشيطان عدو الله المتعال.

اللؤلؤی کے نسخہ کے بعد کونسا نسخہ بہتر ہے؟:

نسخہ اللؤلؤی کے بعد دوسرے نمبر پر ابن داسہ کا نسخہ ہے یہ بھی متاخر شاگردوں میں اور بصری ہیں آئیے دیکھتے ہیں اس نسخہ ابن داسہ کے بارے میں محدثین کیا فرماتے ہیں:

۱) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "السنن الکبریٰ" اور "معرفتہ السنن والآثار" میں ابن داسہ کے نسخے کو بھی نقل کیا ہے

۲) محدث ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ:

محدث ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سنن ابی داؤد بالروایت ابن داسہ سے متعلق رقم طراز ہیں:

"الذی اعتمده من هذا الروایات ابی بکر بن داسه، فهی اکمل الروایات وأحسنها" (فهرست ابن عطیه ص۱۸)

۳)امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ:

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ''شرح معالم السنن'' میں ابن داستہ کے نسخہ پر اعتماد کیا ہے اوران سے روایات نقل کی ہیں

۴)امام محدث ابن خیر الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن خیر رحمۃ اللہ علیہ ابن داستہ کے نسخہ سے متعلق فرماتے ہیں

''رواية أبي بكر بن داسته أكمل الروايات كلها''

(فهرست ابن خير صفحه۱۰۴)

۵)امام ابو نعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ:

امام اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے نسخہ ابن داستہ کو روایت کیا

اس تفصیل سے یہ بات عیاں ہوئی کہ سنن ابی داؤد کا نسخہ بالروایت اللؤلؤی سب سے بہتر متداول، مشہور ومعتبر ہے اسکے بعد نسخہ بالروایت ابن داستہ ہے اوران دونوں میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر کوئی جرح نقل نہیں کی گئی اس طرح یہ بات بھی عیاں ہوئی کہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اوّل جو جرح کی تھی بعد میں اس سے رجوع فرمالیا تھا اسکے ساتھ یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ مرجوع قول کو بطور دلیل پیش کرنا تحقیق کے خلاف ہے اوراہل علم کے ہاں مقبول نہیں

سنن ابی داؤد کے قلمی نسخے:

سنن ابی داؤد کے تقریباً ۱۳ نسخے ہیں جن میں سوائے دو کے باقی نسخوں میں کہیں بھی اس جرح کا نام نہیں اور جن گیارہ نسخوں میں یہ جرح موجود نہیں وہ مشہور و معروف، متداول ہیں اور رائج الوقت بھی جبکہ دوسرے غیر معروف اور غیر معتبر ہیں لہذا قابل قبول نہیں

جن گیارہ نسخوں میں جرح نہیں انکی تفصیل:

۱)۔نسخہ سلطان احمد بن سلطان ایوبی رحمۃ اللہ علیہ: یہ نسخہ ۶۰۳ھ میں لکھا گیا۔

۲)۔نسخہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ: یہ ۸۰۰ھ میں لکھا گیا۔

۳)۔نسخہ شیخ عبداللہ بن سالم البصری رحمۃ اللہ علیہ یہ ۸۲۱ھ میں لکھا گیا۔

۴)۔نسخہ شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ یہ ۱۰۱۸ھ میں لکھا گیا۔

۵)۔نسخہ یوسف بن محمد بن خلف رحمۃ اللہ علیہ: ۶۷۵ھ کا ہے۔

۶)۔نسخہ تلمسانی

۷)۔نسخہ میدومی

۸)۔نسخہ الیونینیہ

۹)۔نسخہ مکتبہ محمودیہ: یہ ۱۱۳۶ھ میں لکھا گیا

۱۰)۔نسخہ جامع الازہر(۱)

۱۱)۔نسخہ جامع الازہر(۲)

ان تمام نسخوں میں سب سے قابل اعتماد اور اہم قلمی نسخہ خطیب بغدادی کا ہے جس کے مالک سلطان احمد بن سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اسکو خطیب بغدادی کے نسخہ سے نقل کیا گیا ہے اس پر کئی محدثین کرام کی سماعت ثبت ہیں

نسخہ سلطان صلاح الدین ایوبی کا عکس

نسخہ احمد بن سلطان ایوبی" کا عکس

نسخہ جامع الازہر کا عکس

منتعل هذا ثم امرنا بهذا يعني الامساك على الركبتين باب من لم
يذكر الرفع عند الركوع حدثنا عثمان بن ابي شيبة ثنا وكيع عن سفيان
عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبد الله بن
مسعود الا اصلي بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فصلى فلم يرفع
يديه الا مرة حدثنا محمد بن الصباح البزاز ثنا شريك عن يزيد بن ابي زياد
عن عبد الرحمن بن ابي ليلى عن البراء ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا افتتح
الصلاة رفع يديه الى قريب من اذنيه ثم لا يعود حدثنا عبد الله بن محمد الزهري
ثنا سفيان عن يزيد نحو حديث شريك لم يقل ثم لا يعود قال سفيان قال لنا بالكوفة
بعد ثم لا يعود قال ابو داود وروى هذا الحديث هشيم وخالد وابن ادريس

قال عبد الله علمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فكبر ورفع يديه فلما ركع طبق
يديه بين ركبتيه قال فبلغ ذلك سعدا فقال صدق اخي قد كنا نفعل هكذا
ثم امرنا بهذا يعني الامساك على الركبتين باب من لم يذكر الرفع عند الركوع
حدثنا عثمان بن ابي شيبة قال حدثنا وكيع عن سفيان عن عاصم يعني
ابن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبد الله ابن
مسعود الا اصلي بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فصلى فلم يرفع
يديه الا مرة حدثنا محمد بن الصباح البزاز قال حدثنا شريك عن يزيد ابن ابي زياد
عن عبد الرحمن ابن ابي ليلى عن البراء ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا افتتح
الصلاة رفع يديه الى قريب من اذنيه ثم لا يعود حدثنا عبد الله بن محمد الزهري قال حدثنا

اس تفصیل کے بعد جن شائع شدہ نسخوں میں جو جرح نقل کی گئی ہے وہ تحریف کرنے کی پرانی عادت پر مبنی ہے جیسا کہ مکتبہ ظاہریہ کی عادت ہے مولانا شمس الحق عظیم آبادی (غیر مقلد) کے پاس جو نسخے ہیں جن کا حوالہ زبیر علی زئی نے دیا ہے ان میں غیر مقلدین نے

تحریف کی ہے اسی طرح ابن عبدالبر کی "التمھید" میں غیر مقلد نخشی نے تحریف کی ہے اور ابن حجر عسقلانی "تلخیص الحبیر" کے حوالے سے فرماتے ہیں میں اس پر راضی نہیں بلوغ المرام میں خود نسخہ اللؤلؤ سے احتجاج فرمایا ہے لہٰذا حق وہی ہے جو ہم نے مفصل بیان کر دیا ہے اللہ کریم قبول کی توفیق عطا فرمائے

امام یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا جواب:

زبیر علی زئی غیر مقلد نے امام یحییٰ بن آدم کا نام صرف جارحین میں لکھا کوئی جرح نقل نہیں کی اور" جزء رفع یدین ۳۲، تلخیص الحبیر ۱/۲۲۱" کا صرف حوالہ نقل کیا

(نور العینین ص ۱۳۳)

جواب:

امام یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر کوئی جرح نہیں کی اگر کوئی جرح ہوتی تو وہ الفاظ زبیر علی زئی ضرور نقل کرتے جن کتابوں کا حوالہ پیش فرمایا ہے ان میں صرف یہ لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عبداللہ بن ادریس کی حدیث میں یحییٰ بن آدم فرماتے ہیں " نظر کی تو اس میں "ثم لم یعد" نہیں تھا

دیکھئے جزء رفع یدین للبخاری

اسکی تفصیل امام احمد بن حنبل کی جرح میں ملاحظہ فرمائیے اور یہ کوئی جرح نہیں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ یحییٰ بن آدم کے ہاں یہ حدیث ضعیف ہے کس طرح ٹھیک ہو سکتا ہے انھی وجوہات کی بنا پر حافظ ابن حجر عسقلانی تلخیص الحبیر پر مطمئن نہیں

امام ابوبکر احمد عمرو البزار کی جرح کا جائزہ:

زبیر علی زئی غیر مقلد تحریر کرتا ہے

''ابوبکراحمد بن عمروالبز ار نے کہاوھو حدیث لا یثبت و لا یحتج بہ''

(نورالعینین ۱۳۱)

اور''نورالعینین ص۱۳۳'' دوسرے ایڈیشن میں لکھا

''ابوبکر بن عمروالبز ار نے اس حدیث پر جرح کی''

(التمہید ۹/۲۲۰، ۲۲۱، البحرالزخار ۵/ ۴۷)

جواب: اس جرح کوامام بزار کی طرف نسبت کرنادرست نہیں کیونکہ محشی کہتا ہے کہ''فی الاصل عمرو البراء والصواب ما اثبته ''یعنی اصل میں عمروالبراء تھااوروہ بہتر ہے جس کو میں نے بتایا''لہذا یہ سارا کارنامہ محشی کا ہے اصل جرح یزید بن ابی زیاد کی روایت پر ہے دیکھئے: (عمدۃ القاری للعینی ۵/۲۷۳ اور تلخیص الحبیر ۱/۲۲۱)

جواب نمبر۲:

زبیرعلی زئی غیر مقلد نے اعتراض تونقل کردیا مگر عبارت جرح تحریر نہیں کی صرف اتنا ہی لکھا کہ امام بزار نے اس حدیث پر جرح کی البحرالزخار ۵/ ۴۷ میں جو اعتراض امام بزار نے کیا ہے وہ یہ ہے''وھذا الحدیث رواۃ عاصم بن کلیب و عاصم فی حدیثہ اضطراب وہ یسما فی حدیث الرفع ذکرہ عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ عن عبد اللہ رفع یدیہ فی اول تکبیرۃ''

لہذاامام بزار کا جارحین میں نام شامل کرنادرست نہیں کیونکہ انھوں نے سند پر جرح نہیں کی بلکہ مرفوع اورموقوف کا اشکال پیش کیا حافظ زبیر صاحب بذات خود امام بزار پر جرح کرتے ہیں اوراُنکی توثیق کے قائل نہیں لہذاانکا قول پیش کرکے ہم پر حجت قائم کرناکس طرح صحیح ہو سکتا ہے معلوم ہوا کہ ان کا نام پیش کرنا باطل ومردود ہے

امام محمد بن وضاح رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کی تحقیق:

زبیر علی زئی غیر مقلد اپنی تصنیف ''نور العینین ص ۱۴۳'' میں تحریر کرتے ہیں ''امام محمد بن وضاح نے ترک رفع یدین کی تمام احادیث کو ضعیف کہا ہے (التمہید ۹/۲۲۱)

جواب نمبر ۱:

امام محمد بن وضاح رحمۃ اللہ علیہ کی جرح ''ثم لم یعد'' والی روایات پر ہے مگر دوسری روایات خصوصاً میری پیش کردہ روایت جو ''ثم لم یعد '' کے بغیر ہے پر جرح نہیں لہذا انکا نام جارحین میں شامل کرنا درست نہیں علاوہ ازیں سند پر انکی کسی قسم کی کوئی جرح نہیں ہے

جواب نمبر ۲:

جو جرح موجود ہے وہ بھی مبہم ہے لہذا مبہم جرح قبول نہیں اور اس جرح کی سند بھی نہیں ہے بلا سند جرح باطل و مردود ہے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا جواب:

زبیر علی زئی غیر مقلد نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا صرف نام ہی جارحین میں شامل کیا ہے لیکن جرح نقل نہیں کی جہاں تک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جز رفع یدین کا تعلق ہے تو اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ خود اس روایت کو صحیح مانتے ہیں اس لیے انکا نام جارحین میں شامل کرنا زبیر علی زئی کی زبردستی ہے اگر کوئی اس پر ہی بضد ہے کہ امام صاحب نے جرح کی ہے تو اصل کتاب سے جرح کے الفاظ نقل کرے ان شاء اللہ ساری حقیقت سامنے آجائے گی

امام ابن القطان الفاسی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح:

زبیر علی زئی غیر مقلد ''نور العینین ص ۱۴۳'' میں لکھتا ہے:

''ابن القطان الفاسی سے زیلعی حنفی نے نقل کیا کہ انھوں نے اس زیادت

(دوبارہ نہ کرنے) کو خطا قرار دیا'' (نصب الرایۃ ۱/۳۹۵)

جواب: امام ابن القطان الفاسی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو صحیح فرماتے ہیں جیسا کہ نصب الرایہ ۱/۳۹۵ پر ہے اور بیان الوہم والایہام ۳/۳۶۷ میں لکھتے ہیں ''أقرب الی الصحۃ'' (پیچھے تصحیح میں انکا نام شامل ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں) ان کو صرف ''ثم لا یعود'' کے الفاظ سے اطمینان نہیں اور زبیر علی زئی کا مسئلہ سند پر ہے جبکہ ہمارا مؤقف 'ثم لا یعود' کے بغیر بھی ثابت ہے علاوہ ازیں ثقہ کی زیادت مقبول ہے اور امام وکیع زبردست ثقہ ہیں (ان کے ترجمہ میں ملاحظہ فرمالیا جائے) اور جب زیادت ثقہ کر رہا ہے تو قبول کرلینی چاہیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بخاری ۱/۲۰۱ میں فرماتے ہیں 'وزیادۃ مقبولۃ اذا رواہ اھل الثبت' ''ابن حزم لکھتے ہیں 'اخذ الزیادۃ واجب'' نیز لکھا ''اخذ الزیادات فرض لا یجوز ترکہ'' (المحلیٰ ۷/۸۰)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''زیادۃ ثقۃ فوجب قبولھا ،ولا تردلنسیان او تقصیر''

(شرح مسلم نووی ۲/۲۷۳)

دیگر حوالے ثقہ زیادت کے قبول ہونے کے ملاحظہ فرمائیں:

(نصب الرایۃ ۱/۳۹، ۲۸۴، ۳۳۶، الجوھر النقی ۲/۱۵۵ ،مستدرک حاکم ۱/۳، قسطلانی شرح بخاری ۱/۸، تلخیص الحبیر، نزل الابرار ص ۱۲۷، دلیل الطالب ص ۲۷۰)

لہذا یہ جرح بھی مردود ہے

امام عبدالحق الاشبیلی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا جائزہ:

مصنف نور العینین صفحہ نمبر ۱۳۳ پر رقم طراز ہیں

''عبدالحق الاشبیلی نے کہا 'لا یصح' '' (الاحکام الواسطی ۱/۳۶۷)

جواب: امام عبد الحق الاشبیلی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کے الفاظ بھی مبہم ہیں اور مبہم جرح عند المحدثین قبول نہیں بلکہ مردود ہوتی ہے امام ابن القطان الفاسی رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الحق الاشبیلی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الاحکام الواسطی'' کے رد میں ''بیان الوہم والایہام فی کتاب الاحکام'' تحریر فرمائی علاوہ ازیں امام ابن القطان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تصحیح کے قائل ہیں جیسا کہ سابقہ سطور میں ہم نے بیان کیا، لہٰذا ان کی جرح مردود ہے

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کی جرح:

زبیر علی زئی نے نور العینین ص ۱۲۳ پہلے ایڈیشن میں صرف یحییٰ بن معین کا نام ذکر کیا اور انکی جرح نقل نہیں کی صرف تعداد دلائل بڑھانے کی خاطر ان کا نام جارحین میں شمار کیا جبکہ یحییٰ بن معین کی کسی کتاب میں انکی کوئی جرح موجود نہیں، اب نور العینین کے نئے ایڈیشن میں ان کا نام خارج کر دیا گیا

امام ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا جواب:

زبیر علی زئی نور العینین ص ۱۳۳ میں لکھتے ہیں:

''ابن ملقن نے اسے ضعیف کہا'' (البدر المنیر ۳/۴۹۲)

جواب: یہ جرح بھی مبہم، غیر مفسر و باطل ہے اسلئے قبول نہیں یہ حدیث سند و متن کے ساتھ صحیح ہے جیسا کہ ہم پچھلے صفحات میں تفصیلاً بیان کر چکے ہیں

امام حاکم کی جرح: نور العینین ص ۱۳۳ پر (۱۵) نمبر کے تحت امام حاکم کا نام بھی جارحین میں ذکر کیا ہے

جواب: حافظ ابن قیم نے دیگر محدثین و امام حاکم کے تمام اعتراضات نقل کر کے اسکا تفصیلی جواب دیا ہے (دیکھئے تہذیب السنن مع مختصر السنن ۱/۳۶۹)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح:

زبیر علی زئی نور العینین ص ۱۳۳ میں لکھتے ہیں ''النووی نے کہا ''اتفقوا علیٰ تضعیفہ'' یعنی امام ترمذی کے علاوہ سب متقدمین کا اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے

جواب: سابقہ صفحات میں ہم نے محدثین کی ایک بڑی تعداد سے اس حدیث کو صحیح ثابت کیا ہے اور اگر کسی محدث کا کوئی اعتراض ہے بھی تو صرف ''ثم لایعود'' پر ہے اور ہمارا مؤقف اس کے بغیر بھی ثابت ہے لہذا یہ جرح بھی مردود ہے

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح:

زبیر علی زئی نے نور العینین ص ۱۳۳ میں امام دارمی کا نام بھی جارحین میں نقل کیا ہے اور کوئی جرح نقل نہیں کی (بحوالہ تہذیب السنن ۲/۴۴۹) بلکہ لکھا کہ یہ حوالہ مجھے باسند نہیں ملا

جواب: زبیر علی زئی جو اپنے حلقہ احباب میں ذہبی زماں مانے جاتے ہیں کم از کم ابن قیم اور امام دارمی کے درمیان سند تو دیکھ لیتے دوسروں سے اسناد کا تقاضا اور اپنی بار بلاسند ہی جرح نقل کر دی حالانکہ یہ جرح (تلخیص الحبیر ۱/۲۲۱) میں یزید بن ابی زیاد والی روایت سے متعلق ہے اس لئے یہ جرح مردود ہے

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا جواب:

زبیر علی زئی نور العینین ص ۱۳۳ میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی جارحین میں شامل کیا ہے اور لکھا کہ یہ حوالہ مجھے باسند نہیں ملا

جواب: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح بھی بلاسند ہے کیونکہ حافظ ابن قیم اور نووی دونوں کی امام

بیہقی تک سند موجود نہیں ہے لہذا یہ جرح بھی باطل و مردود ہے اور پھر خود ہی ان دونوں کے تحت لکھتے ہیں کہ یہ حوالہ مجھے باسند نہیں ملا، جب اس کی سند ہی نہیں تو ان کو جارحین میں بھرتی کرنے کا مقصد لہٰذا مہربانی کر کے یحییٰ بن معین کا نام جس طرح نئے ایڈیشن میں نکالا ہے یہ دونام بھی اسی طرح اگلے ایڈیشن میں نکال دیں

امام محمد بن نصر المروزی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا جواب:

زبیر علی زئی نے محمد بن نصر المروزی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی جارحین میں شامل کیا ہے دیکھئے نور العینین ص ۱۳۴

جواب: امام محمد بن نصر المروزی رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض بھی صرف "ثم لایعود" کے الفاظ پر ہے اور اس کا جواب امام ابن القطان الفاسی رحمۃ اللہ علیہ نے "بیان الوھم والایھام" میں دیا ہے اس حدیث کی تصحیح بھی فرمائی ہے لہذا امام المروزی رحمۃ اللہ علیہ کا نام جارحین میں شامل کرنا درست نہیں

امام ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح:

نور العینین ص ۱۳۴ میں ابن قدامہ المقدسی کے حوالے سے تحریر کیا کہ انھوں نے اس کو ضعیف کہا ہے (المغنی ۱/۲۹۵)

جواب نمبر ۱: امام ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح بھی غیر مفسر و مبہم ہونے کی وجہ سے باطل وم... ۔

جواب نمبر ۲ [illegible] العلل دارقطنی فرماتے ہیں "انہ حدیث صحیح الا ھذا اللفظ و کذالک قال احمد بن حنبل" بے شک یہ حدیث صحیح ہے سوائے "ثم لم یعد" کے اور یہ بات امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہی ہے جب امام احمد

بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں اور صرف "ثم لم یعد" کی وجہ سے اعتراض ہے تو ہم بارہا یہ بیان کر چکے ہیں کہ ہماری بیان کردہ روایت تو "ثم لم یعد" کے بغیر ہے لہذا یہ جرح مردود ہے جمہور محدثین اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں جیسا کہ تصحیح کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کی جرح:

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کی جانب جرح کی نسبت درست نہیں اگر انھوں نے جرح کی ہے تو اُن کی کتاب کا حوالہ پیش فرمائیں اپنے ہی غیر مقلد عالم کی کتاب یہ حوالہ نقل کرنا ہمارے لیے حجت نہیں یا ناقل سے ابن عبدالبر تک سند اور متن پیش فرمائیں اور جرح بھی مفسر ہو حالانکہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "التمھید لما فی الموطا من المعانی والاسانید ۹/۲۱۲" میں رفع یدین کی بحث میں فرماتے ہیں کہ

"واختلف العلماء فی رفع الیدین فی الصلوٰۃ فروی ابن القاسم وغیرہ عن مالك أنه كان یری رفع الیدین فی الصلوٰۃ ضعیفاً الا فی تکبیرۃ الاحرام وحدھا و تعلق بهذا الروایة عن مالك اکثر المالکین".

اور اختلاف کیا ہے علماء نے رفع یدین کے متعلق پس روایت کی ابن القاسم نے اور ابن القاسم کے غیر نے بھی امام مالک سے بے شک امام مالک نماز میں رفع یدین کرنے کو ضعیف سمجھتے تھے سوائے نماز کے شروع وقت کے رفع یدین اور اکثر مالکیوں نے امام مالک سے یہی بات کی ہے

اسی طرح ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے (بدایۃ المجتھد ۱/۱۵۰) اور ابن القاسم نے (المدونۃ ۱/۶۸) میں یہی بات لکھی ہے لہذا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اکثر مالکیوں کے نزدیک یہ حدیث ثابت ہے اور اس پر عمل ہے لہذا یہ حدیث صحیح ہے

زبیر علی زئی نے نور العینین کے ایڈیشن دوئم میں ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کا نام جارحین سے خارج کر دیا ہے

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح:

نور العینین ص ۱۳۴ جدید ایڈیشن میں ایک نئے حوالے کی بھرتی کی گئی ہے (۲۱) نمبر کے تحت لکھتے ہیں "قرطبی نے بھی حدیث ابن مسعود و حدیث براء کو غیر صحیح کہا (المفہم ۲/۱۹)

جواب: امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوداؤد کا حوالہ لکھ کر لا یصح لکھا تو اس سے یہ حدیث ضعیف کیسے ہوگئی یہ ہی اگر آپ کا اصول ہے اور یہی علم اصول حدیث ہے تو یہ آپ کو مبارک، کیونکہ اصول حدیث کی کسی کتاب میں "لا یصح" کا معنی ضعیف نہیں لکھا جب جمہور محدثین اس روایت کو حسن یا صحیح فرمار ہے ہیں تو ان کے مقابلے میں یہ مبہم بات کہاں قبول ہو سکتی ہے

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور الزام تدلیس

زبیر علی زئی غیر مقلد نے اپنی کتاب "نور العینین ص ۱۳۴" میں لکھا ہے کہ "اس روایت کا دارومدار جناب سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ پر ہے جیسا کہ اسکی تخریج سے ظاہر ہے جناب سفیان ثوری ثقہ، حافظ، عابد ہونے کے ساتھ ساتھ مدلس بھی تھے

جواب: اسکا جواب پچھلے صفحات میں تفصیلاً امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور تدلیس کے تحت دیا جا چکا ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں

اعتراض: سفیان ثوری کی حدیث میں رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع یدین کا ذکر نہیں یہ روایت مجمل ہے اور اسکو عام تصور کیا جائے تو تارکین رفع الیدین کا خود اس پر عمل نہیں

(نور العینین ص ۱۳۹)

جواب: یہ اعتراض اس بات کی دلیل ہے کہ زبیر علی زئی بھی اس روایت کو صحیح ماننے پر مجبور

ہیں لیکن اس روایت کو مجمل قرار دینا اُن کی کم فہمی ہے رہا یہ شبہ کہ ہم وتر اور عیدین میں رفع یدین کر کے اس روایت پر عمل نہیں کرتے تو جناب سے گزارش ہے کہ وتر اور عیدین میں حضور ﷺ اور صحابہ کرام سے انکا ترک ثابت نہیں جبکہ باقی نمازوں میں حضور ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے رفع یدین تکبیر تحریمہ کے علاوہ کا ترک ثابت ہے جیسا کہ پچھلے صفحات میں تفصیلاً بیان کر دیا گیا ہے ورنہ اگر زبیر علی زئی اور انکے ہمنواؤں میں علمی طاقت ہے تو نبی کریم ﷺ و صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثبوت پیش کریں کہ وہ وتر اور عیدین کی نماز میں تکبیر کے ساتھ رفع یدین نہیں کرتے تھے لہذا جہاں حضور ﷺ اور صحابہ کرام رفع یدین کرتے ہیں ہم بھی کرتے ہیں اور جہاں وہ نہیں کرتے ہم بھی نہیں کرتے لہذا اس اعتراض کی بھی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی

ثانیاً: یہاں بحث [illegible] نمازوں کی ہو رہی ہے نہ کہ وتروں اور عیدین کی زبیر علی زئی اصل مسئلہ سے توجہ ہٹانا چاہتے ہیں ورنہ زبیر علی زئی میں یہ علمی طاقت بھی نہیں ہے کہ آپ غیر مقلدین کا وتر میں بعد [illegible] ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنے کا ثبوت پیش کر سکیں آپ کا یہ عمل تو حقیقت میں رافضیوں کا شعار ہے

عدم ذکر سے نفی ذکر لازم نہیں آتا

ہماری بیان کردہ روایت اور دیگر روایات میں صرف عدم ذکر ہی نہیں بلکہ وضاحت بھی موجود ہے کہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کیا اور پھر پوری نماز میں رفع یدین نہ کیا جیسا کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بعض روایات میں ہے اور حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی روایات میں بھی اسی طرح ہے صرف اپنے مخالف کی حدیث پاک کو نہ ماننے کا بہانہ ہے ورنہ یہ حدیث صحیح اور واضح ہونے کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کا کثرت عمل بھی اسکو تسلیم کرنے کی طرف راغب کرتا ہے مگر [illegible] گیا

جائے کہ بعض لوگ خادم حدیث بن کر در پردہ انکار حدیث کی مہم چلانے کا کام بخوبی سر انجام دے رہے ہیں اللہ کریم ہدایت نصیب فرمائے

نفی و اثبات کا اعتراض اور اثبات کا مقدم ہونا

زبیر علی زئی لکھتے ہیں " سفیان کی حدیث میں نفی ہے اور صحیحین وغیرہما کی متواتر احادیث میں اثبات ہے یہ بات عام طلباء کو بھی معلوم ہے کہ اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے"

(نور العینین ص ۱۴۰)

جواب: اگر زبیر صاحب اور انکے ساتھی اسی اُصول پر قائم ہیں تو ذرا سجدوں میں اثبات رفع الیدین کی احادیث جو سنن نسائی، ابوداؤد، مصنف ابن ابي شیبہ، جزر رفع الیدین للبخاری میں سند صحیح کے ساتھ موجود ہیں نفی کے مقابلے میں اثبات پر عمل کر کے دکھائیں اور اثبات نفی پر اُس وقت مقدم ہوتا ہے جب نفی کرنے والے کا علم اس چیز کو محیط نہ ہو جس کی نفی کی جا رہی ہے اگر راوی کا علم اس چیز کو محیط ہے جیسا کہ اس جگہ ہے تو اثبات نفی کا حکم برابر ہوگا اور اس میں شک نہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی صحبت میں ہمیشہ رہے اور شاذ و نادر ہی آپ ﷺ سے جدا ہوئے حتیٰ کہ لوگ انھیں اہل بیت سے گمان کرتے تھے معلوم ہوا کہ انھیں حضور ﷺ کی نماز کے بارے میں مکمل علم تھا لہذا یہ اصول نہیں چلے گا

تکبیر تحریمہ اور بار بار رفع یدین

زبیر علی زئی لکھتے ہیں کہ "بعض علماء نے کہا کہ اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ صرف ایک دفعہ رفع یدین کیا بار بار نہیں ملاحظہ فرمائیں مشکوٰۃ المصابیح ص ۷۷

(نور العینین ص ۱۴۱)

جواب: گزارش ہے کہ جب روایت میں یہ بات نقل نہیں کہ بار بار رفع یدین کیا اور نہ ہی صحابہ، تابعین، تبع تابعین نے یہ بات فرمائی یہ صرف قیاس ہی قیاس ہے ورنہ ان علماء کا نام باحوالہ بتایا جائے نہ کوئی ایسا کرتا ہے بلکہ پوری نماز میں صرف ایک دفعہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا ہے اس بات کی صراحت حدیث میں موجود ہے لہذا حدیث کے مقابلہ میں بے دلیل اندھی تقلید کا جواز زبیر علی زئی صاحب کے پاس کہاں سے آیا؟

حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور رفع یدین کا فرض ہونا

صاحب نور العینین حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہوئے آخری بات کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''حافظ ابن حزم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے بارے میں المحلی میں لکھتے ہیں [اگر یہ حدیث نہ ہوتی تو ہر جھکنے، بلند ہونے، تکبیر اور تمہید کے وقت رفع یدین فرض ہوتا] انتہی (المحلی ۴/ ۸۸)'' (نور العینین ۱۴۲)

جواب:

حافظ ابن حزم کی بات سے جو نتیجہ زبیر صاحب نے اخذ کیا ہے اس طرح تو انھوں نے اس حدیث کو تسلیم کرلیا اگر اس حدیث کی کوئی حیثیت نہ ہوتی تو یقیناً رفع یدین فرض ہوتا اور بالاتفاق غیر مقلدین کے یہاں بھی فرض نہیں اگر فرض سمجھا جائے تو ابن حزم کے مطابق ہر جھکنے، بلند ہونے، تکبیر اور تمہید کے وقت بھی فرض ہونا چاہیے جبکہ تمام غیر مقلدین کے نزدیک یہ فرض کیا سنت و مستحب بھی نہیں لہذا یہ حدیث صحیح ہے اور آپ ایک بھی صحیح، مرفوع، متصل، غیر معارض و غیر منسوخ روایت پیش نہیں کر سکتے جس میں حضور ﷺ کا آخری نماز تک یا ساری زندگی رفع یدین رکوع اور رکوع سے سر اٹھاتے

وقت اور دوسری روایت سے کھڑے ہوتے وقت کا بیان ہو

﴿صحابی رسول عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر غیر مقلدین کے اعتراضات کا جائزہ﴾

غیر مقلدین حضرات بشمول عبداللہ روپڑی، محمد جونا گڑھی، ابو حامد محمد عثمان و دیگر

کہ اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود کو غلطی لگی ہے اور وہ بھول گئے جیسے ان سے کچھ

غلطیاں ثابت ہیں مثلاً:

۱)۔معوذتین اور فاتحہ کو قرآن تسلیم نہ کرتے تھے حالانکہ ان کا قرآن ہونے پر اجماع ہے

۲)۔تطبیق کرتے یعنی ہاتھوں کو رکوع میں گھٹنوں کے درمیان رکھتے تھے حالانکہ یہ منسوخ ہے

۳)۔سورۃ **واللیل اذا یغشیٰ** میں **وما خلق الذکر والانثیٰ** کے بجائے **والذکر والانثیٰ** پڑھتے تھے

۴)۔دو مقتدی ہوں تو ان کا مذہب تھا کہ ان کے درمیان میں کھڑے ہو جاتے حالانکہ یہ جمہور کے خلاف ہے

۵)۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز بے وقت پڑھی ہو مگر دو نمازیں (۱) مزدلفہ میں حج کے موقع پر مغرب اور عشاء جمع کیں (۲) صبح کی نماز فجر کے وقت معتاد سے پہلے پڑھی حالانکہ عرفات میں بھی حضور ﷺ نے جمع بین الصلوتین کیا ہے مگر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہیں لہذا یہاں اس روایت (ترک رفع یدین) میں بھی انھیں ایسی ہی غلطی لگی ہے اور یہاں بھی وہ بھول گئے جس طرح قرآن وحدیث کی کئی باتوں کو بھول گئے

جواب: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جرح کرنا رافضیوں کا شیوہ ہے کیونکہ رافضی یہ کہتے ہیں کہ ہم صحابہ کرام کے فیصلوں کے پابند نہیں یہ اُنکی بدعات ہیں (معاذ اللہ) غیر

مقلدین بھی یہی کچھ کر رہے ہیں مثلاً: بیس رکعات تراویح، طلاق ثلاثہ، جمعہ کی دوسری اذان وغیرہ کو یہ تسلیم نہیں کرتے اور انکو بدعات میں شمار کرتے ہیں اور غیر مقلدین کا تو یہ مشہور مسئلہ ہے کہ صحابہ کرام کے اقوال و افعال ہمارے لیے حجت نہیں جبکہ محدثین کرام کی کثیر تعداد یہ فرماتی ہے کہ کسی صحابی رسول ﷺ پر جرح جائز نہیں

اب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر اٹھائے گئے اعتراضات کے جوابات نمبر وار درج کیے جاتے ہیں

۱)۔معوذتین اور فاتحہ کو قرآن تسلیم نہ کرنا:

یہ صحابی رسول ﷺ پر کذب و افترا ہے زبردست بہتان ہے

اول: علامہ ابن حزم ظاہری (المحلی ج ۱ ص ۱۳) میں لکھتے ہیں

''وکل ماروی عن ابن مسعود من ان المعوذتین وام القرأن لم تکن فی مصحفه فکذب موضوع لا یصح وانما صحت عنه قرأة عاصم عن زر بن جیش عن ابن مسعود وفیها ام القرآن والمعوذتان''۔۔۔الخ

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں فاتحہ کے نہ ہونے کی ہر روایت جھوٹی اور صحیح نہیں ہے حالانکہ قرأۃ عاصم عن زر بن جیش عن ابن مسعود صحیح ثابت ہو چکی ہے اور اس میں فاتحہ اور معوذتین موجود ہے

دوم: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ''المجموع شرح مہذب ۳/ ۳۹۶'' میں لکھتے ہیں:

''وما نقل عن ابن مسعود رضی الله عنه فی الفاتحة والمعوذتین باطل لیس بصحیح''

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فاتحہ اور معوذتین (انکا قرآن میں سے نہ ہونا) جو نقل کیا گیا ہے تو وہ

باطل اور صحیح نہیں ہے

اسی طرح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ "شرح مسلم نووی ۶/۹۶" میں تحریر فرماتے ہیں:

"وفیہ دلیل واضح علی کونهما من القرآن ورد علی من نسب الی ابن مسعود خلاف "

اور اس میں واضح دلیل ہے معوذتین کے قرآن میں سے ہونے پر اور رد ہے اس شخص پر جس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف اس کے خلاف منسوب کیا ہے

شرح مسلم ۱/۱۰۹ میں تحریر فرماتے ہیں

"واما ابن مسعود فرویت عنه روایات کثیرة منها مالیس بثابت عند اهل النقل"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو روایتیں کی گئی ہیں ان میں سے بہت سی ایسی روایتیں ہیں جو محدثین کرام کے ہاں غیر ثابت ہیں

سوم: علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"الاغلب علی الظن أن نقل هذا المذهب عن ابن مسعود رضی الله عنه نقل کاذب باطل"

غالب ظن یہی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس مذہب کی نقل جھوٹ ہے باطل ہے

(مفاتیح الغیب ۱/۱۷۸، الاتقان فی علوم القرآن ۱/۲۱۲)

چہارم: علامہ بحر العلوم "فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ۲/۱۶" میں رقم طراز ہیں

"ان نسبة الانکار الی ابن مسعود رضی الله عنه باطل"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف معوذتین کے انکار کی نسبت باطل ہے

پنجم: علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ طبقات الشافعیہ الکبریٰ ج ۳ ص ۲۵۸ میں لکھتے ہیں:

”وقد القاضی ابو بکر فی کتابه الانتصار للقرآن وهو الکتاب العظیم الذی لا ینبغی لعالم ان یخلوعن تحصیله بابا کبیرا بین فیه خطاء الناقل لهذه المقالةعن عبد الله بن مسعود وان الدلیل القاطع قائم علی کذبه علی عبد الله و براۃ عبد الله منها۔۔۔۔الخ،

ترجمہ: قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الانتصار للقرآن میں باب باندھا ہے اس میں انہوں نے معوذتین کے انکار کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب قول کی خطا بیان کی ہے اور اس قول کے جھوٹے ہونے پر دلیل قطعی قائم کی ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس جھوٹے قول سے بری ہیں

(دیکھئے:الانتصار للقرآن للباقلانی ۱/۳۰۱،۳۰۲)

ششم: حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ”تفسیر ابن کثیر ج ۸/ ۵۳۱“ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انکار معوذتین من القرآن کی روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں شاید کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے رجوع کرلیا ہے

﴿حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور معوذتین کا قرآن ہونا﴾

اول: امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ معجم الکبیر ۲۰/ ۲۱۵ رقم ۱۶۷۹، معجم الاوسط ۳/ ۱۱۶ رقم ۲۶۵۸ میں لکھتے ہیں:

[عن ابی مسعود عن النبی ﷺ قال لقد انزل علی آیات لم ینزل علی مثلهن : المعوذتین]

یعنی نبی ﷺ نے فرمایا کہ تحقیق معوذتین کی مثل کوئی آیات نازل نہیں ہوئیں

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ درمنثور جز۱۵/ ۷۸۵ میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ”باسناد حسن“ اس کی سند حسن ہے

دوم: حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ''تفسیر ابن کثیر ۸/۵۳۰'' میں لکھتے ہیں

''قال احمد حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن عاصم عن زر قال سالت ابن مسعود عن المعوذتین فقال سالت النبی ﷺ عنهما فقال قیل لی، فقلت لکم، فقولوا قال ابی فقال لنا النبی ﷺ فنحن نقول''

ترجمہ: زر بن جیش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے معوذتین کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا کہ میں نے بھی نبی ﷺ سے انکے بارے میں پوچھا تھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے (بذریعہ جبرئیل علیہ السلام) کہا گیا ہے کہ تم معوذتین کو پڑھا کرو تو میں تمہیں بھی حکم کرتا ہوں کہ تم بھی پڑھا کرو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ ہمیں جناب نبی ﷺ نے پڑھنے کا حکم دیا ہے اور ہم بھی پڑھا کرتے ہیں

(مسند احمد ۵/۱۲۹)

لہذا جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بات ثابت ہے تو نفی کی روایات موضوع اور باطل ٹھہرتی ہیں تو ان سے استدلال کرنا کیسا اس طرح آپ کا یہ اُصول کہ اثبات نفی پر مقدم ہے ساقط ہو جاتا ہے

۲) وماخلق الذکر والانثٰی اور والذکر والانثٰی کا تجزیہ:

یہ اعتراض کم علمی کی بنا پر مبنی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وماخلق الذکر والانثٰی کی بجائے والذکر والانثٰی پڑھا کرتے تھے یہ اختلاف قرأۃ ہے نہ کہ غلطی کیونکہ یہی قرأۃ حضرات صحابہ کرام میں سے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی بھی تھی دیکھئے

[صحیح بخاری ۱/ ۱،۵۲۹/ ۱،۵۳۰/ ۲،۵۳۱/ ۷۳۷، ومسند احمد بن حنبل ۶/ ۶،۴۴۹/ ۴۵۱]

بخاری شریف کتاب التفسیر میں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قال وانا سمعتها من فی النبی ﷺ وھؤلآءِ یابون علینا"

اور میں نے بھی حضور ﷺ کے منہ مبارک سے اس سورۃ کو(والذکر والانثیٰ)اسی طرح سنا ہے لیکن شام والے نہیں مانتے

(صحیح بخاری۹/۲۱۰رقم ۴۹۴۳باب والنھار اذا تجلی)

ایک اور مقام پر بخاری شریف میں ہے:

"قال کیف سمعتہ یقرأ واللیل اذا یغشی قال علقمۃ والذکر والانثیٰ قال اشھد انی سمعت النبی یقرأ ھکذا و ھولآ یریدونی علی ان اقرا وما خلق الذکر والانثیٰ واللہ لا اتابعھم"

فرمایا:(عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)واللیل اذا یغشی کس طرح پڑھتے تھے علقمہ نے کہا والذکر والانثی فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں میں نے حضور رضی اللہ عنہ سے اسی طرح پڑھتے سنا ہے مگر یہ شام والے چاہتے ہیں کہ یوں پڑھو وما خلق الذکر والانثی میں تو خدا کی قسم اس طرح نہیں پڑھوں گا (صحیح بخاری۹/۲۱۰رقم ۴۹۴۴)

علاوہ ازیں یہ قرأت حضرت علی وعبداللہ بن عباس رضوان اللہ علیہم کی بھی ہے دیکھئے:

(الجوھر النقی۲/۸۲)

حالانکہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"من سرہ ان یقرأ القرأن کما انزل فلیقرأہ علی ابن ام عبد"

جس شخص کو پسند ہو وہ قرآن کو ویسے ہی پڑھے جیسے کہ نازل کیا گیا تو اس کو چاہیے ابن مسعود کی قرأۃ پر پڑھے (المستدرک للحاکم ۲/۲۴۶رقم ۲۸۹۳،سنن ابن ماجہ ص۳۱)

۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور تطبیق:

تطبیق کی منسوخیت کا اعتراض لکھ کر ترک رفع یدین کی حدیث کو نہ ماننا درست نہیں جیسا کہ

نورالعینین ص ۱۴۲ پر لکھا

جواب:

مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۲۴۵ طبع ہند میں روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تطبیق اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کو برابر سمجھتے تھے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الباری ۲/ ۲۲۷) میں فرماتے ہیں (اسنادہ حسن)

دوم: ترک رفع الیدین کو تطبیق پر قیاس کرنا مع الفارق ہے اس لیے کہ تطبیق رکوع میں کی جاتی ہے جو خفیہ ہوتی ہے

اور مقتدی کو با آسانی نظر نہیں آسکتی اور رفع الیدین مقتدی کو با آسانی نظر آسکتا ہے دوسری بات یہ کہ ترک رفع الیدین کے راوی صرف عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی نہیں بلکہ جمہور صحابہ کرام ہیں لہذا یہ اعتراض لاحاصل ہے

۴) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دو مقتدیوں کے درمیان کھڑا ہونا:

یہ اعتراض بھی درست نہیں اس لیے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا طریقہ بھی عام صحابہ کرام کی طرح تھا چنانچہ حضرت اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"دخلت انا و عمّی علقمة علیٰ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بالهاجرة. قال فقام الظهر لیصلی فقمنا خلفه فاخذ بیدی و یدعمی ثم جعل احدنا عن یمینه. والآخر عن یساره ثم قام. بیننا فصففنا خلفه صفًا واحدا ثم قال هکذا کان رسول اللہ ﷺ یفعل اذا کانوا ثلثة"

میں اور میرے چچا علقمہ دوپہر کے وقت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے جب ظہر کا وقت ہوا تو آپ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے ہم بھی آپ کے پیچھے

کھڑے ہو گئے پس آپ نے میرے اور میرے چچا کے ہاتھ کو پکڑا ایک کو دائیں جانب دوسرے کو بائیں جانب کر دیا اور آپ درمیان میں کھڑے ہو گئے پس ہم نے آپ کے پیچھے صف بنائی ایک ہی صف پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے جبکہ تین آدمی ہوتے

(مسند احمد ۱/۴۵۹ رقم ۴۳۸۶ اسنادہ حسن)

جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس فعل کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کی تو اب اعتراض کس بات پر ہے؟

۵) عرفات میں جمع بین الصلوتین اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

یہ اعتراض بھی کم علمی ہے کیونکہ امام نسائی (سنن نسائی ۲/۳۶ کتاب الحج بین الظہر والعصر) میں روایت کرتے ہیں

"اخبرنا اسماعیل بن مسعود عن خالد عن شعبة عن سلیمان عن عمارة عن عمیر عن عبد الرحمن بن یزید عن عبد الله قال کان رسول الله ﷺ یصلی الصلوٰة لوقتها الاّ بجمع و عرفات"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ عرفات اور مزدلفہ کے علاوہ ہمیشہ نماز وقت پر ادا کرتے تھے

اس روایت میں نماز عرفات کی تصریح ہے اور اصول کی بات ہے کہ ثقہ کی زیادت معتبر ہے لہذا یہ اعتراض بھی لغو ہے

﴿مناقب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ﴾

۱) "حدثنا سفیان بن وکیع نا ابی عن سفیان الثوری عن ابی اسحاق عن

الحارث عن علی قال قال رسول الله ﷺ لو کنت مؤمرا احدا من غیر مشورة لا مرت ابن ام عبد"

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو بغیر مشورہ کے امیر بناتا تو حضرت عبداللہ بن مسعود کو بناتا

(جامع ترمذی ابواب المناقب ۲/۴۴۷ مترجم، المستدرک للحاکم ۳/۳۵۹ رقم ۵۳۸۹)

۲) حدثنا هنادنا ابو معاویة عن الاعمش عن شفیق بن سلمة عن مسروق عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ خذوا القرأن من اربعة من ابن مسعود وابی بن کعب و معاذ بن جبل و سالم مولی الی حذیفة هذا حدیث حسن صحیح

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار آدمیوں حضرت عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہم سے قرآن حاصل کرو، یہ حدیث حسن صحیح ہے

(صحیح مسلم کتاب ۷/۸۷ا رقم ۶۳۸۸ فضائل الصحابہ، جامع ترمذی ابواب المناقب ۲/۴۴۷ مترجم)

۳) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں اور میرا بھائی یمن سے آئے ایک مدت تک ہم یہی سمجھتے رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت سے ہیں (صحیح مسلم ۷/۱۴۷ رقم ۶۴۸۲، جامع ترمذی ۲/۴۴۳)

۴) مستدرک حاکم ۳/۳۵۹ رقم ۵۳۸۷ میں بسند صحیح مروی ہے:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو چیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ تمہارے لیے پسند کریں اُسے میں بھی پسند کرتا ہوں اور راضی ہوں

﴿کیا رفع یدین کرنا ضروری ہے؟﴾

غیر مقلدین نے مسئلہ رفع الیدین کو ضروریات دین میں شامل کیا ہوا ہے کہ اسکے بغیر نماز نہیں ہوتی جیسا کہ ''نور العینین میں ص ۱۸۱ پانچواں باب'' رفع یدین کرنا ضروری ہے'' لہٰذا ملاحظہ فرمایئے محدثین کی نظر میں یہ مسئلہ کیسا ہے کیا اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی؟

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

آپ کتاب (الام ۱/ ۸۹تا۹۱) میں فرماتے ہیں: ''جس شخص نے رفع یدین ان تمام مقامات میں چھوڑ دیا ہو جہاں اُسے کہا گیا عمداً یا سہواً فرضی نماز ہو یا نافلہ تو اس کی نماز درست ہے نہ اعادہ کی ضرورت ہے نہ سجدہ سہو کی البتہ میں ترک رفع یدین کو ناپسند کرتا ہوں مخلصاً

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

بدائع الفوائد ۳/ ۹۰ طبع مصر لابن القیم میں ہے:

''ابو داؤد قلت لاحمد افتتح الصلوٰۃ ولم یرفع یدیه الیعید قال لا حجة ان النبی ﷺ لم یعلمه لا اعرابی''

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا ایک آدمی نماز شروع کرتا ہے اور رفع یدین نہیں کرتا تو کیا وہ نماز کا اعادہ کرے تو آپ نے فرمایا نہ کرے اسکی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اعرابی کو رفع یدین کی تعلیم نہیں دی

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

مصنف عبدالرزاق ۲/ ۷۱ برقم ۲۵۳۶ میں ہے

"عبد الرزاق عن ابن جریج قال قلت العطاء أرأیت ان نسیت أن اکبر بیدی فی بعض ذالك أعود للصلوٰة قال لا"

ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اگر میں بعض مقامات پر رفع یدین کرنا بھول جاؤں تو اعادہ نماز کروں آپ نے فرمایا کہ نہیں

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

علامہ کرمانی (شرح بخاری ۵/ ۱۰۷) میں فرماتے ہیں

"اجمعت الامۃ علی استحباب رفع الیدین عند تکبیرۃ الاحرام و اختلفوا فیما سواھا"

اُمت کا مسلمہ رفع الیدین تکبیر تحریمہ کے مستحب ہونے پر اجماع ہے اس کے علاوہ رفع الیدین کے استحباب میں اختلاف ہے

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح مسلم اپنی شرح مسلم نووی ۱/ ۱۶۸ میں رفع یدین کو مستحب قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں "واجمعوا علی انہ لا یجب شیٔ من الرفع" اور اس بات پر (محدثین) کا اجماع ہے کہ رفع یدین کسی مقام پر واجب نہیں

معلوم ہوا کہ اس کو ضروری، واجب کہنا درست نہیں جیسا کہ نور العینین میں زبیر علی زئی غیر مقلد نے باب قائم کیا ہے: [رفع الیدین کرنا ضروری ہے] دیکھئے (نور العینین باب ۵) دیگر غیر مقلدین بھی یہی کہتے ہیں ضروری کا معنی فرض وواجب ہے تو نماز نہ ہوئی جبکہ عموماً غیر مقلدین کے علماء ومناظرین اس کو سنت کہتے ہیں

اسی مکتبہ فکر کے شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین دہلوی کا سنت کے رد جانے پر فتویٰ ملاحظہ

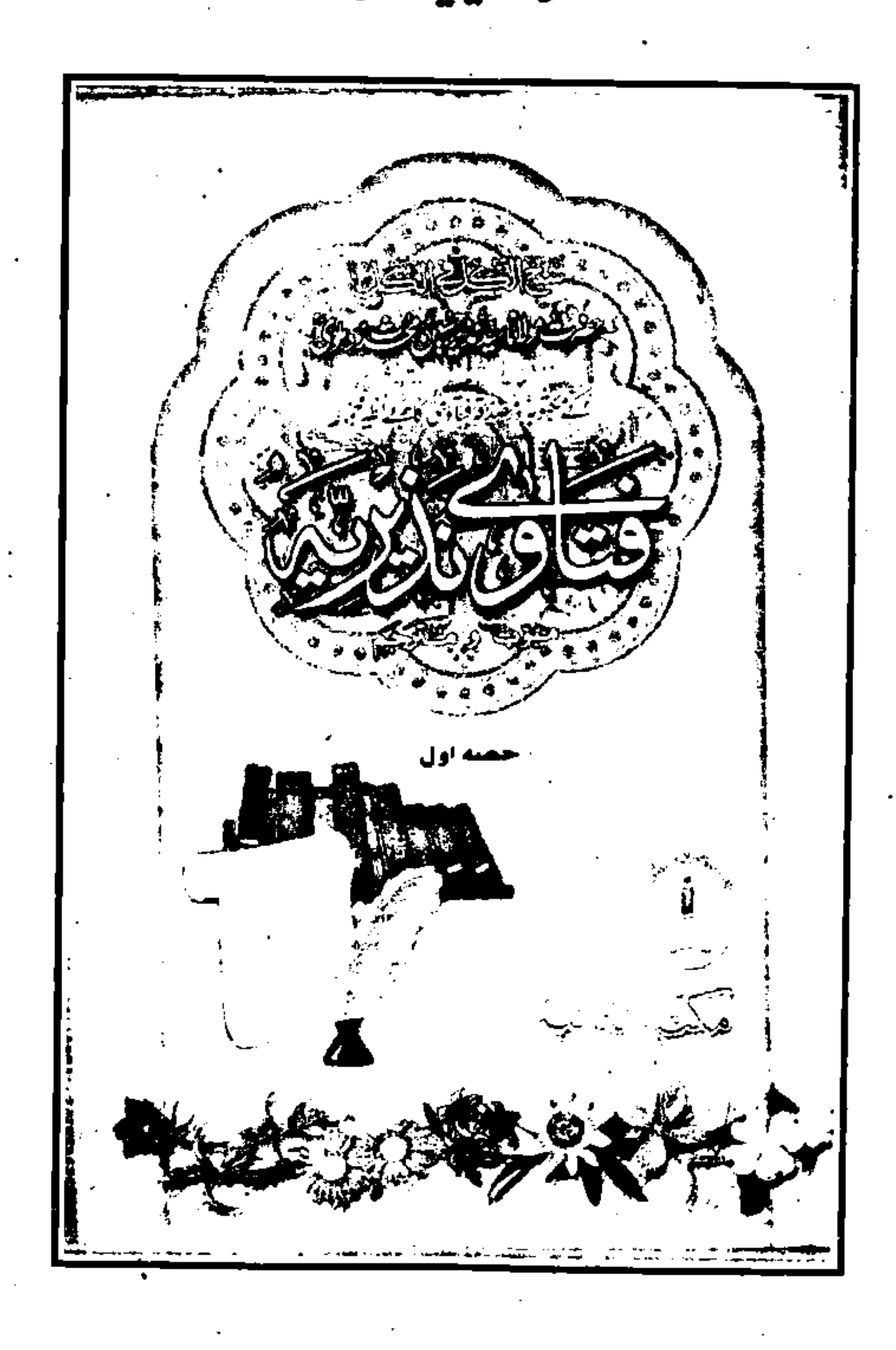
فرمائیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نماز جمعہ بغیر خطبہ کے ہو جاتی ہے یا نہیں اور خطبہ داخل نماز جمعہ ہے یا نہیں، بینوا وتوجرو

الجواب: نماز جمعہ بغیر خطبہ کے ہو جاتی ہے اور خطبہ داخل نماز جمعہ نہیں ہے اس لیے کہ خطبہ سنت مؤکدہ اور شعار اسلام سے ہے نہ واجب نہ شرط مگر بغیر خطبہ کے نماز جمعہ نہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے اور نہ صحابہ اور تابعین وغیرہ سے منقول بلکہ خطبہ پر مواظبت و مداومت حضرت ﷺ و صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ اجمعین وغیرہ کے پائی جاتی ہے چنانچہ تفصیل ذیل سے واضح ہوگا پس ترک کرنا اسکا ہرگز نہ چاہیے اگر چہ اسکے ترک سے جمعہ میں کچھ خلل شرعی نہیں واقع ہوتا

(فتاوی نذیریہ ۱/۶۱۶)

فتاوی نذیریہ کا عکس



حرّرہ خادم العلماء محمد حسن عفا اللہ عنہ وعن جمیع المؤمنین ؁ا خود غ ...

سید محمد نذیر حسین

للہ رب العالمین

ھوالموفق: اس مضمون میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ شعر ایک کلام ہے ...
مضمون اچھا ہے، وہ اچھا ہے، اور جس کا برا ہے، وہ برا ہے، مگر ساتھ اس کے خطبہ میں ...
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور آپ کے بعد خلفائے راشدین رضی ...
سے بھی ثابت نہیں، خطبہ نبویہ وخطبات خلافت راشدہ اشعار سے خالی ہوتے ...
سنتہ صلی اللہ علیہ وسلم وسنۃ خلفائہ الراشدین المھدیین اولی ...
حمدی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ محمد عبد الرحمن المبارکفوری عفی عنہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز جمعہ بغیر خطبہ کے ہوجاتی ہے
یا نہیں، اور خطبہ داخل نماز جمعہ ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: نماز جمعہ بغیر خطبہ کے ہوجاتی ہے اور خطبہ داخل نماز جمعہ نہیں ہے
اس لئے کہ خطبہ سنت مؤکدہ اور شعائر اسلام سے ہے نہ واجب اور نہ شرط، مگر بغیر خطبہ کے
نماز جمعہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ صحابہ اور نہ تابعین وغیرہ سے ...
بلکہ خطبہ پر مواظبت ومداومت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین ...
وغیرہم سے پائی گئی ہے چنانچہ تفصیل ذیل سے واضح ہوگا، پس ترک کرنا اس کا ہرگز ...
اگرچہ اس کے ترک سے جمعہ میں کچھ خلل شرعی نہیں واقع ہوتا ہے، جیسا کہ فتح الربانی ...
الشوکانی بسیل الجرار المتدفق علی حدائق الازہار، و روضۃ الندیہ میں مذکور ہے۔ ...
دلیل صحیح معتبر یدل علی وجوب الخطبۃ فی الجمعۃ حتی یکون شھودھا ...
بالفعل الذی وقعت المداومۃ علیہ لا یستفاد منہا الوجوب بل یستفاد ...
ذلک محمول علی الاستمرار سنۃ من السنن المؤکدۃ فالخطبۃ فی الجمعۃ ...
السنن المؤکدۃ وشعار من شعائر الاسلام لم تترک منذ شرعت الی موتہ ...
علیہ وسلم ولا ثبت صلوۃ جمعۃ بغیر خطبۃ ولکنا بعد معرفۃ فی کتب ...

---

[1] ہم نے آج تک کوئی ایسی صحیح ومعتبر دلیل نہیں دیکھی جس سے خطبہ کا وجوب ثابت ہوتا ہو، ان ایسا ...
سے عمل ہوتا آرہا ہو اس سے سنت مؤکدہ کا تو ثبوت مل سکتا ہے نہ واجب کا، سو جمعہ میں خطبہ سنت مؤکدہ ...
اسلام کا شعار ہے جب سے جمعہ شروع ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک اور اس کے بعد بھی ...

...هذا المعمول لم يترك في قطر من اقطار المسلمين ولا اهملت في عصر من العصور

...سلامية واما كونها واجبة مفترضة فلم يأت في كتاب الله سبحانه ولا في سنة

...رسوله صلى الله عليه وسلم ما يدل على ذلك ولا بلغ ... ما يفيد الوجوب كذا في

...م رباني. نعم في ما في الموعظة الحسنة وغيرها واما في كون الخطبة شرطا للصلوة فعدم

...ورود دليل يدل عليه لا يخفى على عارف فان شان الشرطية ان يؤثر عدمها في عدم

...المشروط فهل من دليل يدل على ان عدم الخطبة يؤثر في عدم الصلوة كذا في الروضة

...الندية شرح الدرر البهية. والله اعلم بالصواب. حرره السيد شريف حسين عفي عنه

سید محمد نذیر حسین | الشیخ حمد حسن

حضرت سید کونین شاہ ... سید شریف حسین | ابو البرکات حافظ محمد المعتصم بحبل الله الاحد ۱۲۹۲ھ | خادم شریعت رسول الثقلین تلطف حسین ۱۲۹۲

محمد غلام اکبر خان محمدی السنی ۱۲۹۹ | محمد عبد الحمید ۱۲۹۳

...ہے جیسا کہ یہ سکی ہی ہے جب یا فرض ہونا تو کتاب اللہ سے ثابت ہے۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible]
...ہے کہ خطبہ کا نماز کے لئے شرط ہونا ... کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ ... [illegible]
...جیسا کہ سکتی ہے کہ عدم خطبہ عدم نماز میں موثر ہو۔

جب ایک سنت مؤکدہ پر حضور ﷺ، صحابہ وتابعین کی مواظبت بھی ثابت اور اس کے ترک سے آپکے نزدیک نماز جمعہ میں کچھ خلل شرعی نہیں تو پھر نماز کا رفع یدین تو مستحب ہے اور اگر سنت موکدہ بھی مان لیا جائے تو شیخ الکل کے فتویٰ کے مطابق نماز میں خلل شرعی نہیں ہونا چاہیے بات واضح ہے مگر ضد اور تعصب کا علاج ہمارے پاس نہیں







حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر عمل کرنے والے صحابہ کرام

۱) خود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۲) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ

۳) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۴) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ

۷) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ

۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

۹) حضرت عباد بن زبیر رضی اللہ عنہ

۱۰) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

۱۱) حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ

۱۲) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

۱۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ

۱۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

۱۵) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ

اور بہت سے صحابہ کرام علیہ الرضوان جن کی روایات نقل نہ ہو سکیں اس کے ثبوت کیلئے درج ذیل کتب کی طرف رجوع فرمائیں:

جامع ترمذی، مصنف ابن ابی شیبہ، شرح معانی الآثار للطحاوی، موطا امام محمد، مسند حمیدی

،مسند احمد، کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ، سنن دار قطنی ، سنن الکبریٰ بیہقی، صحیح ابی عوانہ وغیرہ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ لکھ کر فرماتے ہیں:

''وبه يقول غير واحد من اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ والتابعين وهو سفيان واهل الكوفة'' اور اسی ترک رفع یدین کے قائل تو بے شمار اہل علم صحابہ کرام اور تابعین ہیں، سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی یہی مسلک ہے

(جامع ترمذی ۱/۳۵۱ تحت حدیث ۲۵۸)

اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ،امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ،حنفی و مالکی حضرات ،امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ ،امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ ،حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے اصحاب امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ ،ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ ،علقمہ رحمۃ اللہ علیہ ،اسود رحمۃ اللہ علیہ ،عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ ،تابعی کبیر امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے پانچ سو صحابہ کرام کی زیارت کی حضرت خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ ،حضرت ابو اسحاق سبیعی رحمۃ اللہ علیہ ،حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ،حضرت بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ ،حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ،حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ،حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ،حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے محدثین ومفسرین وفقہاء کرام جنہوں نے اس حدیث پر عمل کر کے ثابت کیا کہ یہ صحیح ہے ملاحظہ فرمائیے درج ذیل کتب:۔

موطا امام محمد، جزء رفع یدین للبخاری، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند ابی حنیفہ بطریق حارثی، سنن ترمذی، کشف المحجوب، اشعۃ اللمعات، عمدۃ القاری شرح بخاری، مرقات وغیرہا



قرون اولیٰ کے ائمہ فقہاء کا اختلافی رفع یدین کو ترک کرنا

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حدثنی ابن ابی داؤد قال ثنا احمد بن یونس قال ثنا ابوبکر بن عیاش قال ماراٰیت فقیھا قط یفعلہ یرفع یدیہ فی غیر التکبیرۃ الاولیٰ''

حضرت ابوبکر عیاش فرماتے ہیں میں نے کسی فقیہ کو کبھی بھی تکبیر اولیٰ کے علاوہ رفع یدین کرتے نہیں دیکھا

(شرح معانی الآثار مترجم ۱/۴۶۸، شرح معانی الآثار عربی ۱:۲۲۸ برقم ۱۳۶۴)

سند کی تحقیق

۱) ابراہیم بن ابی داؤد:

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[امام الحافظ المتقن] (سیر اعلام النبلاء ۱۳/۶۱۲ رقم ۲۳۷)

۲) احمد بن عبداللہ بن یونس

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

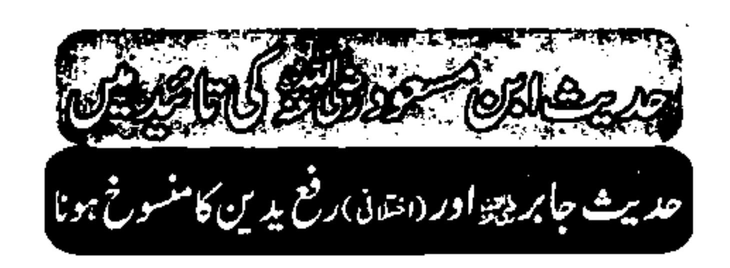
[ثقۃ حافظ] (تقریب التہذیب ۱/۸۱ رقم ۶۳)

۳) ابوبکر بن عیاش

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[ثقۃ عابد] (تقریب التہذیب ۲/۶۲۴ رقم ۷۹۸۵)

اس تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ یہ بات سند صحیح سے ثابت ہے کہ اس دور میں فقہاء یہ اختلافی رفع یدین نہیں کرتے تھے



''حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طُرْفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَالِىْ اَرَاكُمْ رَافِعِىْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اُسْكُنُوْا فِى الصَّلٰوةِ'' ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا یہ کیا وجہ ہے کہ میں تم کو بدکے ہوئے گھوڑوں کی دُموں کی طرح نماز میں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھتا ہوں: نماز سکون سے پڑھا کرو (صحیح مسلم عربی ۱/۱۸۱ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی) یہ روایت تقریباً ۱۶ کتب میں ۳۲ اسناد کے ساتھ موجود ہے

اس حدیث کے تحت شروع دن سے محققین و محدثین رحمہم اللہ نے اختلافی رفع یدین کو منسوخ مانا ہے یہی وجہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر شوافع و حنابلہ اور بعد میں آنے والے غیر مقلدین (اہلحدیث) جو کہ رفع یدین کے قائل ہیں نے اس حدیث کے کئی جواب دیے ہیں اور اس حدیث کو ناسخ ماننے سے انکار کیا ہے جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ شروع ہی سے اکابرین اسلام نے اس حدیث کے تحت نسخ رفع یدین کا استدلال کیا ہے جن محدثین نے اس حدیث سے رفع یدین کا منسوخ ہونا قبول کیا ہے درج ذیل ہیں:

۱) امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

امام اجل وکیل احناف محدث جلیل امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

نے اختلافی رفع یدین کے متعلق دعویٰ نسخ فرمایا پھر اس کی تکمیل کے بعد آخر میں لکھا:

''وھو قول ابی حنیفۃ و ابی یوسف و محمد رحمھم اللّٰہ تعالیٰ''

(شرح معانی الآثار ۱/ ۴۶۸ مترجم حامد اینڈ کمپنی لاہور)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ امر صراحت کے ساتھ ثابت ہے کہ نماز میں اختلافی رفع یدین نہیں چنانچہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں (اللفظ الاول)

''لا یرفع یدیہ فی شیء من ذالک الا فی التکبیرۃ التی یفتح بھا الصلوٰۃ''

(کتاب الاصل ۱/ ۱۳، کتاب الحجہ ۱/ ۹۴، موطا امام محمد صفحہ ۹۰)

ترجمہ: یعنی پوری نماز میں (سوائے مستحبات کے) نمازی کو تکبیر تحریمہ کے علاوہ کہیں بھی رفع یدین کی اجازت نہیں:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وقال ابو حنیفۃ واصحابہ و جماعۃ من اھل الکوفۃ لا یستحب فی غیر تکبیرۃ الاحرام وھو اشھر الروایات عن مالک''

(شرح مسلم باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین مع تکبیرۃ الاحرام صفحہ ۱۶۸)

ترجمہ: اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور انکے اصحاب اور اہل کوفہ کی جماعت نے یہ فرمایا کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ کوئی بھی رفع یدین مستحب نہیں ہے اور یہ ہی مشہور روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہے:

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''قال محمد السنۃ ان یکبر الرجل فی صلوٰتہ کلما خفض و کلما رفع واذا انحط للسجود کبر واذا انحط للسجود الثانی کبر فاما رفع الیدین فی الصلوٰۃ فانہ یرفع الیدین حذو الاذنین فی ابتداء الصلوٰۃ مرۃ

واحدة ثم لا یرفع فی شی ء من الصّلوٰۃ بعد ذالك وھذا كله قول ابی حنیفة رحمه الله وفی ذالك اثار كثیرة" (موطاامام محمد صفحہ ۹۰ مترجم)

ترجمہ: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سنت یہ ہے کہ جب کوئی اپنی نماز میں جھکے اور جب بلند ہو تکبیر کہے اور جب سجدہ کے لیے جھکے تکبیر کہے لیکن رفع یدین نماز میں ایک بار ہے وہ یوں کے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھائے یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اس (ایک مرتبہ رفع یدین کرنے کے) مسئلہ میں بہت سے آثار ہیں

اگر کوئی یہ کہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا مناظرہ اس معاملہ میں مشہور ہے اور وہاں وجہ ترجیح فقہ رواۃ کو بتانا مذکور ہے اور آپ (حنفی) اسکو منسوخ کہتے ہیں تو گذارش یہ ہے کہ مناظرہ میں ماحول کے مطابق گفتگو کی جاتی ہے ہوسکتا ہے اس وقت بحث اسی انداز میں ہو رہی ہو اور اپنے مؤقف کو اسی طرح ثابت کرنا ٹھہرا ہو جبکہ یہ قطعاً ممکن نہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو احادیث رفع یدین کے وجود کا انکار ہو کیونکہ انکار حدیث تو کسی عام مسلمان سے متصور نہیں چہ جائیکہ اسے امام المسلمین سے منسوب کیا جائے لہذا یہ ماننا پڑے گا کہ مسئلہ ہذا کی احادیث ترک راجح اور احادیث فعل مرجوع ہیں جبکہ نسخ کے علاوہ کوئی وجہ نہیں اور وجہ ترجیح نسخ ہی قرار پایا:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بنیادی سلسلہ تلمذ تین واسطوں سے حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے آپ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علوم و معارف کے وارث اور امین ہیں جب کہ غیر مقلدین کے نزدیک حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نسخ رفع یدین کے قائل تھے اور ان سے (اختلافی) رفع یدین نماز میں ثابت نہیں بلکہ ترک ثابت ہے

غیر مقلدین (اہل حدیث) کے پیشوا شاہ اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے:

"اما قول ابن مسعود و ترك فتركنا فللمستعار منه هو انّ النبیّ ﷺ ترك ولهمنا النسخ فالنسخ هو فهم ابن مسعود"

(تنویر العینین صفحہ ۲۸،۲۹)

ترجمہ: یعنی رہا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ آپ ﷺ نے رفع یدین چھوڑ دی تو ہم نے بھی چھوڑ دی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے رفع یدین چھوڑی جس سے ہم نے یہ سمجھا کہ وہ منسوخ ہوگئی پس اسے منسوخ سمجھنا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فہم کا نتیجہ ہے:

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں:

"ولیس فی غیر التحریمة رفع یدیه عند ابی حنیفة لخبر مسلم عن جابر بن سمرة. قال حرج علینا"

(حاشیہ مشکوۃ صفحہ ۷۵)

ترجمہ: یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک (اختلافی) رفع یدین کی جو کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ احادیث نہیں جسکی ایک دلیل حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو کہ صحیح مسلم میں ہے اسی طرح غیر مقلدین کے امام نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے لکھا:

"ولا یبعد أن یکون ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه ظن أن السنة المتقررة آخراً هو ترکه" (الروضۃ الندیہ ا/۹۴ طبع کراچی)

ترجمہ: یعنی یہ بھی ممکن کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا ہو کہ یہ رفع یدین آخر میں متروک ہوگئی تھی

اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مناظرہ کے حوالہ سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مؤقف لکھا:

"فکانه ظن انه تفطن ابن مسعود للنسخ"

گویا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو قائل نسخ گردانتے ہوئے فقہ رواۃ کی توجیہ کو اپنایا تھا

(ملاحظہ فرمایئے: الروضۃ الندیہ ۱/۹۵ طبع کراچی)

۲) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ:

حدیث جابر سے استدلال کے بعد امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

''ولأن السنة رفع يديه عند الافتتاح''

(البنایہ ۲/۱۳۶ طبع بیروت)

۳) امام اجل وکیل احناف محدث جلیل امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے دعویٰ نسخ فرمایا اور اس پر دلائل کے انبار لگا دیئے

دیکھئے: (شرح معانی الآثار للطحاوی مترجم ۱/۴۶۲ طبع لاہور)

۴) امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ:

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''المبسوط'' میں فرماتے ہیں:

''وحين رأى بعض الصحابة رضوان الله عليهم يرفعون ايديهم فى بعض أحوال الصلوٰة كره ذالك فقال مالى أراكم رافعى أيديكم كأنها أذناب خيل شمس اسكنوا''

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ کرام کو بعض احوال نماز میں رفع یدین کرتے دیکھا تو اس کے کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا مالی اراکم رافعی ایدیکم... الخ

(المبسوط لشمس الدین السرخسی ۱/۱۴ باب کیفیۃ الدخول فی الصلوٰۃ طبع دارالمعرفۃ بیروت)

۵) فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ فرماتے ہیں:

''وعن جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول الله ﷺ فقال مالى اراكم

رافعي أيديكم كأنها أذناب خيل شمس اسكنوا في الصلوٰة رواه مسلم"

(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ج ۱/۱۲۰)

۶)امام کمال الدین محمد بن الواحد المعروف با بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ شرح فتح القدیر میں ترک رفع یدین کے دلائل لکھ کر نسخ کا دعویٰ فرماتے ہیں دیکھئے: (شرح فتح القدیر ۱/۳۱۹،۳۲۰ طبع بیروت)

۷)شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ المرغینانی صاحب الھدایہ اولین صفحہ نمبر ۹۲،۹۳ میں ترک رفع یدین کے دلائل لکھ کر نسخ کا دعویٰ کرتے ہیں

۸)امام ابن نجیم المصری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن نجیم المصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فلا يرفع يديه عند الركوع ولا عند الرفع منه ولا تكبيرات الجنائز بحديث ابي داؤد عن البراء بن عازب(الي) و بحديث جابر بن سمرة قال خرج علينا ..الخ"

ترجمہ:یعنی رکوع میں اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تکبیرات جنازہ میں رفع یدین نہیں ہے ابوداؤد کی حدیث براء بن عازب اور حدیث جابر بن سمرہ کی وجہ سے

(البحر الرائق ج اول صفحہ ۳۲۲ طبع کوئٹہ)

۹)قاضی عیاض المالکی رحمۃ اللہ علیہ:

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وقد ذكر ابن القصار هذا الحديث حجة في النهي عن رفع ال

یدی علی روایۃ المنع من ذالک جملۃ"

ترجمہ: اور بے شک ابن القصار المالکی نے اس حدیث کو نماز میں رفع یدین کے منع کرنے پر حجت کے طور پر پیش کیا ہے (الاکمال المعلم بفوائد مسلم ۲/۳۴۴)

۱۰) حضرت علامہ علی قاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں:

"رواہ مسلم و یفید النسخ" (شرح نقایہ ج ۱ ص ۷۸)

ترجمہ: حدیث مسلم (رفع یدین) کے نسخ کا فائدہ دیتی ہے

اور اسی طرح "مرقات شرح مشکوٰۃ" ملا علی قاری میں ہے

۱۱) امام زیلعی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

حافظ امام جمال الدین أبی محمد عبد اللہ بن یوسف الزیلعی الحنفی المتوفی ۷۶۲ھ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"احادیث أصحابنا: منها حدیث تمیم بن طرفۃ عن جابر بن سمرۃ قال خرج علینا رسول اللہ ﷺ فقال، مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا أذناب خیل شمس اسکنوا فی الصّلوٰۃ"

(نصب الرایۃ لأحادیث الھدایۃ ۱/۳۹۳)

۱۲) ملک العلماء علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث سے بطور نسخ استدلال فرمایا ہے

(دیکھئے: بدائع الصنائع ۱/۲۰۷)

۱۳) علامہ سید طحطاوی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

"فلا یرفع یدیه عند الرکوع و عند الرفع منه لحدیث مسلم مالی اراکم رافعی ایدیکم ...الخ
(دیکھئے: حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح)

۱۴) امام حسن بن عمارہ الشرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ:

"ویکره الرفع فی غیر هذا المواطن فلا یرفع یدیه عند الرکوع ولاعند الرفع منه ولا فی تکبیرات الجنائز غیر الاولیٰ لحدیث مسلم مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمسٍ۔۔۔الخ
(مراقی الفلاح صفحہ نمبر ۴۰ مطبوعہ کراچی)

۱۵) علامہ مولانا محمد ہاشم سندھی (المتوفی ۱۱۷۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ:

رفع یدین کے منسوخ ہونے کے بارے میں صریح احادیث اور حضرت جابر بن سمرہ ،حضرت عبداللہ بن عباس رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی احادیث درج فرمائی ہیں
(کشف الرین فی مسئلہ رفع الیدین مترجم صفحہ ۶۸ مع مقدمہ محمد عباس رضوی طبع گوجرانوالہ)

۱۶) فتاویٰ عالمگیری:

میں لکھا ہے: "و یکره ان یفترش ذراعیه وان یرفع یدیه عند الرکوع و عند رفع الراس من الرکوع"
(فتاوی عالمگیری ج ا ص ۱۰۵،۱۰۶ میں "الفصل الثانی فی ما یکرہ فی الصلوٰۃ ومالا یکرہ)

۱۷) علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں:

"(تتمه) بقی من المکروهات اشیاء اخر ذکرها المنیه ونور الایضاح وغیرهما (الیٰ ان قال) و رفع یدیه عند الرکوع والرفع منه"

(فتاوی شامی ۱/۳۸۴ مطبوعہ مصر)

اس عبارت میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے رکوع اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت کے رفع یدین کو مکروہات میں شمار کیا ہے جو کہ ممانعت کی دلیل ہے اور ممانعت حدیث جابر میں ہے

۱۸) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حدیث جابر کے تحت رفع یدین منسوخ مانا ہے ملاحظہ فرمایئے:

(شرح سفر السعادت ص ۷۲)

۱۹) علامہ بدرالدین العینی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ بدرالدین العینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"واستدلال أصحابنا بحديث جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول الله ﷺ فقال مالي أراكم رافعين أيديكم كانها أذناب خيل شمس اسكنوا في الصلوٰة اخرجه مسلم"

(البناية في شرح الهداية ۲/۲۹۴ طبع بيروت)

اسی طرح علامہ عینی نے "عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۵ صفحہ ۴۰۵" میں لکھا ہے

۲۰) مولانا الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حدیث جابر کے تحت اختلافی رفع یدین کو منسوخ مانا ہے

(فتاوی رضویہ ج ۶/۱۵۵)

۲۱) محدث دکن علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ نے "زجاجۃ المصابیح" میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث لکھی اور دیگر دلائل دیئے اور اختلافی رفع یدین کو منسوخ مانا

(زجاجۃ المصابیح مترجم ج ۱ صفحہ ۵۷۳ تا ۵۷۶ طبع فرید بک سٹال لاہور)

۲۲)علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے بھی رفع یدین عندالرکوع اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت کو بھی منسوخ مانا ہے

(کوثر النبی ﷺ)

۲۳)امام ابی محمد علی بن زکریا المنجی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۸۶):

آپ لکھتے ہیں "لا ترفع الایدی عند الرکوع ولا بعد الرفع منه مسلم عن جابر بن سمرة رضی الله عنه قال خرج علینا رسول الله ﷺ فقال مالی اراکم رافعی أیدیکم کانها أذناب خیل شمس اسکنوا فی الصّلاة"

(اللباب فی الجمع بین السنة والکتاب : ۲۳۱/۱ مطبوعه دمشق)

۲۴)ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ:

حدیث جابر لکھ کر آپ اس کے بعد لکھتے ہیں

"و قد احتج بعض أصحاب أبی حنیفة بهذا الحدیث فی منعهم رفع الیدین فی الرکوع وعند الرفع منه"

(کشف المشکل من حدیث الصحیحین : ۱ /۲۹۵ مطبوعه الریاض)

۲۵)علامہ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ لکھتے ہیں "واما استدلال بعض الحنفیة بحدیث جابر بن سمرة من عند مسلم مالی اراکم ....الخ"

(شرح ابن ماجه للمغلطائی: ۱ /۱۴۷۲مطبوعه سعودی عرب)

۲۶) محمود بن احمد بن الصدر الشهید النجاری برہان الدین مازہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ لکھتے ہیں "ویکره أن یرفع یدیه عندالرکوع، وعند رفع الرأس

من الرکوع لحدیث جابر بن سمرة.......الخ،،

(المحیط البرهانی۲/۵۵مطبوعه داراحیاء التراث العربی)

۲۷)شہاب الدین احمد بن ادریس مالکی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ دیگر دلائل لکھ کر رفع یدین کی منسوخیت کی دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں ''وجه الثانی ان الرفع منسوخ بمایروی عن جابر بن سمرة قال کنا............اسکنوافی الصلاة''

(الذخیرة۲/۲۰طبع بیروت)

۲۸)علامہ الحاجۃ نجاح الحلبی:

آپ دیگر دلائل لکھ کر حدیث جابر کو منع کی دلیل بناتے ہوئے لکھتے ہیں ''ولا ترفع الیدان عندالرکوع ولا فی الرفع منه ولا فی التکبیرات الجنازة غیر الأولی منها لحدیث جابر بن سمرة رضي اللّٰه عنه قال خرج علینا............اسکنوا فی الصلاة،،

(فقه العبادات علی المذاهب الحنفی: ۱/۸۷)

۲۹)ماہر یاسین الفحل:

ماہر یاسین صاحب لکھتے ہیں:

''لا ترفع الیدان عندالرکوع ولا فی الرفع منه ،وانما ترفعان عند تکبیرة الاحرام فقط.وهو قول ابی بکر فی الروایة ،وعمر فی روایة،وعلی،وابن مسعود،وابن عمر فی روایة،وابن عباس فی روایة،والثوری، والشعبی،والنخعی،وابن ابی لیلیٰ،والحسن بن صالح بن حی، والاسود،وعلقمة،وخیثمة،وقیس بن ابی حازم،وابی اسحاق السبیعی،والیه ذهب ابو حنیفة واصحابه،وهو روایة عن مالك وهو مذهب اهل الکوفة واستدلوابحدیث جابر بن سمرة قال خرج علینا.......أسکنوا فی الصّلاة،،

(أثر اختلاف المتون والأسانيد في اختلاف الفقهاء: ١/٣٦٧،٣٦٨،٣٦٩)

۳۰) علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علامہ نے بھی حدیث جابر کے تحت اختلافی رفع یدین کو منسوخ مانا ہے

(صحیح البہاری)

۳۱) علامہ فیض احمد اویسی محدث بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ فیض احمد اویسی نے بھی حدیث جابر سے رفع یدین کے منسوخ ہونے کا استدلال کیا ہے

(رسالہ رفع یدین ص۹ طبع بہاولپور)

۳۲) علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی:

آپ نے بھی حدیث جابر کے تحت رفع یدین کو منسوخ مانا ہے (شرح صحیح مسلم ج ا ص ۶۳۵)

۳۳) علامہ مفتی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ (علی پور سیداں):

علامہ غلام رسول صاحب بھی حدیث جابر سے نسخ کا استدلال کرتے ہیں:

(نور الفرقدین علی رفع الیدین ص ۶۲،۶۳)

۳۴) محقق اسلام علامہ مولانا محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت محقق اسلام حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ لکھ کر فرماتے ہیں:

''یہ حدیث پاک بھی اسی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ ان صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے عمل کو تو دیکھا تھا اور اسکے مطابق نماز ادا کر رہے تھے لیکن انھیں چونکہ آپ کے آخری عمل کی خبر نہ پہنچی تھی اس لیے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں منسوخ شدہ کام کرتے دیکھا تو اسے گھوڑوں کے دم ہلانے سے مشابہ قرار دیا اور سکون کا حکم دیا لہذا اس ارشاد گرامی سے رفع یدین والی روایات منسوخ ہونا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ثابت ہو گیا

(شرح موطا امام محمد ج ۱ ص ۱۳۵ کتاب الصلوٰۃ طبع لاہور)

۳۵) حضرت علامہ محمد حسن محدث السنبھلی رحمۃ اللہ علیہ:

محدث سنبھلی نے حدیث جابر لکھ کر اس سے نسخ رفع یدین کا استدلال کیا ہے اور مزید دلائل ترک رفع یدین کے دیئے ہیں:

(تنسیق انتظام ص ۵۵ طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور)

۳۶) حضرت علامہ محدث قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علامہ محدث قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حدیث جابر سے نسخ رفع یدین کا استدلال کیا ہے:

(بحوالہ مناظرے ہی مناظرے از علامہ محمد عباس رضوی ص ۳۹۱)

۳۷) ترحیب بن ربیعان الدوسری:

آپ بھی دیگر دلائل لکھ کر آخر میں لکھتے ہیں "وقد احتج بعض متاخری الکوفة بحدیث مسلم عن جابر بن سمرة قال : قال رسول اللّٰه ﷺ : مالی اراکم.........أسکنوا فی الصّلاة"

ترجمہ۔اور تحقیق بعض متاخرین کوفہ نے حدیث مسلم جابر بن سمرہ سے احتجاج کیا ہے:

(ردخبر الواحد بما یسمی ۱/۶۳)

۳۸) ابو معاذ طارق بن عوض اللہ بن محمد:

ابو معاذ صاحب لکھتے ہیں "أطلق فیها النهی عن رفع الیدین، ولم یقید فیها بحالة السلام، فاحتج بها بعض الکوفین لمذهبهم فی المنع من رفع الیدین عند الرکوع ورفع منه وهذا الروایة، ....عن جابر بن سمرة قال خرج علینا........أسکنوا فی الصلاة"

یعنی رفع یدین کے حوالے سے نہی مطلق ہے، اس کو بحالت سلام مقید نہیں کیا جا سکتا، پس بعض اہل کوفہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ رکوع جاتے اور آتے ہوئے رفع یدین منع کرتے ہیں اس روایت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے تحت قال خرج علینا.....الخ.

(الارشادات فی تقویۃ الاحادیث بالشواھد والمتابعات ۱/۱۷۰ مطبوعہ الریاض)

۳۹) فقیہ اعظم ہند مولانا محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ:

"آپ نے بھی حدیث جابر بن سمرہ رحمۃ اللہ علیہ سے استدلال کرتے ہوئے اختلافی رفع یدین کو منسوخ مانا ہے اور اس روایت پر اعتراضات کے جوابات دیے ہیں دیکھئے:

(نزہۃ القاری شرح بخاری ۲/۳۸۹ طبع فرید بکسٹال لاہور)

قائلین اختلافی رفع یدین اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ:

بعض غیر مقلدین حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ آپ کے ذہن کی اختراع ہے پہلے محدثین نے اس حدیث سے نسخ رفع یدین کا استدلال نہیں فرمایا جو آپ کرتے ہو۔ جواباً عرض ہے کہ زمانہ قدیم سے قائلین رفع یدین محدثین اپنی اپنی کتب میں حدیث جابر بن سمرہ کے جوابات دیتے آ رہے ہیں اور بلا دلیل یہ ان کی تردیدیں جو ہیں وہ آخر کس کا جواب دے رہے ہیں اگر آپ کے بقول اس حدیث سے نسخ رفع یدین کا استدلال کرنے والا کوئی نہیں تھا تو اس حدیث کی جوابی تحریریں کس بنیاد پر ہیں اور نسخ رفع یدین کا رد کرنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ زمانہ قدیم سے ہی اس حدیث سے نسخ رفع یدین کے استدلال کرنے والے ائمہ اور علماء و محدثین موجود تھے جبکہ اس کا رد کرنے والوں میں خود غیر مقلدین کے اعتراف کے مطابق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۹۴ھ سر فہرست ہیں:

(ملاحظہ فرمایئے: جزء رفع الیدین للبخاری صفحہ ۱۶ طبع مکتبہ اسلامیہ)

اسی طرح امام ابوداؤد'' قائل رفع یدین'' المتوفی ۲۷۵ھ نے اسے سنن ابوداؤد میں اور امام نسائی'' قائل رفع یدین'' المتوفی ۳۰۳ھ نے سنن نسائی باب السلام میں اس حدیث کو رکھ کر اسکے عندالرکوع کی ممانعت کی بابت ہونے سے انکار کیا ہے یہ بھی ثبوت ہے کہ ان کے دور میں اسے ممانعت رفع کی دلیل سمجھنے والے علماء محدثین وفقہاء موجود تھے

اسی طرح امام ابن حبان المتوفی ۳۵۴ھ کا اپنی کتب میں اور امام نووی شافعی المتوفی ۶۷۶ھ کا قائلین رفع یدین کا'' شرح صحیح مسلم'' وغیرہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی المتوفی ۸۵۲ء کا'' تلخیص الحبیر'' میں ابن الملقن کا'' البدر المنیر'' اور ابن سید الناس کا '' شرح ترمذی'' میں حدیث جابر کے ردّ میں جوابات لکھنا اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ ہر دور میں حدیث جابر سے نسخ رفع یدین کا استدلال کرنے والے علماء ومحدثین موجود رہے ہیں خاص کر قاضی شوکانی (غیر مقلد) المتوفی ۱۲۵۰ھ نے'' نیل الاوطار ۲/۱۸۸'' میں واضح الفاظ میں لکھا:

'' واحتج من قال لعدم الاستحباب بحدیث جابر بن سمرة الخ''

یہ عبارت بھی اس بات کی ناقابل تردید اور ٹھوس حقیقت ہونے کی طرف نشاندہی کرتی ہے کہ حدیث جابر سے استدلال کرنے والے محدثین ہر دور کے اندر موجود رہے ہیں:

یہ ایک اجتہادی اور فروعی مسئلہ ہے اسی وجہ سے اس میں اختلاف پایا جاتا ہے اس لیے ترک رفع یدینکرنے والوں کو برا کہنا درست نہیں اسی طرح ابن جوزی نے بھی اس بات کا اقرار کیا ہے فرماتے ہیں:

'' وقد احتج بعض أصحاب أبی حنیفة بھذا الحدیث فی منھم رفع الیدین فی الرکوع و عند الرفع منه''

(المشکل من حدیث الصحیحین لابن جوزی ۱/۹۲۵ المکتبۃ الشاملۃ)

ترجمہ: بعض اصحاب ابی حنیفہ نے اس حدیث کے ساتھ رکوع سے پہلے اور بعد رکوع سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کی ممانعت کی دلیل پکڑی ہے

نوٹ: یہ کہنا کہ اس حدیث کا تعلق ''باب السلام'' سے ہے اور اس پر تمام محدثین کا اجماع ہے کئی وجوہ سے باطل ہے محدثین نے اپنی اپنی فہم سے اس حدیث پر ابواب باندھے ہیں کئی محدثین نے تو باب السلام میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کئی نے دیگر ابواب میں اس کو ذکر کیا ہے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن الملقن، ابن تیمیہ وغیرھا سے بہت پہلے

۱) ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی کتاب مصنف ابن ابی شیبہ ج دوم ص ۴۸۶ طبع کراچی میں اس حدیث کو باب ''من کرد رفع الیدین فی الدعاء'' کے زیر عنوان رکھا ہے

۲) اسی طرح ابی عوانہ نے مسند ابی عوانہ ۲/۸۵ طبع مکہ مکرمہ میں ''بیان النھی عن الاختصار فی الصّلوٰۃ وایجاب الانتصاب والسکون فی الصّلوٰۃ الالصاحب العذر'' کے عُنوان کے تحت رکھا ہے:

۳) جبکہ امام بیہقی نے ''جماع ابواب الخشوع فی الصلوٰۃ والاقبال علیھا'' کے زیر عنوان یہ حدیث لائے ہیں: (سنن الکبریٰ بیہقی ۲/۲۸۰ طبع ملتان)

۴) محمد بن اسحاق النیشاپوری نے ''مسند السراج ص ۲۴۳'' میں ''بـاب فی السکون فی الصّلوٰۃ'' کے تحت لکھا ہے:

''کیا محدثین جو حدیث جس باب میں رکھیں وہ اسی معنیٰ کی ہو کر رہ جاتی ہے؟''

اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی دلیل شرعی کیا ہے؟ اور اگر نہیں تو پھر اس حدیث کے بارے میں رفع یدین کے قائلین محدثین کے ابواب کو اپنے معنیٰ دیکر ہم پر ڈالنے کا

مقصد؟

محدثین کی ابواب کے تحت چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

۱)امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حدیث "لا تصوم المراۃ الاباذن اھلھا" کو جوروزہ کے مسئلہ سے متعلق ہے کو آپ نے "کتاب الزکوٰۃ" میں رکھا ہے

(صحیح مسلم ۱/۳۳۰ طبع کراچی)

نیز امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "کتاب السہو" کے تحت لکھا ملاحظہ فرمایئے

(سنن نسائی ۱/۱۷۶ طبع کراچی) بتایئے اس میں زکوٰۃ اور سہو کا کیا مسئلہ ہے؟

۲)امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "صحیح بخاری ۱/۱۳۵" میں ایک عنوان ان الفاظ سے قائم فرمایا ہے: "باب اذا فاتہ العید یصلی رکعتین وکذالک النسا ومن کان فی البیوت والقری" پھر اسکے تحت حدیث "وعند جاریتان فی ایام منی تدففان و تضربان الخ:

بتایئے اس عنوان کا اس باب سے کیا تعلق؟

اسی طرح جو حدیث باب کے تحت آئے تو کیا صرف وہ ہی معنی درست ہوں گے؟

۱)امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف ۱/۵۱۴ مترجم طبع لاہور "کتاب التہجد میں حدیث عائشہ لے کر آئے ہیں جو غیر مقلدین تراویح کی دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں تو کیا غیر مقلدین حضرات اس حدیث کو تہجد کی حدیث مانتے ہیں؟

۲)امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شامل صحاح ستہ سنن ابی داؤد کی "کتاب الصلوٰۃ" میں ایک عنوان قائم کیا ہے "باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع "یعنی اس شخص کا باب جس نے رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت کی رفع یدین کا ذکر نہیں کیا

پھر اسکے تحت سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت لائے کہ

"کان رسول اللہ ﷺ اذا دخل فی الصلوٰۃ رفع یدیہ مدا"

یعنی رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ خوب اٹھا کر (رفع یدین کر کے) آغاز فرماتے:

(سنن ابوداؤد ا/۱۱۰ طبع کراچی)

۳) امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سنن نسائی ا/۴۶۹ مترجم طبع لاہور'' میں پہلے رفع یدین کرنے کی احادیث درج کیں پھر باب لگایا ''ترک ذالك'' یعنی اسکے ترک کا بیان۔ پھر عبداللہ بن مبارک کی سند سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین کی حدیث لائے ہیں کیا غیر مقلدین یہاں محدثین کے فہم کو تسلیم کریں گے؟

قائلین رفع یدین محدثین سے استدلال کا جواب:

حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے متعلق قائلین رفع یدین کے اقوال حجت نہیں اس لیے کہ وہ اس معاملے میں مدعی ہیں اور مدعی کی گواہی شرعاً درست نہیں علاوہ ازیں بعض احناف کے اقوال پیش کرنا بھی درست نہیں کیونکہ یہ حنفی نہیں جیسے ابوالحسن محمد بن عبدالہادی سندھی وغیرہ اور جو حنفی ہیں ان کے اقوال ان کے تفردات میں سے ہیں لہذا قبول نہیں کیونکہ خلاف مذہب تو ہمارے نزدیک امام ابن ہمام جیسے محقق اور مجتہد کی ابحاث بھی معتبر نہیں:

حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی تشریح:

یہ حدیث اپنے مفہوم میں نہایت درجہ واضح ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک جم غفیر مسجد میں حالت نماز میں رفع یدین کر رہا تھا جیسا کہ حدیث جابر کے مختلف طرق سے ثابت ہے تو حضور ﷺ نے تشریف لا کر سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور انھیں آئندہ ایسا کرنے سے صاف منع فرما دیا جس کے بعد اتنی بات یقینی ہو گئی کہ اس حدیث میں مذکور جس رفع یدین سے حضور ﷺ نے روک دیا تھا وہ قطعاً ممنوع ہے اور اس

حدیث کا علم ہو جانے کے بعد اس کے برخلاف اس ممنوع رفع یدین کو جائز سمجھنا کسی مسلمان کیلئے ہرگز روانہیں کیونکہ یہ ارشاد ربانی ''وما نھا کم عنه فانتھوا'' کے مطالبہ اور تقاضا کے منافی ہے لیکن چونکہ یہاں اختلاف کی گنجائش تھی لہذا مجتہدین نے اپنے اپنے اجتہاد پر عمل کیا جو کہ جائز ہے

ہمارے نزدیک اس حدیث میں مذکور رسول اللہ ﷺ کی منع کردہ رفع یدین ہے جس کی وضاحت اسی حدیث میں موجود ہے چنانچہ آپ ﷺ کے الفاظ مبارک ہیں ''کانھا أذناب خیل شمس'' آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی اس رفع یدین کو ''خیل شمس'' یعنی منہ زور، سرکش اور شریر گھوڑوں کی دُموں کی حرکت سے تشبیہہ دی اور آپ ﷺ نے صرف یہ ہی نہیں فرمایا بلکہ ''خیل'' کے ساتھ ''شمس'' کی قید بھی لگائی یعنی اس رفع یدین کو عام گھوڑوں کی دُموں کی حرکت سے مشابہ قرار نہیں دیا بلکہ ایک خاص مزاج کے حامل مخصوص گھوڑوں کی دُموں سے تشبیہہ دے کر منع فرمایا جبکہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے کلام میں کسی لفظ کی کمی بیشی سے متعلقہ مسئلہ کی نوعیت بدل جاتی ہے مثلاً کفارہ ظہار میں اللہ تعالیٰ نے ''فتحریر رقبة'' ارشاد فرمایا اور کفارہ قتل میں ''فتحریر رقبة مؤمنة'' ارشاد فرمایا لہذا پہلی صورت میں ''رقبة'' کافر کے آزاد کرنے سے بھی کفارہ ادا ہو جائے گا مگر دوسری صورت میں نہیں کیونکہ اس میں ''رقبة'' کے ساتھ ''مؤمنة'' کی قید ہے:

اسی طرح ماہ رمضان کے روزوں کی قضا کی ادائیگی کے بارے میں ارشاد فرمایا ''فعدة من ایام اخر'' یعنی چھوٹے ہوئے روزے یکمشت بھی رکھے جا سکتے ہیں اور متفرق بھی لیکن کفارہ قتل اور کفارہ ظہار کی دوسری متبادل صورت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا! ''فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین'' یہاں متتابعین کی قید سے واضح

ہوا کہ وہ روزے متفرق طور پر کالعدم شمار ہونگے نیز کفارہ ظہار میں "من قبل ان یتماسا" کی بھی قید لگائے لہذا روزوں کے دوران تماس کے واقع ہو جانے سے بھی پہلے رکھے گئے روزے گنتی میں نہیں آئیں گے۔

ان مثالوں سے واضح ہوا کہ "شمس" کی قید بھی ایک خاص مقصد کے لئے ہے جس کے ذریعے آپ ﷺ نے صرف اس رفع یدین سے منع فرمایا جو "خیل شمس" کی دُموں کی حرکت سے مشابہ ہو ہر قسم کے رفع یدین سے نہیں پس وہ رفع یدین جو شمس گھوڑوں کی حرکت سے مشابہت رکھتی ہو وہ ممنوع قرار پائی

خیل شمس کا معانی:

خیل شمس کی دُموں کی حرکت کیا ہے اسکی نوعیت اور خاصیت کیا ہوتی ہے؟ اسکی مکمل وضاحت کتب لغت اور شروح حدیث میں موجود ہے المنجد مترجم ص نمبر ۵۴۱ مطبوعہ دہلی انڈیا میں ہے:

شمس، شموسا وشماسا، الفرس، گھوڑے کا سرکش ہونا، گھوڑے کا مچلنا کہ کسی کو سوار نہ ہونے دے، نہ زین کسنے دے، نہ ایک جگہ قرار پکڑے اسی طرح شرح مسلم نووی میں حدیث جابر کے تحت لکھا ہے! "وھی التی لا تستقر بل تضطرب و تتحرك باذنابها وارجلها" یعنی خیل شمس ایسے گھوڑوں کو کہا جاتا ہے جو ایک جگہ جم کر کھڑے رہنے کی بجائے اچھل کود کریں اور ان کی حرکت کا اندازہ یہ ہو کہ وہ اپنی دُموں اور ٹانگوں کو معاً ہلائیں اسی طرح التعلیہ ۲/ ۵۰ میں ہے:

اس تفصیل کی رو سے یہ بات بے غبار ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو اس حدیث میں مذکور جس رفع یدین سے منع فرمایا تھا وہ وہی تھی جس میں ان کے ہاتھوں کے ساتھ ان کے جسم کے دوسرے حصے بھی ہل رہے ہوں کیونکہ "اذناب خیل

شمس '' کی حرکت کا انداز یہی ہوتا ہے ورنہ یہ تشبیہہ عبث قرار پائے گی جبکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اسکے رسول ﷺ کا کلام اس عیب سے قطعاً مبرا ہے اور اس مد میں نماز کی ہر او نچ نیچ والی تمام رفع یدین آتی ہیں مثلاً رکوع میں جاتے وقت یا اس سے سر اُٹھاتے وقت اسی طرح دو سجدوں کے مابین یونہی دو رکعتوں سے تیسری رکعت کی طرف کھڑے ہونے کے وقت وغیرہ جن پر اہل تشیع اور غیر مقلدین (اہل حدیث) عمل پیرا ہیں کیونکہ ان میں سے کسی میں ہاتھ پہلے ہلتے ہیں اور سر یا جسم کا دوسرا حصہ اسکے فوراً بعد ہلتا ہے یا سر اور جسم کا کوئی حصہ پہلے ہلتا ہے اسکے معا بعد ہاتھ ہل جاتے ہیں اور یہی اذناب خیل شمس والی حرکات ہیں لہذا اسکے تحت منع ہے یعنی منسوخ ہے

﴿تکبیر تحریمہ، قنوت وتر اور عیدین والی رفع یدین منع نہیں ہیں﴾

یہ تمام ''خیل شمس'' کی دُموں کی حرکت سے مشابہ نہیں ہیں لہذا منع بھی نہیں ہیں اس لئے کہ ان میں صرف ہاتھ ہلتے ہیں جسم کا کوئی حصہ نہیں ہلتا یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر ان رفع یدین کے منسوخ ہونے کا کوئی بھی قائل نہیں:

جب ہم تکبیر تحریمہ کہتے وقت رفع یدین کرتے ہیں تو جسم بالکل ساکن ہوتا ہے اور اسکے بعد کوئی حرکت نہیں ہوتی جو ''خیل شمس'' کے تحت آئے اسی طرح قنوت وتر کی تکبیر اور رفع یدین میں جسم بالکل ساکن اور صرف ہاتھ ہلتے ہیں عیدین کی نماز میں بھی صرف ہاتھ ہلتے ہیں جسم نہیں دوسری رکعت میں جب ہم چھ زائد تکبیریں کہہ چکتے ہیں اور رفع یدین بھی کر لیتے ہیں تو رکوع کی تکبیر تھوڑے وقفے سے کرتے ہیں پھر رکوع میں وقفے کے ساتھ جاتے ہیں تاکہ اذناب خیل شمس'' کی حرکت مشابہ نہ ہو اور اس ممانعت کے زمرے میں نہ آئے اس وجہ سے ان میں سے کوئی رفع یدین منع نہیں لہذا غیر مقلدین کا یہ اعتراض بھی رفع ہو گیا کہ اگر رفع یدین منع ہے تو پھر تم وتر اور عیدین میں کیوں کرتے ہو؟ اس تفصیل سے

معلوم ہوا کہ حدیث جابر ہمارے مخالف نہیں اور غیر مقلدین کا یہ اعتراض جہالت یا تلبیس ہے

تکبیر تحریمہ، قنوت وتر اور عیدین میں رفع یدین کا ثبوت

مذکورہ بالا تحریر سے اتنا معلوم ہو گیا کہ ان مقامات پر رفع یدین منع نہیں لیکن منع کے ثابت نہ ہونے سے ان کا وجود تو ثابت نہ ہوا؟ جواباً عرض ہے کہ ان مقامات پر دلائل قاہرہ سے رفع یدین ثابت ہے

تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین:

یہ دونوں فریقین کے درمیان متفق علیہ ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح مروی ہے:

''کان رسول اللہ ﷺ اذا دخل فی الصّلوٰۃ رفع یدیہ مدا''

یعنی رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ مبارک خوب اُٹھاتے تھے

(سنن ابوداؤد ۱/۱۱۰ طبع کراچی)

اسی طرح ''مسند احمد ۵/۳۴۳ طبع مکہ مکرمہ و بیروت، مجمع الزوائد ۲/۱۳۰ طبع بیروت، میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے علاوہ ازیں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتح الباری شرح بخاری ۲/۲۷۳ طبع مصر،، امام نووی نے ''شرح مسلم ۱/۱۶۸،، نیز غیر مقلدین کے امام نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے ''السراج الوھاج ۱/۱۸۴، الروضۃ الندیہ ۱/۸۷،، میں ہے ''رفع یدین عند التحریمہ ایسا امر ہے جو شریعت مطہرہ کے دلائل متواترہ سے ثابت ہے جس کے مشروع ہونے میں دور اول سے لیکر آج تک کے جملہ علماء اُمت متفق ہیں اور اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں'' یہ تمام کتابوں کا خلاصہ ہے

قنوت وتر کا رفع یدین اور اسکا ثبوت

۱) امام ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الامام'' میں تکبیر قنوت وتر میں رفع یدین کے متواتر اخبار سے ثبوت کا دعوٰی فرمایا ہے

(کتاب الامام ص ۲۹۱)

۲)امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ص ۵۳۱ میں باب باندھا ہے:

''فی رفع الیدین فی قنوت الوتر''

پھراس میں تین روایتیں لائے ہیں:

ا)حدثنا أبو الأحوص،عن مغيرة،عن ابراهيم قال ارفع يديك للقنوت:

ب)حدثنا معاوية بن هشام قال حدثنا سفيان ،عن ليث عن عبد الرحمن بن الاسود عن أبيه عنعبد اللّٰه،أنه كان يرفع يديه في قنوت الوتر:

ج)حدثنا عبد الرحمن بن محمد المحاربي،عن ليث،عن ابن الاسود عن ابيه،عن عبداللّٰه،أنه كان يرفع يديه اذا قنت في الوتر''

(مصنف ابن ابی شیبہ۲/ ۵۳۱ برقم ۷۰۲۶،۷۰۲۷،۷۰۲۸ تحقیق محمد عوامہ طبع بیروت)

۳)عن ابراهيم النخعي قال ترفع الايدى في سبع مواطن في افتتاح الصّلٰوة وفي التكبير للقنوت في الوتر وفي العيدين الحديث رواه الطحاوى واسناده صحيح

ترجمہ:حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رفع یدین سات موقعوں پر کیا جاتا ہے:

(۱)جب نماز شروع کی جاتی ہے۔

(۲)دوسرے وتر میں دعا قنوت کیلئے اللہ اکبر کہا جاتا ہے۔

(۳)عیدین کی نماز میں۔

(۴)حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت۔

۵)سعی میں صفا و مروہ پر۔

(۶)مزدلفہ اور عرفات میں۔

(۷)منیٰ میں کنکریاں مارتے وقت۔

اس حدیث کی روایت امام طحاوی نے کی اور اس حدیث کی سند صحیح ہے

(المعجم الكبير للطبراني ۱۰/ ۷۷،۸۰۷۲رقم ۱۱۹۰۴،زجاجة المصابيح جلد ۲ ص ۲۲۴ طبع لاهور)

اسی طرح مختصر قیام اللیل ص ۲۳۰ طبع رحیم یار خان میں بھی ہے امام احمد بن حنبل

رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل تھے علاوہ ازیں اس سے قطع نظر ان مقامات پر رفع یدین کرنا ہمارے اماموں سے ثابت ہے جبکہ اسکی ممانعت کی بھی کوئی معیاری شرعی دلیل نہیں اگر کسی کا دعویٰ ہے وہ دلیل پیش کرے ان شاء اللہ اسکا جواب دیا جائے گا

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف میں ہے:

"امام ابراہیم نخعی تکبیر قنوت وتر اور تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنے کا فتوی دیتے تھے"

(کتاب الآثار ص ۲۱)

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وهو الحديث المشهور ان النبي ﷺ قال لا ترفع الأيدى الا فى سبع مواطن، ثلاثه فى الصلوٰة، وأربعة فى الحج وأما الثلاثه فتكبيرة الافتتاح، وتكبيرات العيدين و تكبيرة القنوت"

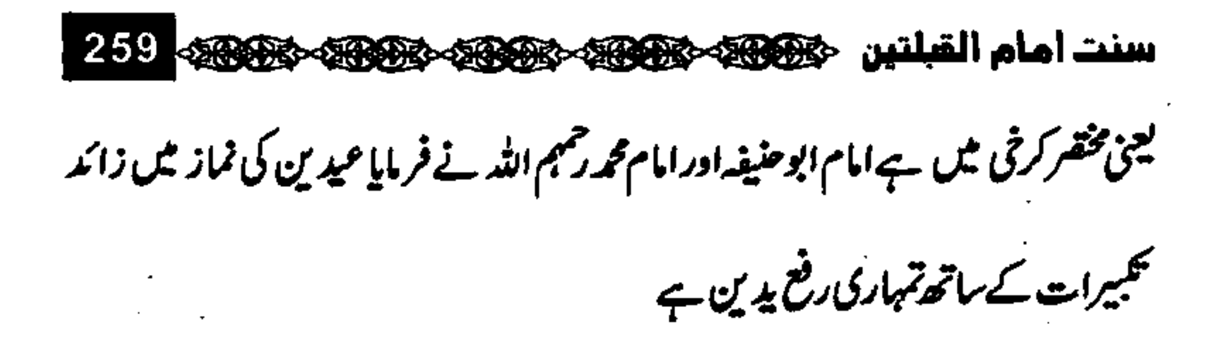
(البنایہ ۲/۵۸۸ طبع بیروت)

﴿عیدین کی نماز میں رفع یدین کا ثبوت﴾

"عن ابراهيم النخعى قال ترفع الايدى فى سبع مواطن فى افتتاح الصلوٰة وفى التكبير للقنوت فى الوتر وفى العيدين الحديث رواه الطحاوى واسناده صحيح"

اسکے علاوہ شیخ الاسلام بدرالدین محمود عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"فان الكرخى قال فى مختصره قال ابو حنيفة و محمد يرفع يديه فى التكبيرات الزوائد فى العيدين"



یعنی مختصر کرخی میں ہے امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہم اللہ نے فرمایا عیدین کی نماز میں زائد تکبیرات کے ساتھ تمہاری رفع یدین ہے

(البنایۃ شرح الھدایۃ ۳/۱۳۵ طبع بیروت)



اختلافی رفع یدین کب منسوخ ہوا؟
حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تائید میں

حضور ﷺ نے نماز کے اندر کئی چیزوں سے منع فرمایا جو کہ بتدریج منع فرمایا رفع یدین کا بھی معاملہ ایسا ہی ہے حضور ﷺ مکہ میں نماز کے اندر رفع یدین فرماتے رہے لیکن جب ہجرت فرما کر مدینہ شریف لے آئے تو آخر میں نماز کے اندر والا رفع یدین منع بھی فرمایا جیسا کہ حدیث جابر کے تحت بیان ہوا اور خود بھی اس کو ترک فرمایا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی
ترک رفع الیدین کی روایت

جہاں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اثبات رفع الیدین کی مروی روایات موجود ہیں وہاں پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ترک رفع الیدین کی احادیث بھی وافر تعداد میں مروی ہیں اور ساتھ ہی اس بات کا ثبوت بھی موجود ہے کہ آخر میں نبی کریم ﷺ نے رفع الیدین ترک کر دیا تھا اور اس دعویٰ پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ترک رفع الیدین کی روایت حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا ترک رفع الیدین پر عمل اور دیگر ثبوت کے علاوہ اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۲۱۶ کی روایت بھی ہے

﴿اخبار الفقہاء والمحدثین کی روایت کا تحقیقی جائزہ﴾

[حدثنی عثمان بن محمد قال قال لی عبیداللہ بن یحییٰ حدثنی بن سوادۃ بن عباد عن حفص بن میسرۃ عن زید بن اسلم عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال کنا مع رسول اللہ ﷺ بمکۃ نرفع ایدینا فی بدء الصلاۃ و فی داخل الصلاۃ عندالرکوع فلما ہاجر النبی ﷺ الی المدینۃ ترک رفع الیدین فی داخل الصلاۃ عند الرکوع وثبت رفع الیدین فی بدء الصلاۃ .

(اخبار الفقهاء والمحدثین ص۲۱۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں نماز کے شروع اور درمیان میں رکوع کے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو (ایام اخیرہ) میں درمیان نماز رکوع کے وقت رفع یدین (کے عمل) کو چھوڑ دیا اور نماز کے شروع میں رفع الیدین (کے عمل) پر ثابت رہے

﴿سند کی تحقیق﴾

اس سند کے راویوں کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

محمد بن حارث الخشنی ۳۶۱ھ	حافظ امام	سیر اعلام النبلاء رقم: ۱۲۰
عثمان بن محمد القبری ۳۲۰ھ	حافظ للمسائل	تاریخ العلماء والرواۃ: ۸۹۳
عبیداللہ بن یحییٰ قرطبی ۲۹۸ھ	الفقیہ الامام (ثقہ)	سیر اعلام النبلاء رقم: ۲۶۴
عثمان بن سوادۃ ۲۳۵ھ	ثقہ مقبولا	تاریخ العلماء والرواۃ ۸۹۰
حفص بن میسرۃ ۱۸۱ھ	ثقہ	الکاشف رقم: ۱۱۶۷
زید بن اسلم ۱۳۶ھ	ثقہ	تقریب التہذیب: ۲۱۱۷
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	جلیل القدر صحابی	الکاشف: ۲۸۷۱

اس سند کے تمام راوی ثقہ اور مضبوط ہیں

اس صحیح سند والی روایت کو مشکوک بنانے کے لئے زبیر علی زئی غیر مقلد نے چند اعتراضات کئے ہیں لہٰذا ان اعتراضات کا تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے

﴿اخبار الفقہاء والمحدثین پر اعتراضات کا جائزہ﴾

پہلا اعتراض: زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ اس کتاب کی سند مذکور نہیں ہے

(نور العینین ص ۲۰۵ جدید ایڈیشن)

جواب: زبیر علی زئی غیر مقلد کا یہ اعتراض ان کی کم علمی کا نتیجہ ہے کیونکہ اس کی سند کے بارے میں مندرجہ ذیل محدثین کرام نے تصریح کی ہے

﴿محدث ابن خیر الاشبیلی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق﴾

ثقہ محدث ابن خیر الاشبیلی محمد بن حارث الخشنی کی کتابوں کی سند کے بارے میں لکھتے ہیں

" سند توالیف ابی عبداللہ محمد بن حارث الفقیہ ...... حدثنی بھا ابو محمد بن عتاب عن ابیہ عن ابی بکر محمد بن عبدالرحمٰن بن احمد التبحیی عنہ.

(فہرست ابن خیر ۱/۳۹۳ رقم ۱۳۰۱).

﴿محدث ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق﴾

ثقہ جلیل القدر محدث ابن بشکوال ابن التجیبی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

" وابی عبداللہ محمد بن حارث الخشنی واجازۃ لہ جمیعھم"

یعنی ابی التجیبی کو محمد بن حارث الخشنی نے اپنی تمام کتابوں کو روایت کرنے کی اجازت دی

(الصلۃ/۱۰۴)

اس مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ محمد بن حارث الخشنی کی تمام کتابوں۔

[ابو محمد بن عتاب عن ابیہ عن ابی بکر محمد بن عبدالرحمن بن احمد التبیحی] کی سند سے روایت شدہ ہیں

لہٰذا محمد بن حارث الخشنی کی ہر کتاب کی سند مانگنا ان حوالہ جات کی روشنی میں باطل اور مردود ہے محمد بن حارث الخشنی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کے راویوں کا تذکرہ وتوثیق درج ذیل ہے

۱) عبدالرحمٰن بن احمد التبجی (۳۲۹ھ تا ۶۰۹ھ)

مشہور العدالتہ و شہر بالحفظ. (الصلۃ ابن بشکوال ۱ ۱۰۰)

۲) محمد بن عتاب ابوعبداللہ (۳۸۳ھ تا ۴۶۲ھ).

فقیھا عالماً و رعاً عاقلاً. (الصلۃ ابن بشکوال ۱/۱۷۶)

۳) عبدالرحمٰن بن محمد بن عتاب (۴۳۳ھ تا ۵۲۲ھ)

"ثقۃ" (الصلۃ ابن بشکوال ۱/۱۱۰)

اس تحقیق سے یہ واضح اور ثابت ہو گیا کہ محمد بن حارث الخشنی علیہ الرحمۃ سے روایت کردہ تمام کتابوں کے راوی ثقہ اور مضبوط ہیں لہٰذا زبیر علی زئی غیر مقلد کا سند کے مطالبہ کرنا ان کی کم علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے

دوسرا اعتراض: زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ اس کے پیچھے تم الکتاب ...... فی شعبان من عام ۴۸۳ھ یعنی اس کتاب کی تکمیل مذکور مصنف محمد بن حارث القیر وانی ۳۶۱ھ یعنی اس کتاب کی تکمیل مذکور مصنف محمد بن حارث القیر وانی ۳۶۱ھ کی وفات کے ایک سو بائیس ۱۲۲ سال بعد ہے اس کتاب اخبار الفقہاء کی تکمیل کرنے اور لکھنے والا کون ہے یہ معلوم نہیں لہٰذا اس کتاب کا محمد بن حارث القیر وانی کی کتاب ہونا ثابت نہیں

(نور العینین ص ۲۰۶)

جواب: گزارش یہ ہے کہ زبیر علی زئی غیر مقلد کو معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اس کتاب پر ذرا بھی اثر نہیں پڑتا کیونکہ اعتراض نمبر ۱، کے جواب کے تحت یہ عرض کر دیا گیا ہے کہ محمد بن

حارث الخشنی کی ساری کتابیں ابو محمد بن عتاب عن ابیه عن ابی بکر محمد بن عبدالرحمن بن احمد التبیحی کی سند سے ہیں

یعنی محمد بن حارث الخشنی سے عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد التیمی ۳۲۹ھ،۴۰۹ھ اور ان سے محمد بن عتاب ابوعبداللہ ۳۸۳ھ،۴۶۲ھ اور ان سے عبدالرحمٰن بن محمد بن عتاب ۴۳۳ھ، ۵۲۲ھ روایت کرتے ہیں

اگر زبیر علی زئی غیر مقلد مسلکی تعصب سے ہٹ کر مطالعہ کریں تو انہیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ محمد بن حارث کی کتاب اخبار الفقہاء والمحدثین کا نسخہ ۴۸۳ھ میں لکھا گیا اور یہ دور عبدالرحمٰن بن محمد بن عتاب ۴۳۳ھ ۵۲۲ھ کا ہے اور اس کتاب کے راویوں میں ان کا نام صراحتاً موجود ہے تو پھر زبیر علی زئی غیر مقلد کا سند کے مطالبہ باطل اور مردود ہے

مزید یہ کہ اخبار الفقہاء والمحدثین کا نسخہ عبدالرحمٰن بن محمد بن عتاب ۴۳۳ھ،۵۲۲ھ کی زندگی میں ہی لکھا گیا لہٰذا اس نسخہ کو ابن عتاب ۴۳۳ھ،۵۲۲ھ ہی لکھنے والے ہیں اور یہ یاد رہے کہ عبدالرحمٰن بن محمد عتاب اور ان کے والد محمد بن عتاب دونوں خود کتابیں لکھتے تھے یعنی کہ خود کاتب بھی تھے لہٰذا اس نسخہ کو لکھنے والے عبدالرحمٰن بن محمد عتاب ۴۳۳ھ تا ۵۲۲ھ ہی ہیں لہٰذا زبیر علی زئی کا اس کتاب کی سند میں ۱۲۲ سال کا فاصلہ ثابت کرنا باطل اور مردود ہے مزید یہ کہ اس کتاب کی روایت کرنیوالی سند بالکل متصل اور صحیح ہے

تیسرا اعتراض: زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ "اس (حدیث) کے راوی عثمان بن محمد کا تعین ثابت نہیں بغیر کسی دلیل کے اس سے عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک مراد لینا غلط ہے اور ابن مدرک سے محمد بن حارث قیروانی کی ملاقات کا کوئی ثبوت نہیں (نور العینین ص ۲۰۶)

جواب: گزارش یہ ہے کہ زبیر علی زئی غیر مقلد کا یہ اعتراض بھی باطل اور مردود ہے کیونکہ

اس حدیث کے راوی عثمان بن محمد کا تعین خود مصنف محمد بن حارث الخشنی نے کی ہے یہ امام عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک بن اہل قبرہ ۳۲۰ھ ہے اسکے ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

۱)قال لی عثمان بن محمد القبری قال محمد بن غالب .....

(اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۱۰۳)

۲)قال لی عثمان بن محمد القبری قال لی محمد بن غالب ....

(اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۱۰۵)

اس مندرجہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ امام محمد بن حارث رحمۃ اللہ علیہ نے خود القبری کی تصریح کی ہے جوکہ عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک من اہل قبرہ کے متعین ہونے کی واضح دلیل ہے لہٰذا زبیر علی زئی غیر مقلد کا اعتراض غلط اور مردود ہے

مزید گزارش یہ ہے کہ امام محمد بن حارث الخشنی کی امام عثمان بن محمد القبری سے ملاقات بھی ثابت ہے لہٰذا ملاقات کے درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ کریں

۱)قال عثمان بن محمد قال لی محمد بن غالب....

(اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۷۸)

۲)قال لی عثمان بن محمد .... (اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۷۸)

۳)قال لی عثمان بن محمد (اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۹۷)

۴)قال لی عثمان بن محمد (اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۱۲۲)

۵)قال لی عثمان بن محمد (اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۱۳۹)

۶)قال لی عثمان بن محمد (اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۱۲۶)

۷)قال لی عثمان بن محمد ...... (اخبار الفقہاء والمحدثین ص۱۲۹)

۸)قال عثمان بن محمد ذکرہ ابن وضاح (اخبار الفقہاء والمحدثین ص۲۳۷)

۹)قال لی عثمان بن محمد سمعت محمد بن غالب (قضاء القرطبۃ ص۱۲)

۱۰)قال لی عثمان بن محمد اخبرنی ابی ...... (قضاء القرطبۃ ص۱۰۳)

۱۱)قال لی عثمان بن محمد ...... (قضاء القرطبۃ ص۱۵۳)

مندرجہ بالا تفصیل سے واضح ہو گیا کہ محمد بن حارث الخشنی کی عثمان بن محمد القبری کی سے ملاقات ثابت ہے مزید عرض یہ ہے کہ محمد بن حارث الخشنی کا امام عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک من اہل قبرۃ ۳۲۰ھ سے لقاء وسماع بھی ثابت ہے لہٰذا درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ کریں

۱) اخبرنی عثمان بن محمد ...... (اخبار الفقہاء والمحدثین ص۹۰)

۲) اخبرنی عثمان بن محمد قال اخبرنی محمد بن غالب (اخبار الفقہاء والمحدثین ص۱۳۲)

۳) حدثنی عثمان بن محمد قال لی عبیداللہ بن یحیی (اخبار الفقہاء والمحدثین ص۲۱۴)

۴) حدثنی عثمان بن محمد قال ... (قضاء القرطبۃ ص۱۵)

۵) اخبرنی عثمان بن محمد قال اخبرنی عبیداللہ بن یحیٰ. (قضاء القرطبۃ ص۵۵)

۶)اخبرنی عثمان بن محمد قال اخبرنی ابو مروان (قضاء القرطبۃ ص۲۹)

۷)حدثنی عثمان بن محمد قال حدثنی ابو مروان (قضاء القرطبۃ ص۷۳)

اس مندرجہ بالا حوالہ جات میں صیغہ اخبرنی و حدثنی سے محمد بن حارث الخشنی رحمۃ اللہ علیہ کی

عثمان بن محمد القبری رحمۃ اللہ علیہ سے سماع اور لقاء ثابت ہے لہٰذا زبیر علی زئی غیر مقلد کا اعتراض باطل اور مردود ہے

چوتھا اعتراض: زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ "حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"عثمان بن محمد بن خشیش القیروانی عن ابن غانم قاضی افریقیه اظنه کان کذاباً." (المغنی فی الضعفاء ۲/۹۵۰ رقم: ۴۰۵)

عثمان بن محمد کذاب قیروانی ہے اور محمد بن حارث بھی قیروانی ہے لہٰذا ظاہر یہی ہوتا ہے کہ عثمان بن محمد سے یہاں مراد یہی کذاب ہے (نور العینین ص ۲۰۶)

جواب: زبیر علی زئی غیر مقلد کا خودساختہ تعین غلط ہے کیونکہ امام محمد بن حارث الخشنی رحمۃ اللہ علیہ نے امام عثمان بن محمد القبری رحمۃ اللہ علیہ کا خود اپنی کتاب میں تعین کر دیا ہے لہٰذا ایسا اعتراض زبیر علی زئی کو زیب نہیں دیتا ہے یہاں میں یہ بیان کر دوں کہ میسر کتب رجال میں محمد بن حارث الخشنی کے استادوں میں عثمان بن محمد خشیش القیر وانی کا ذکر موجود نہیں ہے جبکہ اس کے برعکس محمد بن حارث الخشنی نے خود اپنی کتاب میں عثمان بن محمد القبری کا تعین کر دیا ہے لہٰذا زبیر علی زئی غیر مقلد کا اعتراض باطل اور مردود ہے

پانچواں اعتراض: زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ یاد رہے کہ عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک کا ثقہ ہونا معلوم نہیں ہے (نور العینین ص ۲۰۶)

جواب: زبیر علی زئی کا یہ اعتراض غلط ہے کیونکہ عثمان بن محمد کی توثیق ثابت ہے کیونکہ محدث ابن الفرضی الاندلسی ۴۰۳ھ لکھتے ہیں:

[عثمان بن محمد بن احمد بن مدرك من اهل قبرة كان معتنيا بالعلم حافظاً للمسائل عاقدا للشروط فقي أهل موضعه .](تاريخ العلماء والرواة رقم:٨٩٣)

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ امام عثمان محمد بن احمد بن مدرک ثقہ راوی ہیں اور زبیر علی زئی غیر مقلد کا اعتراض مردود اور باطل اور کم علمی کا ثبوت ہے

چھٹا اعتراض: زبیر علی زئی لکھتا ہے کہ عثمان بن سوادہ بن عباد کے حالات اخبار الفقھاء والمحدثین کے علاوہ کسی کتاب میں نہیں ملے چونکہ عثمان بن محمد مجروح یا مجہول ہے لہٰذا عبداللہ بن یحییٰ سے توثیق ثابت نہیں ہے نتیجہ عثمان بن سوادہ مجہول الحال ہے اس کی پیدائش اور وفات بھی نامعلوم ہے (نور العینین ص ۲۰۷)

جواب: امام عثمان بن سوادہ بن عباد کے حالات اخبار الفقھاء والمحدثین کے جائزہ اور ثقاہت میں بیان کر چکے ہیں مزید یہ کہ عثمان بن سوادہ کی توثیق اخبار الفقھاء والمحدثین کے علاوہ تاریخ العلماء والرواة للعلم رقم: ۸۹۰ پر بھی ہے لہٰذا عثمان بن سوادہ بن عباد ثقہ راوی ہیں اور اس طرح کے اعتراضات اصول اسماء الرجال کی روشنی میں باطل اور مردود ہیں

ساتواں اعتراض: زبیر علی زئی لکھتا ہے کہ عثمان بن سوادة کی حفص بن میسرة سے ملاقات اور معاصرت ثابت نہیں ہے حفص کی وفات ص ۱۸۱ھ ہے (نور العینین ص ۲۰۷)

جواب: امام عثمان بن سوادة ثقہ، امام عبید اللہ بن یحییٰ ۲۱۰ھ تا ص ۲۹۸ھ کے استاد اور امام حفص بن میسرة رحمہ اللہ ۱۸۱ھ کے شاگرد ہیں امام عثمان بن سوادة رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۲۳۵ھ کے لگ بھگ ہے اور یہ معاصرت امکان لقاء کے لئے کافی ہے کیونکہ معاصرت وامکان بتصریح امام مسلم اتصال کے لئے کافی ہے اور یہ جمہور کا مذہب ہے دیکھئے مقدمہ مسلم ص ۲۱

لہٰذا زبیر علی زئی غیر مقلد کا یہ اعتراض بھی باطل اور مردود ہے اور یہ حدیث متصل صحیح ہے:

آٹھواں اعتراض: زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ محمد بن حارث کی کتابوں میں اخبار القضاۃ والمحدثین کا نام تو ملتا ہے مگر اخبار الفقہاء والمحدثین کا نام نہیں ملتا......

دیکھئے (الاکمال لابن ماکولا ۳/ ۹۱ ۲ اور الانساب للسمعانی ۲/ ۳۷۲)

ہمارے اس دور کے معاصر میں عمر رضا کحالہ نے اخبار الفقہاء والمحدثین کا ذکر کیا ہے

(معجم المؤمنین ۳/ ۲۰۴)

اس طرح معاصر خیرالدین زرکلی نے بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے (اعلام ۶/ ۷۵) جدید دور کے یہ حوالے اس کی قطعی دلیل نہیں ہے کہ یہ محمد بن حارث کی ہی ہے قدیم علماء نے اس کتاب کا کوئی ذکر نہیں کیا

جواب: زبیر علی زئی کا یہ اعتراض بھی بڑا ہی کم فہمی پر محیط ہے ایسا اعتراض کرنا زبیر علی زئی غیر مقلد کی شایانِ شان نہیں کیونکہ اپنے ناقص مطالعہ کی وجہ سے اتنا بڑا دعویٰ کر دیا یہ ایک خطرناک عمل اور عوام الناس کو گمراہ کرنے کے مترادف ہے زبیر علی زئی غیر مقلد نے دو (۲) محدثین کرام کے نام لئے ان میں محدث ابنِ ماکولا کی وفات ۴۸۷ھ کی ہے جبکہ امام سمعانی کی ۵۶۲ھ کی ہے اور ان دو (۲) حوالوں کی بنیاد پر اتنا بڑا دعویٰ کر دینا مردود ہے

اوّل یہ ان دو (۲) محدثین کرام کے حوالے سے غیر مقلد زبیر علی زئی نے اخبار القضاء والمحدثین کا تذکرہ کیا مگر شاید زبیر علی زئی غیر مقلد کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کتابوں کے ناموں میں اکثر اختلاف آتے ہیں اس بات کو واضح کرنے کے لئے فی الحال تین (۳) مثالیں پیش خدمت ہیں:

۱: امام حاکم کی معروف کتاب معرفۃ علوم الحدیث ہے اس کتاب کے مختلف نسخوں میں ذرا فرق کے ساتھ مختلف نام موجود ہیں

۱) ایک نسخے میں امام حاکم کی کتاب کا نام معرفة علوم الحديث ہے

۲) ایک نسخہ میں صرف علوم الحديث کا نام ہے

۳) ایک نسخہ میں اس کتاب کا نام معرفۃ علوم الحديث وانواعه ہے

۴) ایک نسخہ میں معرفة علوم الحديث و كمية وأجناسه ہے

جس طرح سے کتابوں کے ناموں میں فرق سے امام حاکم کی کتاب معرفۃ علوم الحدیث کا انکار جہالت ہے اس طرح محمد بن حارث الخشنی کی کتاب اخبار الفقهاء والمحدثين کا انکار کرنا مردود ہے

۲: امام حاکم کی ایک کتاب "الكفاية فی علم الرواية" بہت مشہور ہے مگر اس کے ناموں میں بھی فرق موجود ہے

۱) کسی نسخہ میں اس کا نام صرف الکفایۃ ہے

۲) ایک نسخہ میں اس کا نام الکفایہ فی علوم الروایۃ ہے

۳) ایک نسخہ میں اس کا نام الکفایہ فی معرفۃ اصول علم الروایۃ ہے

جس طرح امام حاکم کی کتابوں میں الكفاية کا انکار ناممکن ہے اس طرح محمد بن حارث الخشنی کی کتابوں میں اخبار الفقهاء والمحدثين کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کسی نے اس کا نام اخبار القضاء والمحدثين ہی لیا ہو بظاہر تو یہ معمولی سے خطاء ہی لگتی ہے مگر چاہے نام اخبار الفقهاء کسی نسخہ میں ہو یا کسی نسخہ میں اخبار القضاء اس کتاب کا

انکار تو صرف اور صرف تعصب پر مبنی ہے

۳: اس طرح حافظ عقیلی کی کتاب کے بھی مختلف نسخوں میں مختلف نام ہیں:

۱) ایک نسخہ میں کتاب ضعفاء من نسب الی الکذب ہے

۲) ایک نسخہ میں اس کا نام ضعفاء الکبیر ہے

۳) ایک نسخہ میں صرف ضعفاء لکھا ہے

۴) ایک نسخہ میں اس کا نام الضعفاء والمتروکین لکھا ہے

لہٰذا کسی کتاب کے نام میں فرق کرنے سے اس کتاب کا انکار کرنا تو بڑی حماقت ہے لہٰذا ایسے اعتراضات سے پرہیز کرنا چاہیے

مزید یہ کہ حافظ ابن ماکولا ۴۸۷ھ اور محدث ابن سمعانی ۵۶۲ھ سے متقدم محدثین نے محمد بن حارث الخشنی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں دیگر کتابوں کے علاوہ اخبار الفقہاء والمحدثین کا ذکر واضح طور پر کیا ہے لہٰذا تفصیل مندرجہ ذیل ہے

۱) ابن حزم الاندلسی کی تحقیق:

حافظ ابن حزم الاندلسی ۴۵۶ھ نے محمد بن حارث الخشنی کی کتابوں میں اخبار الفقھاء کا ذکر کیا ہے (فضائل الاندلس ۱/۱۷)

۲) حافظ ابو عمر ابن عبد البر الاندلسی ۴۶۳ھ کی تحقیق:

حافظ ابن عبد البر ۴۶۳ھ نے محمد بن حارث الخشنی کی کتابوں میں اخبار الفقھاء کا ذکر کیا ہے (بغیة الملتمس ص ۶۱)

۳)امام ابومحمد الحمیدی الاندلسی ۴۸۸ھ کی تحقیق:

حافظ ابومحمد الحمیدی الاندلسی ۴۸۸ھ لکھتے ہیں:

"محمد بن حارث الخشني من اهل العلم و الفضل فقيه ، محدث روىٰ عن ابن وضاح ونحوه جمع كتابا فى اخبار القضاء بالاندلس و كتابا آخر في اخبار الفقهاء و المحدثين ...... (جذوة المقبس ص۴۷)

۴)حافظ احمد بن یحییٰ الضبی ۵۹۹ھ کی تحقیق:

حافظ الضبی ۵۹۹ھ لکھتے ہیں:

[محمد بن حارث ...... جمع كتابا فى اخبار القضاة بالاندلس و كتابا آخر في اخبار الفقهاء و المحدثين]

(بغية الملتمس فى تاريخ رجال اهل الاندلس ص۷۱)

۵)حافظ ابن ناصر الدین الدمشقی کی تحقیق:

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں

"و كتابه آخر في اخبار الفقهاء و المحدثين".

(توضيح المشتبه فى ضبط اسماء رقم: ۱۱۷)

۶)حافظ احمد المقری المغربی کی تحقیق:

حافظ المقری لکھتے ہیں:

"و كتاب محمد بن الحارث الخشنى فى اخبار القضاء لقرطبه وسائر الاندلس و كتاب في اخبار الفقهاء بها" (نفح الطیب ۳/۱۷۴)

۷)مؤرخ الباباني کی تحقیق:

مؤرخ الباباني لکھتے ہیں:

"صنف اخبار الفقہاء والمحد ثین" (هداية العارفين ۱/۲۶۳)

۸)یوسف الیان سرکیس کی تحقیق:

یوسف السرکیس نے محمد بن حارث الخشنی کی کتابوں میں اخبار الفقہاء والمحد ثین کا نام درج کیا ہے (معجم المطبوعات ۱/۸۲۳)

۹)عمر رضا کحالہ کی تحقیق:

عمر رضا کحالہ نے اخبار الفقہاء والمحد ثین کا ذکر محمد بن حارث الخشنی کی کتابوں میں کیا ہے

(معجم المؤلفين ۳/۲۰۴)

۱۰)خیر الدین زرکلی کی تحقیق:

خیر الدین زرکلی نے اخبار الفقہاء والمحد ثین کا ذکر صراحتاً کیا ہے (الاعلام ۶/۷۵)

۱۱)علامہ محمد بن عبد اللہ الکرخی کی تحقیق:

علامہ ابن عبد اللہ الکرخی نے مغرب کے محدثین اور علماء کرام کی تصانیف پر بڑا علمی اور تحقیقی کام کیا ہے علامہ الکرخی نے محمد بن حارث الخشنی کی کتابوں میں اخبار الفقہاء والمحد ثین کا نام صراحت اور تحقیق کے ساتھ درج کیا ہے (کتاب تراث المغاربة ص ۳۵)

کیونکہ ابن عبد اللہ الکرخی نے بڑی تحقیق کے ساتھ مغرب کے علماء کرام پر یہ کتاب لکھی ہے اس لئے یہ حوالہ بڑا اہم ہے

قارئین کرام اس مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اخبار الفقہاء

والمحدثین محمد بن حارث الخشنی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہی ہے زبیر علی زئی غیر مقلد کے پیش کردہ دو (۲) حوالوں میں ابن ماکولا کا حوالہ اصل ہے اور محدث سمعانی اپنی کتاب الانصاب میں ابن ماکولا سے ہی استفادہ کرتے ہیں اب ابن ماکولا کے حوالہ پر غور کریں تو انہوں نے اخبار القضاء والمحدثین کا نام لکھا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ابن ماکولا کو اس نام میں اشتباہ ہوا ہے کیونکہ محدثین نے محمد بن حارث الخشنی کی کتابوں میں اخبـــــار الفقہاء اور اخبار القضاء دونوں کے نام لکھے ہیں لہٰذا ابن ماکولا کے نام کو لکھنے میں اشتباہ ہوا لہٰذا ابن ماکولا کے قول سے اس کتاب سے انکار ثابت کرنا غلط ہے کیونکہ ایک طرف ۱۱ محدثین جن میں متقدم اور متاخر علماء کرام بھی شامل ہیں انہوں نے وضاحتاً اور صراحتاً اخبار الفقہاء والمحدثین کا نام لکھا ہے

لہٰذا مندرجہ بالا تحقیق سے زبیر علی زئی غیر مقلد کا اعتراض باطل اور مردود ثابت ہوتا ہے

اعتراض: غیر مقلد زبیر علی زئی نور العینین ص ۲۰۸ پر لکھتا ہے

''مخالفین رفع یدین جس روایت سے دلیل پکڑ رہے ہیں اس کے شروع میں لکھا ہوا ہے اور وہ رفع یدین کے بارے میں ایک حدیث سند سے بیان کرتا تھا یہ غریب حدیثوں میں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ شاذ روایتوں میں سے ہے (اخبار الفقہاء ص ۲۱۶)

جواب: قارئین کرام: آپ ذرا شاذ حدیث کی تعریف ملاحظہ کیجئے

حافظ ابن کثیر شاذ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''امام شافعی نے کہا: شاذ اسے کہتے ہیں جو ثقہ راوی ایسی حدیث بیان کرے جس میں لوگوں کی مخالفت کرے، ایسی وہ روایت جو ثقہ راوی بیان کرے اور دوسرے اسے بیان نہ کریں تو سے شاذ نہیں کہتے (اختصار علوم الحدیث ص ۹۵ مترجم)

زبیر علی زئی غیر مقلد بتائیں کہ اس حدیث میں کون سی بات شاذ کی تعریف پر پورا اُترتی ہے بلکہ امام شافعی کے قول سے تو شاذ کی ۲ قسمیں معلوم ہوئیں ایک شاذ مقبول اور دوسرا شاذ مردود لہٰذا اصول حدیث کے مطابق یہ حدیث شاذ مقبول ہے اور یہ صحیح حدیث ہوتی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ ترک رفع الیدین والی حدیث صحیح اور ثابت ہے اور یہ کہ اختلافی رفع یدین متروک و منسوخ ہے

قرآن حکیم سے حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تائید

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

[قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ. اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ]

ترجمہ: تحقیق کہ وہ ایمان لانے والے کامیاب ہوگئے جو نماز میں خشوع خضوع اختیار کرنے والے ہیں (سورۃ المومنون:۱،۲)

تفسیر: [قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ: مُخْبِتُوْنَ مُتَوَاضِعُوْنَ لَا یَلْتَفِتُوْنَ یَمِیْنًا وَّ شِمَالًا وَّ یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ فِی الصَّلٰوةِ...]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: خشوع کرنے والے سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز میں تواضع اور عاجزی اختیار کرتے ہیں اور دائیں بائیں توجہ نہیں کرتے اور نہ ہی نماز میں رفع یدین کرتے ہیں (تفسیر المقباس من تفسیر ابن عباس ص ۲۸۴)

اس تفسیر کی تائید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں:

[لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن: حین یفتتح الصلوٰة.....]

(المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/۷۷،۸۰ رقم ۱۱۹۰۴)

اس تفسیر کی تائید مشہور ثقہ تابعی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی تفسیر سے بھی ہوتی ہے

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

[اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ] کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

[خاشعون الذین لایرفعون ایدیهم فی الصلوٰة الا فی تکبیرة الاولیٰ]

ترجمہ: خاشعون سے مراد وہ لوگ ہیں جو صرف تکبیر اولیٰ کے وقت رفع یدین کرتے ہیں

(تفسیر سمر قندی المعروف بحر العلوم۲/۴۰۸ مطبوعہ بیروت)

یہ دِرایۃً صحیح ہے اور اس سے درایۃً ترک رفع یدین ثابت ہوتا ہے اور اس کی تائید حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے بھی ہوتی ہے اور نماز کے اندر رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت، سجدوں کے اندر اور تیسری رکعت کو کھڑے ہوتے وقت رفع یدین خشوع خضوع کے منافی ہے اور ذکر سے خالی بھی ہے لہٰذا ان مقامات پر رفع یدین کو ترک کرنا ہی اولیٰ و افضل ہے جو اہل سنت و جماعت کا مؤقف ہے

آخری بات

مسلمانوں کے اندر جس بات پر اتفاق ہو اسکو پکڑ لینا اور اختلاف سے بچنا یہی حق ہے اور جس معاملہ پر اُمت کا تعامل ہو اُس پر عمل کرنا یہی افضل ہے اسی مسئلہ رفع یدین کو لیجئے تکبیر تحریمہ پر رفع یدین کرنا اس پر تمام اُمت کا اتفاق ہے اور کسی بھی گروہ فرقہ یا مسلک کا اختلاف نہیں چاہے وہ غیر مقلد ہو، شیعہ، حنبلی، شافعی، مالکی، حنفی حتیٰ کہ جتنے مسالک ہیں اسکا تکبیر تحریمہ کیساتھ رفع یدین کرنے پر اتفاق ہے

چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''لم یختلفوا ان رسول اللہ ﷺ کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوٰة''

(فتح الباری ۲/۲۱۹)

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ نبی ﷺ نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے

لہٰذا اُمت کا تعامل اور اتفاقی مسئلہ کو قبول کرنا چاہیے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار آحاد کو توارث سے معارض ہونے کی وجہ سے معلول قرار دیا اور ان تمام مواقع میں سے صرف اس رفع یدین کو اختیار فرمایا جو اسناداً متواتر ہے اور جسے توارث کی تائید حاصل ہے یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا کیونکہ کوفہ میں اصحاب علی رضی اللہ عنہ اور اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرتے تھے جیسا کہ حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن نصر المروزی کے حوالہ سے لکھا ہے

''لا نعلم مصراً من الامصار ینسب الی أهله العلم قدیما ترکوا باجماعهم رفع الیدین عند الحفض والرفع فی الصلوٰة الا اهل الکوفة''

(التمهید لابن عبدالبر ۹/۲۱۳)

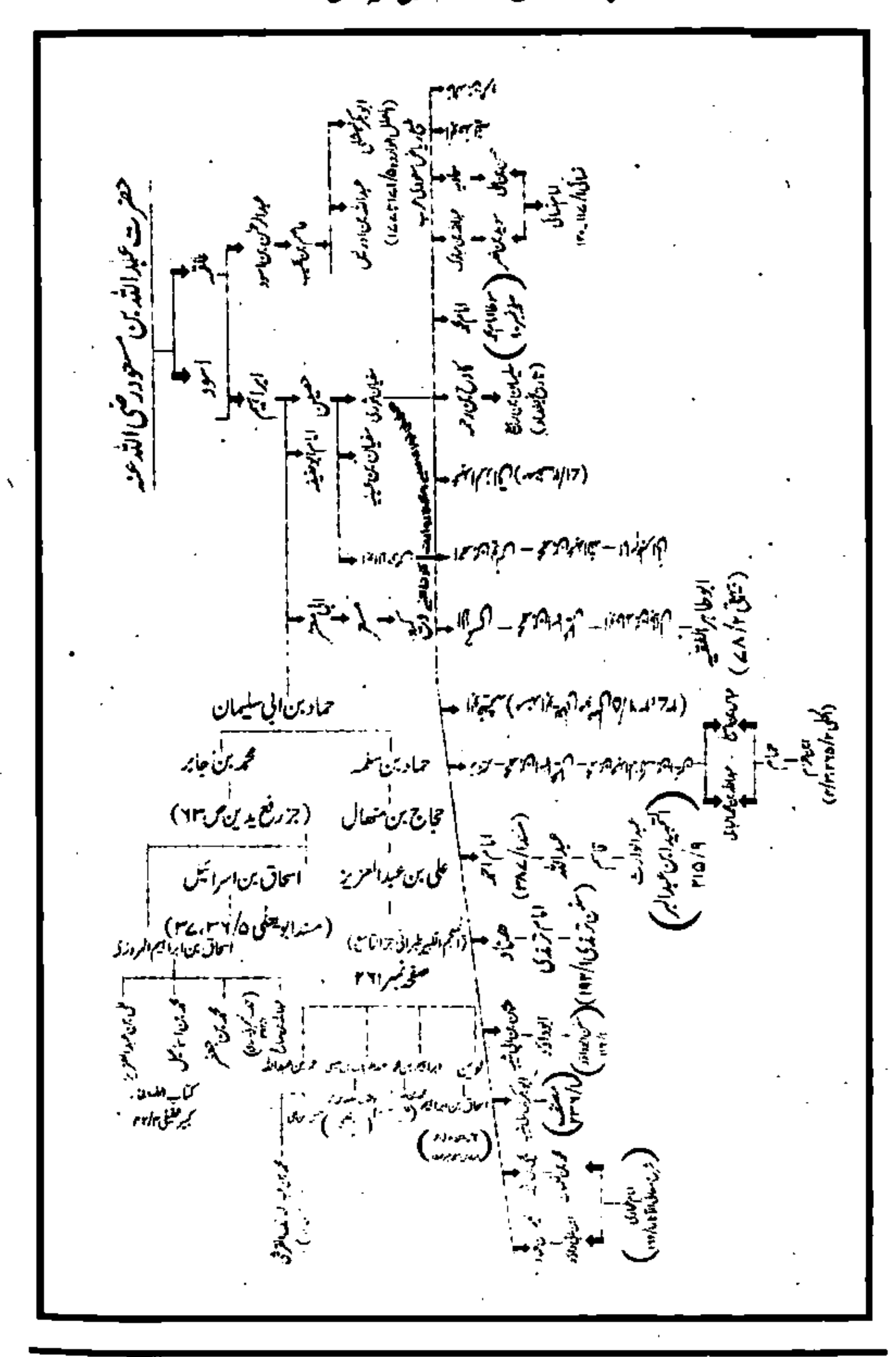
اسی طرح مکہ و مدینہ میں بھی رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت کیا کرتے تھے اور یہی توارث ہے اور اس روایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں بھی یہی بات بیان ہوئی ہے جو آپ نے ملاحظہ فرمائی لہٰذا اتفاق پر عمل کرنا چاہیے اور اختلاف سے بچنا چاہیے اللہ رب العزت اتفاق پر عمل کی توفیق عطا فرمائے واللہ تعالیٰ ورسوله اعلم بالصواب

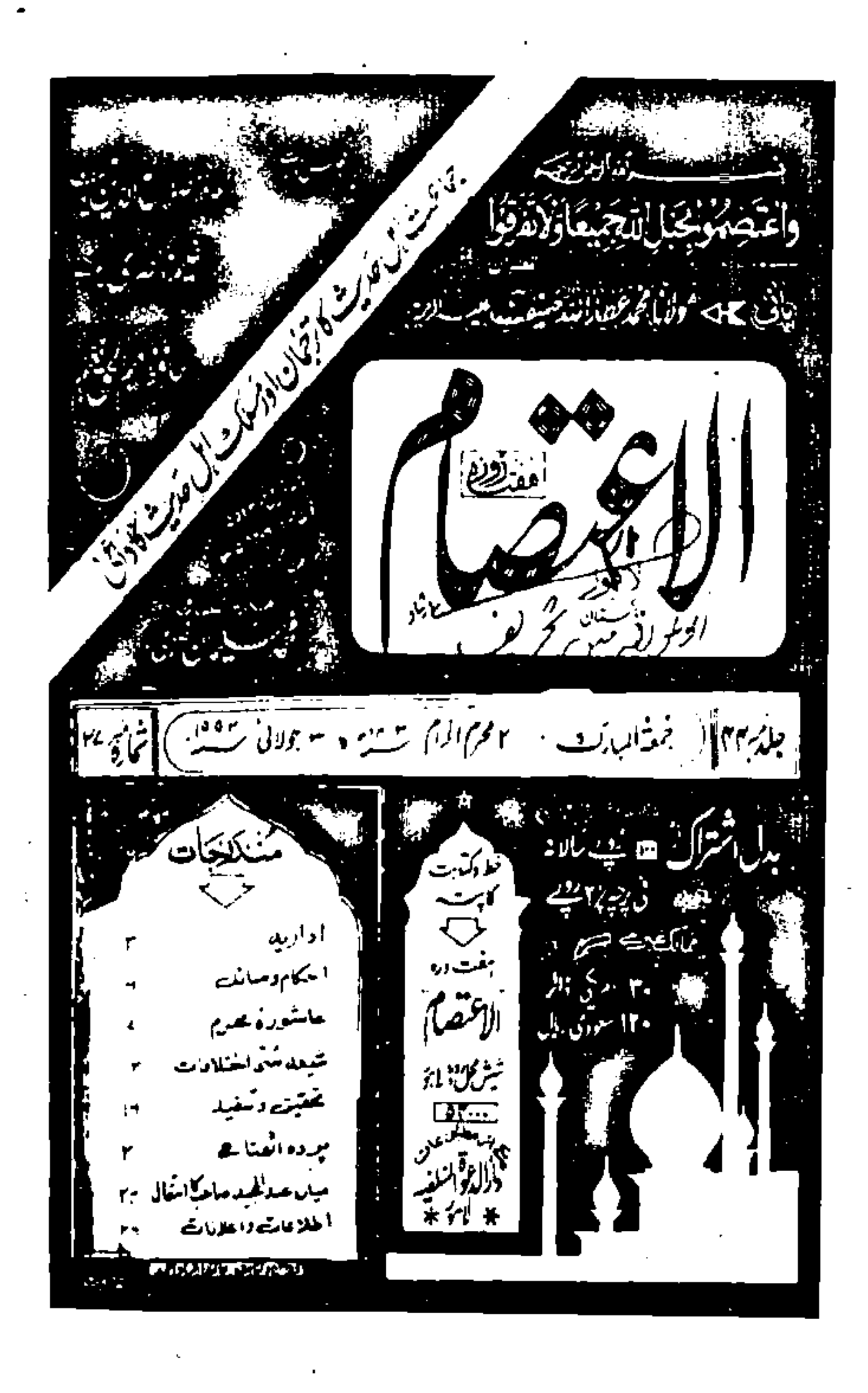
واللہ الهادی الی الرشد والهدایة وصلی اللہ علیٰ حبیبه سیدنا ومولانا محمد وآلہٖ واهل بیتهٖ وصحبهٖ وازواجهٖ واولادهٖ اجمعین

ابواُسامہ ظفر القادری بکھروی غفرلہ

نوٹ: کتاب کی تیاری میں ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ کسی قسم کی لفظی، قرآنی آیات واحادیث کے متن میں کوئی غلطی نہ ہو باوجود اسکے اگر آپ اس میں کسی قسم کی کوئی غلطی پائے تو براہ کرم مطلع فرمائیں اگلے ایڈیشن میں اسے درست کر دیا جائے گا

حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اسناد کا نقشہ





واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

ہفت روزہ
الاعتصام

جلد ۴۴ | جمعۃ المبارک ۲ محرم الحرام ۔ ۳ جولائی ۱۹۹۲ء | شمارہ ۲۷

بدل اشتراک ۱۰۰ روپے سالانہ

فی پرچہ ۲/۵۰ روپے

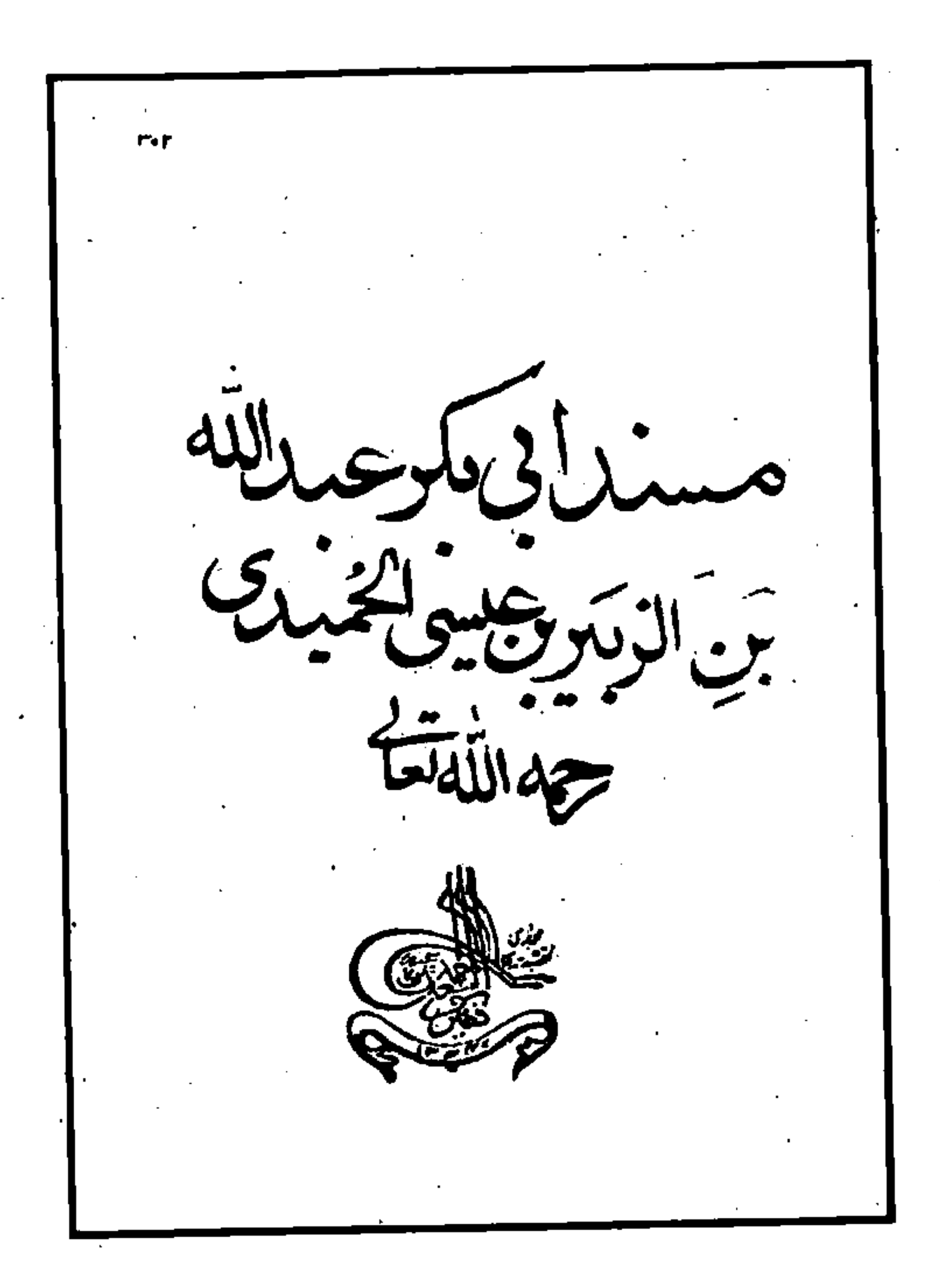
خط و کتابت کا پتہ

ہفت روزہ الاعتصام

مندرجات

مسند ابی عوانہ مخطوطہ پیر جھنڈے شاہ (سندھ)

بيان رفع اليدين في افتتاح الصلاة



۳۰۲

مسند ابی بکر عبد اللہ
بن الزبیر بن عیسی الحمیدی
رحمہ اللہ تعالی

مسند حمیدی قلمی نسخہ دیوبند

مسند حمیدی قلمی نسخہ خانقاہ سراجیہ کندیاں پاکستان

[illegible]



٣١١

مسند أبي عوانة

للإمام الجليل أبي عوانة يعقوب بن إسحاق
الأسفرائيني المتوفى ٣١٦هـ
رضي الله عنه

تحقيق
أيمن بن عارف الدمشقي

الجزء الأول

دار المعرفة
بيروت لبنان

[١٥٦٩] حدثنا عمار بن رجاء قال: ثنا الحنفي قال: ثنا زائدة عن المختار، عن أنس قال: ما صليت مع أحد أتم صلاة وأوجز من النبي ﷺ.

[١٥٧٠] حدثنا عبيد الله بن سعيد بن كثير بن عفير قال: ثنا أبي قال: ثنا سليمان بن بلال قال: حدثني شريك بن عبد الله بن أبي نمر عن أنس بن مالك أنه قال: ما صليت وراء إمام قط أخف صلاة ولا أتم من رسول الله ﷺ وإن كان ليسمع بكاء الصبي فيخفف مخافة أن تفتن أمه[1].

[١٥٧١] حدثنا يوسف بن حبيب قال: ثنا أبو داود قال: ثنا حماد بن سلمة عن ثابت، عن أنس قال: ما صليت خلف أحد أخف صلاة من رسول الله ﷺ في تمام، وكانت صلاة أبي بكر متقاربة، فلما كان عمر مدّ في الفجر[2].

٣٧- بيان رفع اليدين في افتتاح الصلاة قبل التكبير بحذاء منكبيه وللركوع ولرفع رأسه من الركوع، وأنه لا يرفع بين السجدتين

[١٥٧٢] حدثنا عبد الله بن أيوب المخرمي وسعدان بن نصر وشعيب بن عمرو في آخرين قالوا: ثنا سفيان بن عيينة عن الزهري، عن سالم، عن أبيه قال: رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى يحاذي بهما -وقال بعضهم: حذو منكبيه- وإذا أراد أن يركع، وبعد ما يرفع رأسه من الركوع، لا يرفعهما -وقال بعضهم: ولا يرفع بين السجدتين[3]. والمعنى واحد.

[١٥٧٣] حدثنا الربيع بن سليمان عن الشافعي، عن ابن عيينة بنحوه: ولا يفعل ذلك بين السجدتين.

[١٥٧٤] حدثنا أبو داود قال: ثنا علي قال: ثنا سفيان: ثنا الزهري: أخبرني سالم عن أبيه قال: رأيت رسول الله ﷺ مثله[4].

---

(١) مسلم (٤٦٩ / ١٩٠) من طريق شريك به.
(٢) مسلم (٤٧٣ / ١٩٦) من طريق حماد بن سلمة به.
(٣) مسلم (٣٩٠ / ٢١) من طريق سفيان به.
(٤) انظر الحديث السابق.

❁ ہمارا منشور ❁

❁ قرآن وسنت اور فقہ حنفی کی ترویج واشاعت

❁ عقائد ومسائل اسلام کا تحفظ اور مخالفین اسلام کا مدلل رد

❁ قرآن وسنت کی روشنی میں عقائد اہل سنت کی ترویج

❁ مسائل اہل سنت وجماعت سے لوگوں کو آگاہی دینا

❁ عقائد ومسائل اہل سنت وجماعت کا تحفظ

❁ اہل سنت وجماعت کے مخالفین کا مدلل رد

❁ ہر بد مذہب کا جو اہل سنت وجماعت پر تنقید کرتا ہے اس کے دلائل کا مدلل رد کرنا

www.aifwah.com

ناشر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسلامک ریسرچ سنٹر